

اولیاءِ مدظلہ کے قاضیوں شریف و مخلفہ قادریہ (منظوم)



ترتیب و اہتمام
افتخار احمد حافظ قادری

قاضی رئیس احمد قادری

حسب خواہش

ناشر

بزمِ غلامانِ غوثِ اعظمؒ

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

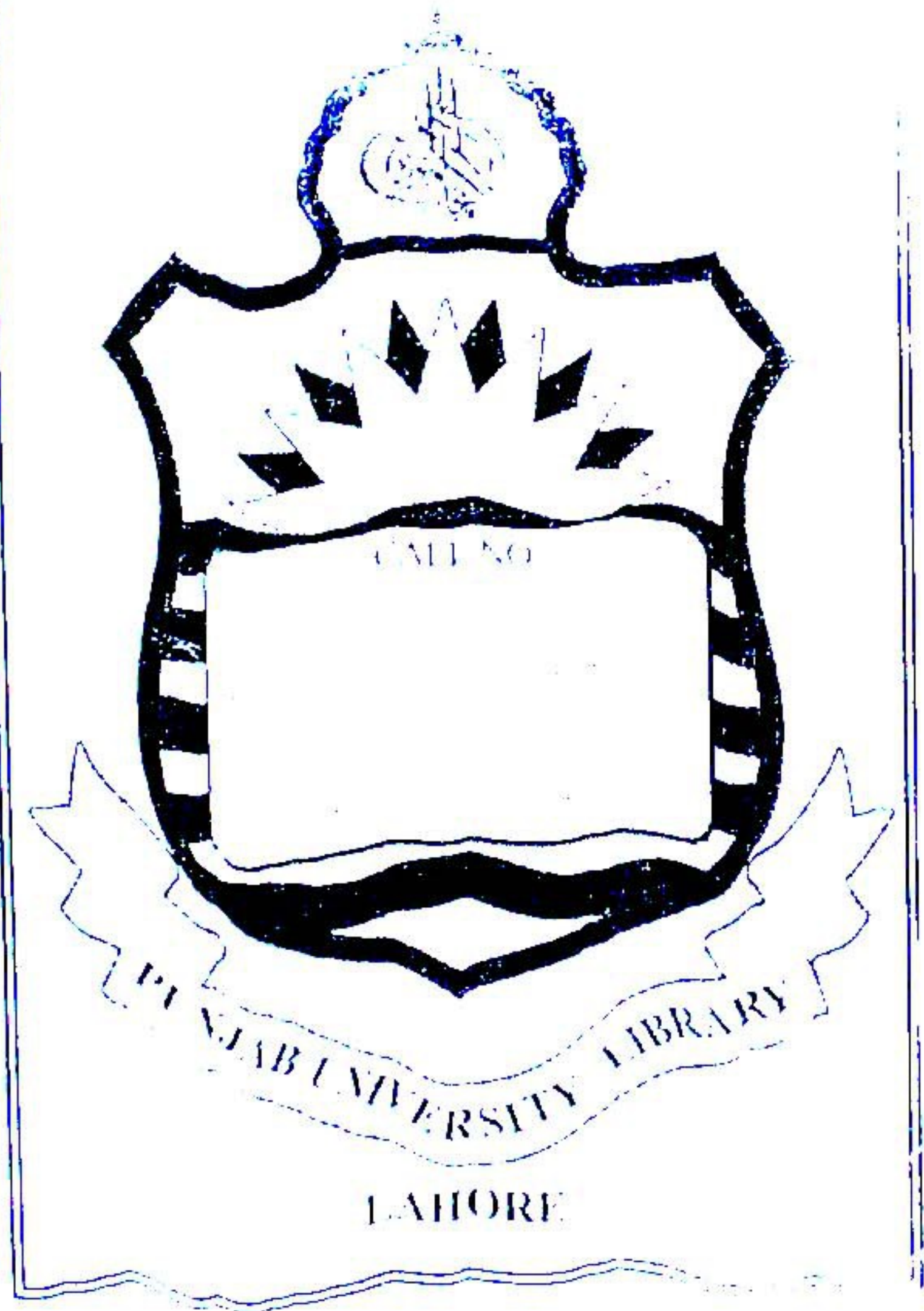
پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



ذخیرہ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔





اے خاصہ خاصانِ رسل وقتِ دن ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نعبیان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

بنا دیتی ہے خاک کو کیمیا
بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

129502

| | |
|----------------|--|
| نام کتاب | اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف و تحفہ قادریہ (منظوم) |
| موضوع | تصوف، تذکرہ بزرگان دین 129502 |
| ترتیب و اہتمام | افتخار احمد حافظ قادری |
| ناشر | بزمِ غلامانِ غوثِ اعظمؒ |
| حسبِ خواہش | حضرت قاضی رئیس احمد قادری |
| تاریخ اشاعت | شوال المکرم 1424ھ دسمبر 2003ء |
| تعداد اشاعت | 1000 (ایک ہزار) |
| ہدیہ | 250/- روپے |

ناشر و ملنے کا پتہ

- 1- بزمِ غلامانِ غوثِ اعظمؒ
- 2- آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ
ڈھوک قاضیاں شریف / تخت پڑی
روات، راولپنڈی۔

اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف
وتحفہ قادریہ (منظوم)

دعائے خصوصی

السید محمد خلیفہ الحیزم الحسنی الحسینی
السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السہودی
المدينة المنورة

بأجازات

شہزادہ رغوٹ الثقلین السید محمد انور گیلانی قادری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سدرہ شریف

حسب خواہش

حضرت قاضی رئیس احمد قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ

ترتیب و اہتمام

افتخار احمد حافظ قادری، 2003ء



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَىٰ آلِهِ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

محمد ﷺ کی اُلفت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

فہرست

| صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|
| 7/6 | حمد باری تعالیٰ / نعت رسول مقبول ﷺ |
| 8 | منقبت ولی کامل حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ |
| 9 | انتساب کتاب |
| 10 | پیش لفظ (بزرگوں کی صحبت) |
| 21/18 | تصوف اور اس کی حقیقت / صوفیاء کا عمومی تعارف |
| 22 | اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف |
| 64 | قاضیان نامہ (فارسی) از ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی |
| 68/66 | قطععات تاریخ طباعت کتاب / قطعہ تاریخ وصال |
| 69 | حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ کی بغداد شریف میں سند بیعت کا عکس |
| 70 | تاثرات از سجادہ نشین آستانہ قادریہ سلطانیہ |
| 71 | شجرات نسب و طریقت اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف |
| 79 | آستانہ ڈھوک قاضیاں شریف میں سالانہ محافل |
| 81 | اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف کی رنگین تصاویر |
| 89 | کتاب تحفہ قادریہ |
| 239/238 | شجرہ نسب و طریقت حضرت دیوان حضوری |

حمد باری تعالیٰ

از حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

تا ابد یا رب ز تو من لطفہا دارم امید
 ہم فقیرم، ہم غریبم، بیکس و بیمار ناتوان
 از تو گر امید بہم از کجا دارم امید
 ہم فقیرم، ہم غریبم، بیکس و بیمار ناتوان
 یک قدح زان شربت دارالشفای دارم امید
 تا امیدم از خود و از جملہ خلقِ جہان
 از ہمہ نو میدم اما از تو می دارم امید
 ہر کے امید دارد از خدا و جو خدا
 لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید
 بعد ازین کشتن ز تو من لطفہا دارم امید



- ۱۔ اے میرے رب کریم میں تجھ سے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔ اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں۔
- ۲۔ میں فقیر ہوں، میں غریب ہوں، بے کس اور ناتوان بیمار ہوں، میں آپ کے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں۔
- ۳۔ میں اپنی ذات اور جملہ مخلوقات سے ناامید ہوں۔ سب سے ناامید ہوں لیکن آپ سے امید رکھتا ہوں۔
- ۴۔ اے میرے پروردگار ہر شخص تجھ سے تیری اور تیرے علاوہ اور دوسری چیزوں کی بھی امید رکھتا ہے لیکن میں آپ سے صرف آپ ہی کی ذات کی امید رکھتا ہوں۔
- ۵۔ حقی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے۔ اس خون کے بعد بھی اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

از حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ

نیما جانبِ بطحا گزر گن ہوائے دیسِ محبوباں دے جائیں
 ز احوالمِ محمد ﷺ را خبر گن میرا احوالِ حضرت ﷺ نوں سنائیں
 توئی سلطانِ عالم یا محمد ﷺ کہیں اس بادشاہِ نوں یا محمد ﷺ
 ز روئے لطفِ سوئے من نظر گن میرے دے کرمِ دی جہاتِ پائیں
 بہ بر این جانِ مستقامِ در آنجا ایہ لے جا جانِ میری توں مدینے
 فدائے روضہٴ خیر البشر گن کریں روضے توں صدقے اس دے تائیں
 مشرفِ گرچہ خدِ جائی ز لطفش اگے ڈٹھا اے جائی نے اوہ جلوہ
 خدایا این کرمِ بارِ دگر گن خدایا اوہ دوبارہ وں دکھائیں

سیدی یا ابا البتول ﷺ سنووال

من فقیر جوابہ الاعطاء

اے میرے آقا و سردار، سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بابا جان
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ایک فقیر کا سوال ہے جس کا جواب عطا ہے۔

حضرت علامہ یوسف اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ

منقبت

ولی کامل حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

از فضل الرحمن عظیمی

تُو کہ اے قاضی حسن ہے ایک ولی با کمال
زندگی تیری درخشاں تھی مثال آفتاب
تُو تلاشِ حق میں ہی ہر آن سرگرداں رہا
عمر بھر تُو کار بندِ اسوۂ حسنہ رہا
تیرا کردار و عمل حکمِ خدا کا پاسدار
ہو رہی ہے تجھ پہ جو یہ رحمتِ ربِ جلیل
جو قدم اٹھا ترا وہ حق کی خاطر ہی اٹھا
تُو جیا تو حق کا اونچا نام کرنے کیلئے
تیرے دل میں دینِ حق کی تھی محبت اس قدر
اس تڑپ کا بل گیا ہے آج تجھ کو یہ صلا
عمر بھر خلقِ خدا کو فیض پہنچاتا رہا
بعد مرنے کے بھی لیکن فیض تیرا عام ہے
سینہ ات معمور از حبِ خدا و مصطفیٰ ﷺ
اے کہ آرا میدہ در فردوس جانِ پاکِ تو

کر رہا ہے رحمتیں تجھ پر خدائے ذوالجلال
اور بعد مرگ لطفِ حق سے ہے تُو بہرہ یاب
ہر گھڑی دشتِ طلب میں تُو جنوں ساماں رہا
پیرویِ سنتِ محبوبِ حق ﷺ کرتا رہا
حق نمائی، حق پرستی ہی رہا تیرا شعار
در حقیقت یہ ہے تیری حق پرستی کی دلیل
حق کی خاطر ہی جیا تُو، حق کی خاطر ہی مرا
تُو مرا تو حق پرستی عام کرنے کیلئے
مضطرب رہتا تھا پھیلانے میں اس کے بے خطر
حق کی رحمت ہے، ہوا ہے تُو سکون سے آشنا
عمر بھر اپنے پرانے کا تُو غم کھاتا رہا
تیری حق کوشی کے باعث تیرا روشن نام ہے
وقف کردی عمر در پابندیِ حکمِ خدا
من دُرودے می رسانم بر روانِ پاکِ تو

اے حسن! اے مردِ حقِ بُو، اے فقیر ابنِ فقیر
از عظیمی بے نوا اس ہدیۂ الفت پذیر

انتساب

اولیائے ڈھوک
قاضیاں شریف
و تحفہ قادریہ

اس کوشش کو

حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السہودی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام کرتا ہوں کہ جن کی دعائے خصوصی سے اس ناچیز کو یہ کام کرنے کی
توفیق نصیب ہوئی۔

افتخار احمد حافظ قادری

بزرگوں کی صحبت

اے دوست بیازود بہ نخمائے رومیؒ

خواہی کہ دلت پر شود از مخزن اسرار

(اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل اسرار الہی کا مخزن بن جائے تو اے دوست بہت جلد حضرت رومیؒ کی مجلس عرفان میں آ جا)

اولیائے کرام اور بزرگان دین ہر زمانے میں موجود رہے ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے۔ بلکہ شیخ اکبر حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ کی جلد دوم میں یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر زمانے میں اولیاء اللہ میں ایک ولی ایسا بھی ہوتا ہے جو قرآن پاک کی اس آیت "وہو القاہر فوق عبادہ" کے مطابق ہر چیز پر غالب اور متصرف ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت شیخ ابو عبد اللہ السالمیؒ سے دریافت فرمایا کہ اولیاء اللہ کو کس طرح پہچانا جاسکتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ صفات حمیدہ (زبان کی لطافت اور نرمی، حسن اخلاق، کشادہ روی، خندہ پیشانی، خلق خدا سے شفقت و محبت سے پیش آنا اور دنیاوی حرص و لالچ سے دوری) موجود ہوں وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ اس ضمن میں حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبد القادر گیلانیؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ حقیقی صوفی وہ ہے کہ جس نے اپنا ظاہر و باطن کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ کی متابعت میں کر لیا ہو۔ ایک اور بزرگ کا فرمان ہے کہ صوفی یا ولی وہ ہے جو طمع نہ کرے، جمع نہ کرے اور منع نہ کرے۔ تاجدار قونیہ شریف حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیر وہ ہے جو کہ راستہ دکھلا دے، ایسا راستہ کہ جس پر چلیں تو بادشاہ (اللہ تبارک و تعالیٰ) کے دروازے تک پہنچ جائیں۔

پیر آن باشد کہ بنماید رہے

راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ نیکوں کی صحبت

میں بیٹھنا نیکی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور بروں کی صحبت میں بیٹھنا گناہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس نکتہ کو حضرت مولانا رومؒ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ خود فقیروں اور درویشوں کی خدمت میں حاضری دیتے، حضرت امام شافعیؒ جب بیمار ہوتے تو سیدہ نفیسہؒ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ حضرت شیخ فرید الدین نیشاپوریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک اور حدیث نبویؐ کے بعد کوئی کلام بھی مشائخ عظام کے کلام سے بڑھ کر بہتر و افضل نہیں۔ کیونکہ ان کا کلام حال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ حضرت رومیؒ فرماتے ہیں

چون شدی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتہ دور از خدا

(اگر تو عارفان حق کی صحبت سے دور ہو گیا تو پھر اچھی طرح سمجھ لے، کہ درحقیقت تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا)

چون تو پیوندی بداراں شہ شہ شوی
ذره باشی ولیکن مہ شوی

(کہ جب تو اس بادشاہ یعنی مرشد کامل سے جا ملا تو سمجھ لے کہ اب تو بھی بادشاہ بن جائے گا۔ اگرچہ ذرہ کی مانند حقیر ہے لیکن ان کی برکت صحبت سے چمکتا ہوا چاند بند جائے گا) امیر تیمور گورگان جس طرح مشائخ عظام اولیاء کرام کا احترام کرتا تھا اس کی تفصیل تاریخی کتب میں موجود ہے لیکن وہ جب کسی شہر یا بستی کو فتح کرتا تو سب سے پہلے وہاں کے مشائخ اور مزارات مبارکہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا، اور ان آستانوں پر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے استمداد بھی کرتا۔

قلندر لاہوری و عاشق رسول ﷺ حضرت علامہ محمد اقبالؒ کا بھی یہ معمول تھا کہ وہ لاہور میں اور لاہور سے باہر بھی بزرگان دین کے مزارات مبارکہ پر حاضری دینے کے علاوہ اپنے اردو اور فارسی کلام میں ان عظیم شخصیات کو نذرانہ عقیدت بھی پیش کرتے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے حضور داتا گنج بخشؒ کی بارگاہ میں جس طرح اپنا ہدیہ عقیدت پیش کیا اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے سے آپ کی شدید محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

سید ہجویرِ مخدومِ امِ مرقدِ او پیرِ سبِ حرمِ
 عہدِ فاروقؒ از جمالش تازہ شد حق ز حرفِ او بلند آوازہ شد
 خاکِ پنجاب از دمِ او زندہ گشت صبحِ ما از مہرِ او تابندہ گشت
 علاوہ محمد اقبالؒ کو حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ سے اس قدر الفت اور محبت تھی کہ

انہیں اپنا روحانی مرشد اور پیر مانتے۔ ان کی بارگاہ میں اپنا ہدیہ عقیدت اس طرح پیش فرماتے ہیں۔

پیرِ رومیؒ مرشدِ روشن ضمیرِ کاروانِ عشق و مستی را امیرِ
 نورِ قرآنِ درمیانِ سینہ اش جامِ جم شرمندہ از آئینہ اش
 پیرِ رومیؒ خاک را اکسیر کرد از غبارم جلوہ حا تعمیر کرد
 نکتہ حا از پیرِ رومؒ آموختم خویش را در آتش او سوختم

بزرگوں کی خدمت میں حاضری کا طریقہ

بزرگان دین اور مشائخ عظام کی خدمت میں حاضری دینے کے طریقے واضح ہیں۔

طوالت سے بچنے کیلئے حضرت جامیؒ کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں:-

اے دوست بیازود بہ نخبانہ جامیؒ

از حب نبی ﷺ گر طلبی سینہ سرشار

(اگر تو چاہتا ہے کہ حب نبی ﷺ میں تیرا دل سرشار ہو جائے تو اے دوست بہت جلد

حضرت جامیؒ کی محفل عشق و محبت میں آ جا)

عظیم عاشق رسول ﷺ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ
 ہرات کے قریب ایک گاؤں ”جغارہ“ میں حضرت شیخ بہاؤ الدین عمر کی خدمت میں بغرض
 ملاقات حاضر ہوا، وہاں پر شہر سے کچھ اور لوگ بھی آئے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ کا یہ طریقہ تھا کہ
 جو بھی شہر سے آتا، ہر ایک سے الگ الگ پوچھتے کہ تم شہر سے کیا خبر لائے ہو۔ ہر کوئی جواباً کچھ نہ
 کچھ عرض کر دیتا۔ حضرت جامی فرماتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو انہوں نے مجھ سے بھی پوچھا
 کہ تم کیا خبر لائے ہو۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ فرمایا راستے میں کیا دیکھا، میں نے عرض کیا کچھ بھی
 نہیں دیکھا اس کے بعد وہ تمام حاضرین سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ”کہ جو کوئی بھی درویش کے
 پاس آئے تو اسے ایسے آنا چاہیے کہ نہ تو اسے شہر کی خبر ہو اور نہ ہی وہ راستے میں کسی شے پر دھیان
 دے“ جس کے بعد آپ نے حضرت شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھا ہے

دلارامی کہ داری دل در او بند

دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

(کہ تجھے صرف اور صرف اپنے محبوب کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور اس کے بعد اپنی

آنکھ کو ساری دنیا سے بند کر لے)

اور حضرت مولانا روم نے اس موضوع کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

صد کتاب و صد ورق در تار کن

دیدہ و دل جانب دلدار کن

(سینکڑوں کتابوں اور اوراق کو نذر آتش کر دے اور اپنے دیدہ دل کو اپنے دوست حقیقی

کی طرف متوجہ رکھ)

مذکورہ بالا واقعہ کی روشنی میں ہمیں غور کرنا ہوگا کہ کیا ہم واقعی اسی طرح اپنے مشائخ اور

بزرگوں کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں یا ہمارے تمام افعال و اقوال اس کے برعکس ہیں؟

قارئین! آج کہ اس افراتفری اور بے سکونی کے پر فتن کے دور میں اس بات کی اشد

ضرورت ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور بزرگان دین کی زندگیوں، ان کے عملی کارناموں اور روحانی تصرفات کا مطالعہ کریں، اولیاء و صالحین کی صحبت اختیار کریں کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا ایک سو سال کی عبادت و ریاضت سے بہتر ہے۔ بقول پیررومیؒ

صحبت نیکان اگر یک ساعت

بہتر از صد سالہ زہد و طاقت

اور پھر اس رحمت و برکت سے بھی مستفید ہونگے جو ان نیک لوگوں کی مجالس پر نازل ہوتی ہے۔
قارئین سچائی جزو ایمان ہے۔ اور اس کا انسان کی تکمیل شخصیت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے جب سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے اصولوں کی بنیاد کس چیز پر رکھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”سچائی پر“۔

نیک اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کیلئے قرآن پاک کی یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ

”اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور نیک اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ“

اور پھر جب ان اللہ والوں کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی بھی اگر صدقِ دل سے کوشش کریں گے تو انشاء اللہ ہماری زندگی میں بھی ضرورت تبدیل آئے گی اور سکون کی زندگی نصیب ہو جائے گی۔

قارئین کرام اس مختصر سی تمہید کے بعد عرض ہے کہ کچھ عرصہ قبل آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ کے سجادہ نشین محترمی و معظمی جناب قاضی رئیس احمد قادری مدظلہ العالی نے اس بندہ سے ایک ملاقات کے دوران اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میرے جد امجد حضرت قاضی احمد جیؒ نے تقریباً ایک صدی قبل منشی الہی بخش کی حضرت دیوان حضورؒ کے احوال و آثار و مناقب پر مشتمل پنجابی منظوم تصنیف بنام ”تحفہ قادریہ“ دہلی سے شائع کروائی تھی۔ اب اسی تصنیف کو دوبارہ شائع کروانا چاہتا ہوں جس پر اس ناچیز نے حضرت قاضی صاحب سے عرض کیا کہ ابھی تک اس

آستانہ کے متعلق کوئی مطبوعہ چیز سامنے نہیں آئی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اس آستانہ کے بزرگوں کے مختصر احوال و آثار بھی کتاب کے شروع میں دے دیے جائیں۔ جس پر حضرت قاضی صاحب نے بندہ کی تجویز سے اتفاق کیا اور یوں اس کتاب کو ترتیب دینے اور رنگین تصاویر سے مزین کرنے کی سعادت اس ناچیز کے حصہ میں آئی۔

بجملہ اللہ زیر نظر کتاب ”اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف“ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ان بزرگوں کے احوال پر کوئی مکمل کتاب نہیں بلکہ اس میں صرف ان بزرگوں کا مختصر تعارف ہے اور درحقیقت یہ ابتدا ہے اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف کی تعلیمات کو اجاگر کرنے اور ان کے احوال و آثار عام کرنے کی طرف پہلا قدم۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ مستقبل قریب میں اس پر بہت زیادہ کام کر کے ایک مکمل ”تذکرہ اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف“ منظر عام پر لایا جاسکتا ہے۔ اس بندہ ناچیز نے تو صرف آستانہ عالیہ کے مریدین، متوسلین اور عقیدت مندوں کو اس اہم موضوع کی طرف وجہ مرکوز کروانے کیلئے ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ تمام حضرات آگے بڑھیں اور ان اولیائے صالحین کی تعلیمات اور ملفوظات مبارکہ کو عام کرنے کیلئے قاضی صاحب کے ساتھ مل جل کر خلوص دل سے اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ دعا ہے کہ یہ مختصر کام ان بزرگوں کے ہاں شرفِ قبولیت پا جائے اور ان کے فیض سے ہم سب مستفیض ہوتے رہیں۔

کتاب مذکورہ کی تکمیل میں جن احباب نے بھی کسی طور رہنمائی یا معاونت فرمائی، یہ بندہ صدقِ دل، خلوص و محبت سے ان تمام حضرات کا شکر یہ ادا کرتا ہے لیکن چند شخصیات کا فرداً فرداً شکر یہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے۔

مدینہ منورہ میں اپنے مرشد حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السہودی کا دل سے

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں اس کام کی تکمیل کیلئے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ پیر طریقت شہزادہ غوث الثقلین حضرت سید محمد انور گیلانی قادری مدظلہ العالی کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس کام کی تکمیل کیلئے اس ناچیز پر خصوصی توجہ فرمائی۔ عظیم محقق و نامور اسکالر مشہور زمانہ ایرانی نژاد فارسی شاعر ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی اور عظیم و معروف نعت گو شاعر و تاریخ گو شخصیت محترمی عبدالقیوم طارق سلطانپوری بھی میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اپنی گونا گون مصروفیات کے باوجود کتاب ہذا کیلئے منظوم قطعات و قصائد رقم فرمائے۔ اسی طرح آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین قاضی صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ اس کام کے دوران جن کی راہنمائی اور دعائیں ہمہ وقت اس ناچیز کے ساتھ رہیں اور کتاب مذکورہ پر اپنے تاثرات کا بھی اظہار فرمایا۔ کتاب میں موجود معلومات حضرت قاضی صاحب نے خود فراہم فرمائی ہیں۔ اسی طرح قاضی طارق محمود صاحب کہوٹہ، قاضی فاروقی صاحب (اراضی شریف) محمد علی اصغر، لالہ عبدالجید، تنویر احمد، محمد فاروق، ناصر محمود اور خالد محمود کا بھی شکر گزار ہوں اگر میں کمپوزر حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ بھی زیادتی ہوگی۔ اس لئے محترمی سپہ شاہد محمود شاہ، سہیل قمر، محمد شبیر خان اور عاطف اقبال کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں۔

آستانہ عالیہ کے حوالے سے اس کی عظیم و ضخیم لائبریری کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ گو کہ اس لائبریری کی بنیاد حضرت قاضی صاحب کے جد امجد نے رکھی تھی بعد میں آپ کے والد محترم نے بھی اس میں کتابوں کا اضافہ فرمایا۔ لیکن جب آستانہ کی ذمہ داری قاضی صاحب کے کندھوں پر آ پڑی تو پھر آپ نے اس لائبریری کو چار چاند لگوا دیے۔ دنیا کے ہر خطے سے ہر زبان اور موضوع پر کتابیں اکٹھی کیں۔ ان میں تفسیر، حدیث، سیرت، مدینہ شناسی، تاریخ، فقہ، تصوف وغیرہ غرضیکہ مختلف علوم و فنون پر کتابیں موجود ہیں جو عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور انگریزی زبانوں میں ہیں۔ یہاں صرف اندرون ملک سے شائع ہونے والی کتابیں نہیں بلکہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، بیروت، امریکہ، برطانیہ، ایران اور دیگر غیر ممالک کی مطبوعات بھی یہاں موجود ہیں۔ اس لائبریری کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہاں قرآن کریم کے قلمی نسخے اور تقریباً

درجن بھر مخطوطات بھی ہیں۔ قرآن کریم کا ایک خطی نسخہ تین سو سال سے زیادہ پرانا ہے اور محفوظ چلا آ رہا ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ لائبریری میں دینی موضوعات پر خاصی تعداد میں آڈیو، وڈیو اور سی ڈی کیٹس بھی موجود ہیں۔ آپ کو یہ جان کر انتہائی خوشی ہوگی کہ اب اس میں کتابوں کی تعداد 10,000 سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ جسمیں کئی قلمی نسخے 400 سال پرانے موجود ہیں۔ کتاب کی تکمیل کے دوران قادریہ سلطانیہ لائبریری کی فہرست سازی کا کام بھی مکمل ہوا۔ اس فہرست کی تکمیل پر محترمی محمد شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے ہمراہ کام کرنے والے تمام احباب بالخصوص محترمی چوہدری نور محمد، ملک محمد عمران، محمد کامران، محمد وقاص، محمد عمران، محمد ارشد، ظفر محمود اور منیر سب میرے خصوصی شکرے کے مستحق ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان سب کو اور آستانہ کے جملہ مریدین اور عقیدت مندوں کو شاد و آباد رکھے اور وہ سدا مسکراتے رہیں اور قاضی محمد رئیس احمد قادری صاحب کا سایہ تادیر ان سب کے سروں پر قائم دائم رہے اور یہ آستانہ یوں ہی علم ادب کی خوشبو بکھیرتا رہے۔

یارب العالمین ان بزرگان دین جن کا ہم نے ذکر کیا اور آگے کریں گے ان سب کے وسیلہ جلیلہ سے ہم سب پر بھی رحم فرما اور اس نظر خاص سے ہمیں محروم نہ رکھنا جو ان بزرگوں پر رہتی ہے۔
آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہنا صبا حضور ﷺ سے کہتا ہے ایک غلام

بس اک نظر ہو ایک نظر کا سوال ہے

نگاہے یاد رسول اللہ ﷺ نگاہے

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی دعاؤں کا طالب

الفقیر الی اللہ ورسولہ

محمد احمد قادری

افتخار احمد حافظ قادری

تصوف اور اس کی حقیقت

علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ چشتی سیالوی نے اپنی تصنیف ”المصطفیٰ والمرتضى المعروف تذکرہ چشتیہ شمیہ“ (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور) میں تصوف کی تعریف کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا ہے۔

”ہم سمجھتے ہیں کہ انسانیت کی تکمیل صرف اور صرف اتباع رسول اقدس ﷺ ہی میں ہے قرآن و سنت کا یہی ارشاد ہے، اجماع امت کا یہی فیصلہ ہے اور قیاس سلیم کا یہی تقاضا ہے۔ اتباع سنت سے مراد سید کل ختم رسول علیہ السلام کے اعمال و افعال کو ہو بہو مقدور بھر نقل کرنا ہے تو تصوف کی تعریف یہ ہوگی ”تأسیات سید کل علیہ السلام کے اعمال و افعال کی نقل اتارنے کی کوشش میں رہنا“ اسی جدوجہد کا ثمرہ محبت خداوندی کا ملنا ہے۔ قرآن حکیم نے اسے ”تسبیحکم اللہ“ کے جاں بخش الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے كَمَا نَكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ گویا تو اللہ کریم کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس ذات اقدس کا مشاہدہ نہیں کر رہا تو اس کی نگاہ پاک تو تجھے دیکھ رہی ہے..... کے مقدس جملے میں اس راحت بخش، روح افزا کیفیت کا اظہار باوقار فرمایا ہے۔

جب مدار تصوف اعمال محمدی ﷺ کی نقل کرنا قرار پایا تو ضروری ٹھہرا کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام کی اداؤں کو انسانیت میں بانٹنے کا اہتمام کیا جائے یہی وہ چیز ہے، جسے خدمت انسانیت، فلاح معاشرہ اور بشریت کی کامرانی کہا جاتا ہے۔

اولیائے کرام نے دکھی انسانیت کی خدمت کی، وہ مسند پر بیٹھے تو سرکار علیہ السلام کی محفل اقدس کا نقشہ کھینچ دیا۔ ان کی محافل میں انوار محمدی اور اخلاق احمدی یوں بٹے کہ ساری انسانیت ان سے فیض یاب ہوئی۔“

آگے چل کر آپ یوں فرماتے ہیں۔

”طریقت نام ہی مخلوق کی خدمت کا ہے۔ ان حضرات میں وہ اپنائیت ہوتی ہے کہ

دیکھنے والا انہیں اپنی روح کے قریب پاتا ہے۔ ان کے آستانوں کو اپنا گھر یقین کرتا ہے ان کے انفاسِ قدسیہ کی گرمی سے عمل میں تیزی آتی ہے وہ سب کے ساتھ جس حسن سلوک کا محمدی برتاؤ کرتے ہیں، اس میں بلا کی کشش ہوتی ہے۔ محبت کے ستارے ان کی تاثیر بخش شمسی شعاعوں سے وابستگی ہی اپنے لئے معراجِ کمال تصور کرتے ہیں۔“

آپ مزید فرماتے ہیں۔

”اولیاء امت حضور سید المرسلین ﷺ کے نمائندے ہیں۔ یہ نمائندگی تبھی ہو سکتی ہے کہ قرآن و سنت پر وہ خود عمل پیرا ہوں اور قوم کو قرآن و سنت کی طرف دعوت دیں۔ اولیاء گرامی نے یہی کچھ کیا ہے۔“

حضرت امام غزالیؒ اپنی سرگزشت ”المنقذ من الضلال“ میں فرماتے ہیں۔

”ان الصوفیة هم السالكون بطريق الله خاصة وان سيرتهم احسن السير و طريقهم اصوب الطرق و اخلاقهم ازكى الاذلاق بل لو جمع عقل العقلاء و حكمة الحكماء و علم الواقفين على اسرار الشرع من العلماء ليغيروا شيئا من سيرهم و اخلاقهم و يبدلوه بما هو خير منه لن يجدوا اليه سبيلا فان جميع حركاتهم و سكناتهم في ظاهرهم و باطنهم مقتبسة من نور مشكوة النبوة و ليس وراء النبوة على وجه الارض نور يستضاء بها“

ترجمہ:-

صوفیاء کرام کا گروہ ایسا گروہ ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی راہ پر چل رہا ہے ان کی سیرت بہترین اور ان کا طریق عمل راہِ صواب سے قریب تر ہے۔ اخلاق کا یہ عالم کہ پاکیزگی کا نمونہ اور اس حد تک کہ اگر تمام عقلاء اور حکماء کی عقل و حکمت کو جمع کر لیا جائے اور واقفان اسرارِ شریعت کے علم کو یکجا کر لیا جائے تا کہ صوفیاء کی سیرت و اخلاق کو بہتر سیرت اور اخلاق سے تبدیل کیا جاسکے تو اس کی کوئی سبیلہ نہ ہے۔ یونہی ان کی تمام حرکات و سکنات ظاہر و باطن میں نورِ مشکوٰۃ نبوت سے

مستفیض ہیں اور نورِ نبوت سے بڑھ کر کوئی نور روئے زمین پر اس لائق نہیں کہ اس سے روشنی حاصل کی جاسکے۔“

آج کل بزرگوں کی حسی کرامات پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف کی زندگیوں میں ہمیں بے شمار ایسی ہی کرامات نظر آتی ہیں لیکن ہم نے ان میں سے محض چند ایک کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔ ہم نے ان اکابر کے طریق زندگی اور ان کے مشن کو اجاگر کرنے پر پوری توجہ مرکوز کی ہے۔ اس کتاب میں ان بزرگوں کے مختصر سے پیش کردہ تعارف کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ تمام نفوسِ قدسیہ مندرجہ بالا معیار پر پورا اترتے نظر آتے ہیں۔

الحاج فقیر عزت شاہ وارثی، جنہوں نے ان اولیائے کرام کو انتہائی قریب سے دیکھا اور ان کی صحبتوں سے مستفیض بھی ہوئے، بجا فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا جب کہ تصوف کا ایک بحرِ بے کراں ان بزرگوں کی حسین و جمیل زندگیوں کی صورت میں ڈھوک قاضیاں سے ہو کر گزرا ہے۔ ان بزرگوں کی مساعیٰ جمیلہ کے فیضان کے نتیجے میں آج بھی یہ آستانہ علاقے میں ایک زندہ اور فعال روحانی مرکز کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہاں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری ہے اور افراد کو روحانی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ اس مرکز کی اصلاحی کوششوں کے نتیجے میں علاقہ میں دور دور تک لوگوں کو فضول رسوم و رواج اور خرافات سے نجات ملی ہے، بے شمار گم کردہ راہ نوجوانوں کی زندگیاں انقلاب آشنا ہوئی ہیں۔ اگر بد اعمالیوں کی خزاں زوروں پر ہے تو یہاں اصلاح کی بہاروں کو بھی اسی طرح تیزی کے ساتھ پھیلانے کی کامیاب کوششیں کی جا رہی ہیں۔ بالیقین یہ کہا جاسکتا ہے کہ ظلمات میں کھوجانے والے معاشرے میں یہ مرکز نور و عرفان بارگاہِ غوثیت کے فیضان کے نتیجے میں اجالوں کا نقیب بن کر سامنے آئے گا۔

صوفیا کا عمومی تعارف

اولیاء کرام اور صوفیاء عظام وہ برگزیدہ اشخاص ہیں، جنہوں نے رسول کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی خدمت کو اپنا مقصد زندگی بنایا۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے یوں خطاب فرماتا ہے: **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي** (یعنی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم (واقعی) اللہ پاک سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اسی فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے اولیاء کرام نے اپنی تمام تر زندگیاں اتباع رسول (ﷺ) میں بسر کر دیں۔ پھر انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جا بجا روحانی مراکز قائم کیئے جو لوگوں کی اصلاح کے لیے ترتیبی مراکز کے طور پر خدمات انجام دے سکیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی بھر جاوہ مستقیم پر گامزن رہے۔ انہی لوگوں کی راہوں پر چلنے کی توفیق ہم بار بار اللہ تعالیٰ سے **"إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"** کے خوبصورت الفاظ کی وساطت سے طلب کرتے ہیں۔ یہی انعام یافتہ لوگ ہیں جن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں کہا گیا ہے **"وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ"** یہی وہ قدسی صفات لوگ ہیں، جن کی جانب **"وَ حَسَنٌ أُولَئِكَ رَفِيقًا"** کے الفاظ میں اشارہ کرتے ہوئے توجہ دلائی گئی ہے کہ یہی لوگ اس قابل ہیں کہ انہیں اپنا رفیق سفر بنایا جائے، ان کی صحبتوں میں آیا جائے، ان سے نسبت استوار کی جائے۔ انہی ہستیوں کی جانب رجوع کرنے کا حکم یوں بھی ہوتا ہے کہ **"وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ** (اور تو اُس کے راستے پر چل، جو میری طرف متوجہ ہوا) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو گیا اُس شخص کے نقوش پاؤں پر چلنا ہی مطلوب و مقصود ہے۔ انہی نقوش قدسیہ کے بارے میں حکم ہے کہ **"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصِّدِّيقِينَ"** یہی وہ لوگ ہیں جو **"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** کی تعمیل کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو **"مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا** کی تعمیل میں اپنے تمام تر ظاہری اور باطنی حالات اور

معاملات کو رضائے مصطفیٰ (ﷺ) کے سپرد کرتے نظر آتے ہیں۔ انہی لوگوں کے فیضانِ نظر اور حُسنِ تربیت سے لاکھوں انسان سیراب ہوئے اور آج بھی فیضیاب ہو رہے ہیں۔ انہی کے چہرہ ہائے زیبا میں حُسنِ ذاتِ الہیہ کے انوار و تجلیات نظر آتے ہیں اور انہی کی زندگیوں میں اُسوۂ مصطفیٰ (ﷺ) کے اثرات نظر آتے ہیں۔ " اولیاءِ ڈھوک قاضیاں شریف " کا شمار بھی انہی مردانِ کامل میں ہوتا ہے، جن کا ذکر خیر یہاں مقصود ہے۔

اولیاءِ ڈھوک قاضیاں شریف کے اکابر

اولیاءِ ڈھوک قاضیاں شریف کے اکابر آج سے تقریباً چار صدیاں پیشتر سوہدرہ ضلع شیخوپورہ سے پرگنہء اکبر آباد کے پایہ تخت بنام تخت پڑی میں تشریف لائے۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ بزرگ دہلی سے براہ راست تخت پڑی تشریف لائے تھے یہ لکھنؤوں کا عہدِ حکومت تھا۔ سلیمان شکوہ عہدہ قضا پر فائز ہوئے اور " عالم سلیمان " کہلائے۔ پھر ان کے بیٹے حضرت قاضی فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ اس عہدہ پر فائز ہوئے۔ پھر ان کے فرزند حضرت قاضی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور یکے بعد دیگرے ان کی اولاد کے افراد عہدہ قضا پر فائز رہے۔ آپکے پڑپوتے حضرت قاضی ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے۔ آپ پوٹھوار کے آخری لکھنؤ تاجدار راجہ مکرم خان المعروف سلطان مقرب خان کے استادِ محترم بھی تھے۔ اسی دور میں آپ کے پڑوس میں آباد ساداتِ علوی کے ایک گھرانے میں حضرت شاہ نہال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محبوبِ غوثِ اعظمؒ سید محمد عبداللہ شاہ المعروف حضرت دیوانِ حضوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ " تحفہ قادریہ " کے مصنف جناب منشی الہی بخش اور " تذکرۃ حضرت دیوانِ حضوری " کے مصنف سید خلیل احمد شاہ صاحب کی روایات کے مطابق 29 شعبان 974ھ کی شام آسمان ابر آلود ہونے کی بناء پر رمضان کا چاند نظر نہ آیا۔ نیچے لوگ پریشان تھے۔ رات اسی پریشانی کے عالم میں بسر ہوئی۔ دوسری صبح کچھ لوگ ایک وتی کامل کے پاس حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا اس مردِ ولی نے کہا کہ آج رات شاہ نہال الدین کے گھر اللہ کے فضل و کرم سے

ایسا بچہ پیدا ہوا ہے، جو پیدائشی ولی ہے۔ اس بچے کی ماں سے پوچھو کہ بچے نے آج والدہ کا دودھ پیا ہے یا نہیں۔ اگر پیا ہے تو شعبان کا دن سمجھا جائے، ورنہ روزہ ہوگا۔ لوگوں کے استفسار پر پتہ چلا کہ بچے نے سحری کے وقت دودھ پیا تھا اور اُس کے بعد والدہ کی کوشش بسیار کے باوجود بچے نے دودھ نہیں پیا۔ مشورہ دینے والے مرد فقیر حضرت قاضی ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ چنانچہ آپ نے فوراً اعلان کر دیا کہ آج روزہ ہے۔ بعد میں دوسرے علاقوں سے بھی رمضان کا چاند نظر آنے کی تصدیق ہو گئی۔ بعد میں ادھر ادھر رشتے ہونے کی بناء پر حضرت قاضی ہدایت اللہ اور حضرت دیوان حضورؒ، ہردو اولیاء کرام کے خاندان باہم ایک برادری میں منسلک ہو گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حضرت دیوان حضورؒ رحمۃ اللہ علیہ تخت پڑی سے اپنے والدین کریمین کے ہمراہ چکڑالی، تحصیل گوجر خان تشریف لے گئے۔ آپ کے والدین کی قبور پر انوار چکڑالی کے نواحی قبرستان میں اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔ اپنے والدین کی وفات کے بعد آپ ہندو کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس وقت ہندو پانچ موہڑوں پر مشتمل تھا اور حضرت دیوان حضورؒ نے موہڑہ سوالاں میں رہائش اختیار فرمائی۔ آج کل ہندو شریف، تحصیل سوہاواہ، ضلع جہلم میں ہے اور اب بستی کو "دیوان حضورؒ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت قاضی غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ

ادھر جب زمام اقتدار لکھنؤوں کے ہاتھ سے نکل کر سکھوں کے ہاتھوں میں آگئی تو ان کی رنجشوں نے اپنے زیر اثر علاقوں میں تباہی و بربادی کا بازار گرم کر دیا۔ تخت پڑی کا علاقہ بھی اس بدامنی سے بچ نہ سکا۔ حضرت قاضی ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی سارا خاندان تخت پڑی سے ہجرت کر کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہو گیا۔ انہی حضرت قاضی ہدایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت قاضی غیاث الدین ابن قاضی محمد حفیظؒ اپنی ایک ہمشیرہ صلابہ اور دو صاحبزادوں حضرت قاضی محمد حسنؒ (متوفی 8 شوال 1262ھ) اور حضرت قاضی محمد حسنؒ کو ہمراہ لے کر چکنی شریف (ضلع پشاور) چلے گئے۔ وہاں آپ نے دوسری شادی کی اور مستقل سکونت

وہیں اختیار کر لی۔

حضرت قاضی محمد محسنؒ

اور حضرت قاضی محمد حسنؒ

کچھ عرصہ بعد حضرت قاضی غیاث الدین کے دونوں صاحبزادگان چمکنی شریف سے اپنے ننھیال بندوٹ شریف، تحصیل کہوٹہ تشریف لے آئے۔ یہاں سے کچھ عرصہ بعد حضرت قاضی محمد حسن سنگھوئی شریف، تحصیل جہلم چلے گئے۔ ان کی اولاد آج بھی وہیں آباد ہے انہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں سنگھوئی کا قاضی القضاة مقرر کیا گیا۔ آپ ہی کی اولاد میں سے حضرت حاجی وارث علی شاہ (دیوہ شریف، ہندوستان) کے فیض یافتہ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی آج کل حضرت فقیر اکمل شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ میں رونق افروز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں فیض و کرم کی خیرات لٹانے کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف فرما رکھی ہے۔

حضرت قاضی محمد محسنؒ

حضرت قاضی محمد محسنؒ چراغ پنجاب نے بندوٹ شریف سے اپنے ماموں قاضی محمد حفیظ قریشیؒ کی صاحبزادی صاحبہ سے شادی کی اور اراضی شریف، تحصیل کہوٹہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ نے اویسی طور پر حضرت باباجی صاحب تیراھی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا اور ظاہری طور پر حضرت خواجہ فضل احمد معصومی المعروف حضرت جیو صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1232ھ) سے فیض حاصل کیا، جنہوں نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کو دستارِ خلافت عطاء فرمادی۔ خانقاہ صدریہ، ہری پور، ضلع ہزارہ سے شائع ہونے والی کتاب "حیاتِ صدریہ" کی روایت کے مطابق آپ حضرت جیو صاحب کے خلیفہ اعظم شمار ہوتے تھے۔ کوئلہ تحصیل راولپنڈی کے رہائشی حاجی سلطان محمد صاحب، جن کی عمر سو صدی سے اوپر ہو چکی ہے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت جیو صاحب پشاوری نے پنجاڑ، تحصیل کہوٹہ میں اپنے قیام کے دوران آپ کو

بشارت دی تھی کہ آپ کو دیا جانے والا فیض بطریق فضل آپ کی اولاد میں سات پشتوں تک جاری رہے گا۔ ایک روایت میں گیارہ پشتوں کا ذکر ہے جبکہ بعد میں آنے والی نسلیں اگر محنت و ریاضت کرتی رہیں تو بطریق عدل سلسلہء ولایت اُن کے ہاں بھی چلتا رہے گا۔ حضرت سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری (مصنف تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، جلد اول) کی روایت کے مطابق حضرت جیو صاحب پشاور کی سلسلہء نسب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اپنے نانا شاہ محمد رسا رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر خلافت حاصل کی۔ طریقہ قادریہ چشتیہ میں شیخ عبداللہ بخاری الملقب بہ میر صاحب سے خرقہء خلافت حاصل کیا۔ مریدین کو چاروں سلسلوں میں بیعت کیا کرتے تھے۔ لیکن ترجیح طریقہ نقشبندیہ کو دیا کرتے تھے۔ حضرت قاضی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ نے 8 شوال 1262ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار پرہ انوار اراضی شریف نزد ساگری، تحصیل کہوٹہ میں واقع ہے۔ اب بھی تشنگان معرفت کی روحانی منازل آپ کے مزار اقدس پر حاضری کے نتیجے میں طے ہوتی ہے۔ آج کل حضرت قاضی مسعود الحسن، اراضی شریف میں رونق افروز ہیں۔ آپ کو حضرت معظم قاضی محمد صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 18 ربیع الثانی 1398ھ) سے سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت حاصل ہے۔ آپ اپنے جد امجد کے سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں دن رات سرگرم عمل ہیں۔

حضرت قاضی احمد قادری

حضرت قاضی محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ ڈھوک قاضیاں شریف کے روحانی مرکز کے بانی ہیں۔ آپ 5 جمادی الثانی 1217ھ جمعۃ المبارک بوقت اشراق اراضی شریف میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تخت پڑی سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ڈھوک جنڈی میں کوڑھ کا مرض عام تھا۔ یہاں کے باشندوں کی استعداد پر حضرت قاضی محمد محسن نے حضرت قاضی احمد کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور مخلوق کی نفع رسانی کے لیے ان

کے ساتھ روانہ فرمادیا نتیجہ آپ نے ڈھوک جنڈی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کے وجود مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے وہاں سے کوڑھ کا مرض ختم فرمادیا۔ آپ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے بستی ڈھوک جنڈی سے بدل کر ڈھوک قاضیاں سے موسوم ہو گئی۔ حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اخوند عبدالغفور عرف سید و بابا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت اخوند حضرت غلام محمد المعروف جی صاحب پشاوری متوفی 1175ھ کے شاگرد تھے۔ حضرت جی صاحب کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضرت مجدد الف ثانی سے جا ملتا ہے "احوال العارفين" (مصنفہ غلام فرید) کی روایت کے مطابق حضرت سید و بابا تلاش مرشد میں 1232ھ میں حضرت جی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آٹھویں دن شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہارا فیض فقر میرے پاس نہیں مگر استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الکی القیوم و اتوب الیہ پڑھتے رہا کرو اور حضرت شاہ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۸ھ) کی خدمت اقدس میں تورڈھیر شریف، تحصیل صوابی میں حاضری دو۔ آپ کو قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، کبرویہ اور مداریہ سلاسل طریقت میں خلافت حاصل تھی۔ حضرت سید و بابا تورڈھیر شریف حاضر ہو کر بیعت ہوئے۔ اور مرشد نے آپ کو قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ چاروں سلاسل میں خرقہ و خلافت سے نوازا۔ آپ بچپن سے ہی تقویٰ و طہارت کی جانب اس قدر مائل تھے کہ جس گائے یا بکری کا دودھ خود پیتے اس کی رسی پکڑ کر اسے خود چرایا کرتے تھے تاکہ غیروں کے مزروعہ کھیتوں میں چرنے نہ پائے۔ آپ نے سید و شریف میں ارشاد و تلقین، اصلاح معاشرہ اور تزکیۃ نفس کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ شرع فرمایا۔ آپ صرف ایک صوفی اور عالم ہی نہیں تھے بلکہ ایک مجاہد بھی تھے۔ آپ ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد میں بھی آپ پیش رہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صورتحال یہ تھی

کہ آپ غریب اور یتیم لڑکیوں کی شادیوں کا اہتمام کرتے اور تمام تر اخراجات خود برداشت

کرتے۔ طالب علموں کو کپڑا اور نقدی بھی عنایت فرماتے۔ آپ کے ہاں لنگر کا اہتمام بھی ہوتا تھا، جہاں ہر کسی کو بغیر کسی امتیاز کے کھانا دیا جاتا تھا۔

حضرت اخوند قدس سرہ نے حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ علیہ کو چاروں سلاسل میں خلافت سے نوازا تھا۔ آپ نے مرشد سے خلافت پانے کے بعد اپنی ساری زندگی اعلاء کلمۃ الحق اور خدمتِ خلق میں گزار دی۔ آپ زندگی بھر اتباع رسول ﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری، غنودہ درگزر، مہمان نوازی، جو دو سخا، شفقت و محبت اور سادگی جیسے اوصاف حمیدہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ نے ڈھوک قاضیاں شریف میں ایک ایسے روحانی تربیتی مرکز کی بنیاد رکھی، جس نے دور دور تک اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ایمان کے حقیقی تقاضوں سے آشنا کیا۔ آپ کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں لوگوں کو حُسن عقیدہ کی خیرات بھی ملتی رہی اور کو حُسن عمل سے بھی وہ مالا مال ہوتے رہے۔ آپ کی ذات بابرکات بذات خود ایک ادارے کی حیثیت رکھتی تھی۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی آپ کے ہاں چلتا رہا۔ آپ نے بستی میں جس مسجد کی بنیاد رکھی، زندگی بھر وہاں امامت کے فرائض بھی خود ہی انجام دیتے رہے۔ آپ ایک عالم باعمل تھے۔ صوفی باصفا تھے اور ایک ایسے مجاہد کہ معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ دعاء حزب البحر کے عامل تھے۔ افادہ خلق کے لیے آپ کے فرمودہ عملیات آپ کے خاندان میں رائج ہیں۔ آپ کا انتقال 4 ربیع الاول 1287ھ (بمطابق 1870ء) کو ہوا۔ آپ کی قبر اطہر مسجد کے پڑوس میں ہے اور آج بھی وہاں سے دولت ایمان و ایقان کی تقسیم کی صورت میں فیضان جاری ہے۔

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ

حضرت قاضی احمدؒ کے اکلوتے صاحبزادے قاضی فیض بخشؒ جوانی ہی میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ چنانچہ آپ اپنے بھتیجے قاضی غلام محی الدین ابن قاضی محمد احسنؒ کو اپنے ہمراہ ڈھوک قاضیاں لے آئے۔ حضرت قاضی محمد احسنؒ انتہائی متقی اور سادہ مزاج بزرگ تھے۔ آپ عربی کے اچھے کاتب تھے۔ آپ کے فرمودہ اکثر اوراد و وظائف آپ کے خاندان میں رائج ہیں

آپ 14 شوال 1313ھ (1893ء) کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی قبر انور اراضی شریف کے قبرستان میں ہے۔ اور آج بھی عوام و خواص کیلئے ذریعہ فیض ہے۔ حضرت قاضی احمد نے اپنی صاحبزادی حضرت فیض بی ان کے نکاح میں دے دیں۔ حضرت قاضی غلام محی الدین نے اپنے خانوادہ کے اسی بزرگ کے دستِ اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یوں آپ کو چاروں سلاسل میں خرقہء خلافت بھی اپنے انہی خاندانی بزرگ نے عطاء فرمایا۔ آپ کی والدہ محترمہ خاندان کی دیگر خواتین کی طرح ایک پرہیزگار خاتون تھیں۔ ان میں انتہاء درجے کی سادگی اور مسکینی پائی جاتی تھی۔ آپ کی قبر انور بکوالہ شریف، تحصیل سوہاؤہ میں واقع ہے۔ حضرت قاضی محمد فقیر کی روایت کے مطابق ”آپ کو فقہ و میراث میں بہرہ وافر عطاء ہوا تھا۔ آپ حضرت سیدنا غوث اعظم کے حضوری تھے۔ دعاء حزب البحر کے عامل تھے۔ نفع رسانی خلق کی خاطر کیے جانے والے عملیات و تعویذات میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ باؤ لے کتے اور سانپ کے کاٹے ہوئے کو پانی دم کر کے نہلا دیا کرتے تھے اور اسے شفاء حاصل ہو جاتی تھی۔ پرہیزگاری میں بھی آپ انتہائی اعلیٰ درجے پر فائز تھے“ آپ کے دم کیے ہوئے پانی سے دیگر امراض سے بھی شفاء ہوتی تھی۔ لوگوں کو تعویذات آپ خود دیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ نے دم اور تعویذات کا سلسلہ مائی فیض بی کی وفات کے بعد شروع کیا۔ چونکہ حضرت مائی صاحبہ قاضی صاحب کے مرشد کی صاحبزادی صاحبہ تھیں۔ لہذا ان کی ظاہری زندگی کے دوران روحانی علاج کا یہ سلسلہ خود چلانا انہوں نے خلاف ادب سمجھا۔

حضرت قاضی غلام محی الدین نے اپنے مرشد کی بناء کردہ خانقاہ کو مزید ترقی دی۔ درس و تدریس کا مقدس فریضہ بھی آپ انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ دور دراز کے علاقوں سے بھی طلباء اپنی تشنگی بھانے آپ کے مرکز میں آتے تھے۔ آپ کی ایمان افروز مجلسیں ہمیشہ قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں سے گونجا کرتی تھیں۔ آپ بستی کی مسجد میں نماز پنجگانہ کی امامت خود کراتے تھے۔ علاقے میں اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا تو تشریف لے جاتے اور خود ہی

نماز جنازہ پڑھاتے۔ آپ کے ہاں لنگر عام تھا۔ خاص و عام ہر کسی کو کھٹی کہ غیر مسلموں کو بھی بلا امتیاز کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ اہل محلہ کی صرف دینی خدمت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کا دسترخوان ان کیلئے بھی وسیع تھا۔ آپ پیکرِ جمال تھے۔ ہر کسی سے خندہ پیشانی سے اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ آپ کی شفقتوں اور محبتوں کے دروازے ہر خاص و عام پر کھلے ہوئے تھے۔ دکھ درد کے عالم میں بھی آپ لوگوں کو رہنمائی فراہم کرتے تھے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ آپ کے دور میں ایک مرتبہ علاقہ طاعون کی وباء کی لپیٹ میں آ گیا۔ بستی کے لوگ بھی پریشانی کے عالم میں تھے۔ آپ نے ایک دن انہیں بتایا کہ آج رات میں نے عالمِ خواب میں اپنے مرشد کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنا عصا لیے ہوئے بستی کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ بستی آپ کی نگاہِ کرم کے احاطے میں ہے۔ اس خواب کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے اہل دیہہ کو تسلی دی کہ مطمئن رہیں، انشاء اللہ گاؤں طاعون سے محفوظ رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ جس طرح زندگی بھر آپ نے حدود اللہ کی حفاظت فرمائی، اسی طرح اس بستی کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھتا رہا ہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ باہر سے کوئی چور ڈاکو ڈھوک قاضیاں میں کوئی واردات نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی بدنصیب ایسا کرنے کی کوشش کرے تو اس کی بصارت اس کا ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ حضرت قاضی غلام محی الدین قدس سرہ کو وصال پائے، آج نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، لیکن آپ کے وجود اقدس کی یہ خصوصی برکت آج بھی موجود ہے۔

حضرت قاضی غلام محی الدین قدس سرہ نے اہل محلہ کی تکالیف کے ازالہ کیلئے کنواں کھدوانے کا اہتمام فرمایا۔ اس کنوئیں میں پانی کی اتنی افراط ہے کہ شدید ترین گرمی میں بھی اس میں کمی نہیں آتی۔ چودہ برقی موٹریں مسجد، مدرسہ اور مختلف گھروں میں پانی کی فراہمی کیلئے کام کر رہی ہیں۔ علاوہ ازیں، اہل محلہ ڈولوں کے ذریعے بھی پانی نکالتے ہیں۔ اس کے باوجود پانی کی مقدار میں کمی نہیں ہوتی۔ روزمرہ کی ضروریات کیلئے کافی ہونے کے ساتھ ساتھ یہ پانی باعثِ شفاء بھی ہے۔ اس حوالے سے الحاج فقیر عزت شاہ وارثی مدظلہ العالی سے روایت کیا جاتا ہے کہ

حضرت قاضی احمدؒ کے شاگرد ایک دن اس کنوئیں کی کھلائی میں مصروف تھے، پانی نہیں آ رہا تھا۔ حضرت قاضی غلام محی الدینؒ جو ابھی کم عمر تھے، پھرتے پھرتے وہاں آ پہنچے۔ شاگردوں نے انہیں کنوئیں میں اتار دیا اور ان سے دعاء کے لیے التجاء کی۔ آپ کم سنی کی بناء پر گھبرا گئے، باہر نکالنے کو کہا تو طلباء نے اصرار کیا کہ پانی آئے گا تو باہر نکالیں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کنوئیں سے باہر نکالو، پانی میں تمہیں کشمیر سے لا دوں گا۔ رات کے دوران اچانک اتنی وافر مقدار میں پانی آ گیا کہ پانی کنوئیں سے باہر نکل کر گاؤں کے گلی کوچوں میں بہنا شروع ہو گیا۔ آپ ہی سے روایت ہے کہ ایک عرصہ تک علاقے کی مستورات کا یہ دستور رہا کہ ہر جمعرات کو اپنے اپنے برتن لے کر آتیں اور حصولِ شفاء کے لیے یہاں سے پانی لے جاتی تھیں۔ تخت پڑی میں آباد سکھوں کے ہاں بھی اگر کوئی مریض ہوتا تو وہ بھی یہاں سے پانی لے جاتے، اللہ تعالیٰ ان کے مریض کو بھی شفاء سے نواز دیتا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کو سیدنا غوثِ اعظمؒ کی بارگاہِ اقدس میں حضوری کا مقام حاصل تھا۔ علاقے بھر میں بارگاہِ غوثیت کا فیضان پھیلانے میں آپ کی خدمات بڑی نمایاں ہیں۔ آپ ہر سال ۱۱ ربیع الثانی اور ۱۶ ربیع الثانی کو حضرت غوثِ پاکؒ کی روح مبارک کے ایصالِ ثواب کی خاطر لنگر کا اہتمام کرتے تھے۔ ان مواقع پر دروازے سے لوگ آتے اور انہیں بغیر کسی تفریق کے کھانا کھلایا جاتا۔

حضرت قاضی غلام محی الدینؒ کی نگاہیں اور دعائیں مردہ دل لوگوں کیلئے بھی شفاء کا باعث بنتی تھیں۔ آپ کی توجہات کے نتیجے میں پیشار لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا۔ آپ نے لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں دین اسلام کی بالادستی کیلئے جو خدمات انجام دیں، آج بھی ان کے آثار واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ ایک روایت کے مطابق 150 سال جب کہ دوسری روایت کے مطابق 164 سال زندگی گزار کر 24 ذی الحجہ 1367ھ (بمطابق 28 اکتوبر 1948ء) اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت قاضی احمد جی

حضرت قاضی غلام محی الدین کے ہاں حضرت قاضی احمد جی کی ولادت ہوئی۔ آپ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے تعلق رکھنے والے عظیم شیخ طریقت حضرت خواجہ غلام حیدر علی شاہ جلاپوری کے اعظم خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے جد امجد کے روحانی مشن کی اشاعت کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کئے رکھی۔

حضرت جلاپوری سے آپ کی بیعت کے حوالے سے الحاج فقیر عزت شاہ صاحب وارثی سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب حضرت قاضی احمد جی جوان ہوئے تو قاضی غلام محی الدین نے انہیں کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی نصیحت فرمائی۔ انہوں نے عرض کی حضرت! آپ کے ہوتے ہوئے میں کسی دوسری ہستی کے پاس کیسے جاسکتا ہوں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ "مجھے حکم نہیں کہ میں تمہیں بیعت کروں، تاہم تم نماز استخارہ کے ذریعے رہنمائی طلب کرو"۔ حضرت قاضی احمد جی نے استخارہ کیا۔ نتیجہ آپ کو حضرت میاں محمد بخش کے ہاں کھڑی شریف حاضری کا اشارہ ہوا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ رات وہیں ٹھہرے۔ حضرت میاں صاحب کی جانب سے فرمایا گیا، "قاضی صاحب! آپ خود بھی عالم و فاضل ہیں اور آپ کے بزرگ بھی، لیکن انہوں نے آپ کو یہاں بھیج دیا۔ میں تو اس پوزیشن میں نہیں۔ البتہ آپ ایسا کریں کہ جہلم کو جانے والی سڑک پر ہو لیں۔ پھر پنڈ دادنخان کا راستہ پکڑیں۔ پہاڑوں کے دامن میں جلاپور نامی بستی ہے۔ وہاں چلے جائیں۔ آپ کا فیض جس ہستی کے پاس ہے، آپ کو انہیں تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ وہ خود آپ کے سامنے آ جائیں گے۔ حضرت قاضی صاحب جب جلاپور شریف پہنچے تو حضرت خواجہ جلاپوری آستانہ عالیہ کو جانے والے راستے پر کھڑے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی فرمانے لگے، قاضی صاحب! جلدی آئیں، میں آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں۔ اس طرح قاضی صاحب کی حاضری آستانہ شیخ پر ہوئی۔ آپ وہاں سے قبوض و برکات لے کے لوٹے۔ جب اپنا شجرہ طریقت اپنے والد گرامی کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو شجرہ طریقت کو دیکھ کر حضرت نے

فرمایا ” احمد جی! تم تو بہت خوش نصیب ہو۔“ یہاں یہ بات حضرت عزت شاہ وارثی کے ہی حوالے سے قابل ذکر ہے کہ حضرت قاضی احمد جی کو اپنے والد گرامی سے بھی خلافت حاصل تھی۔ اس طرح چاروں سلاسل طریقت کا فیضان آپ کے ہاں موجود تھا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت قاضی غلام محی الدین کی وساطت سے آپ کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور سے ہوتا ہوا بارہویں پشت میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔

حضرت قاضی احمد جی کو اپنے شیخ سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ کوئٹہ، تحصیل راولپنڈی سے مائی بیگم جی صاحبہ، جو اب بھی بقید حیات ہیں، بیان کرتی ہیں کہ آپ بارہ سال بنگے پاؤں پیدل اپنے گاؤں سے جلاپور شریف جاتے رہے ہیں، آپ پہلے اپنے گھر سے میرا شریف تحصیل راولپنڈی جاتے تھے۔ وہاں سے حضرت خواجہ غلام شاہ کو ساتھ لیتے۔ پھر جلاپور شریف کے لیے چل پڑتے۔ ایک مرتبہ کسی بناء پر آپ کے لیے ہی جلاپور شریف چلے گئے۔ وہاں پہنچتے ہی حضرت جلاپوری نے خواجہ غلام شاہ صاحب کے بارے میں پوچھا۔ آپ انہی قدموں لوٹ کے میرا شریف آگئے اور خواجہ غلام شاہ صاحب کو ساتھ لیکر بارگاہ شیخ میں حاضری دی۔ حضرت شیخ کی جانب سے بھی انہیں بیحد شفقت و محبت حاصل تھی۔ اور آپ پر ان کی بڑی عنایات و نوازشات تھیں۔

حضرت قاضی احمد جی نہایت متقی، دیندار، سادہ مزاج اور دریا دل تھے۔ آپ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے۔ آپ اپنے دور کے صاحب عزم و خدمت ولی کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے، خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور مشکلات بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرماتا۔ آپ کی زبان مبارک سے جو بھی فرمان صادر ہوتا۔ اللہ پاک اسے پورا کر دیتا، کیونکہ آپ پر رب ذوالجلال کا فضل عظیم تھا۔

حضرت قاضی احمد جی صوم و صلوة اور اوراد و وظائف کے سختی سے پابند تھے اور تقویٰ و طہارت میں اسلاف کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اہل اللہ بالخصوص حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر

جیلانی کی عقیدت و محبت آپ کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی۔ کلمہ حق کی ادائیگی میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ بستی کی مسجد میں امامت خود ہی کراتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت قاضی محمد شریف امامت کراتے رہے۔ قاضی محمد شریف پاکستان کی بڑی فوج میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے اپنے دادا حضرت قاضی غلام محی الدین سے فیوضات کثیرہ حاصل کیے۔ صاحب علم تھے۔ صاحب معرفت تھے۔ صاحب خلق عظیم تھے۔ حکیم حاذق تھے۔ شاعر بھی تھے۔ آپ نے اکثر توارخ و فوات کو نظم کے سانچے میں ڈھالا۔ آپ 20 شوال 1395ھ بمطابق 26 اکتوبر 1975ء کو دنیا سے رخصت ہوئے۔

آپ کی قبر انور اپنے دادا صاحب کے مزار انور کے بیرونی احاطے میں واقع قبرستان میں ہے۔

حضرت قاضی احمد جی "قرب و جوار کے دیہات میں کسی کی وفات کی صورت میں تشریف لے جاتے اور نماز جنازہ پڑھاتے۔ آپ نے اپنے اکابر کی طرح درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ طلباء سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ اپنے شیخ کامل کی طرح آپ نے بھی لنگر کا سلسلہ جاری رکھا۔ جہاں سے ہر آنے جانے والے کو بغیر کسی امتیاز کے کھانا فراہم کیا جاتا تھا۔ آپ نے دم اور تعویذات وغیرہ کی روایات کو بھی حسب سابق جاری رکھا۔ مختلف علاقوں سے مریض آتے یا ان کے متعلقین آتے، اللہ پاک آپ کے صدقے انہیں شفاء کی خیرات سے نوازتا۔ جو لوگ الجھنیں لے کر آتے۔ آپ انہیں رہنمائی فراہم کرتے۔ مصیبت زدہ لوگوں کو تسلی دیتے اور صبر کی تلقین فرماتے۔ محبت شیخ کا عالم یہ تھا کہ حضرت قاضی احمد جی نے مالی وسائل کی قلت کے باوجود "نفحات المحبوب"، "مقامات المحبوب" اور "کرامات المحبوب" کے عنوانات سے حضرت خواجہ جلاپوری کے ملفوظات فارسی زبان میں تین جلدوں میں طبع کرائے۔ اسی طرح آپ ہی کے حوالے سے منظوم پنجابی میں "گلزار حیدری"، "وصال حیدری" اور "انتقال حیدری" کے ناموں سے بھی چھوٹے چھوٹے تین کتابچے چھپوائے۔ علاوہ ازین غوث صمدانی، قطب ربانی شہباز

لامکانی حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ساتھ محبت و عقیدت کا عالم یہ تھا کہ آپ زندگی بھر گیارہ اور سترہ ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظمؒ کی یاد میں وسیع پیمانے پر لنگر کا اہتمام کرتے رہے اور یہاں سے امیر و غریب کے امتیاز کے بغیر ہر کسی کو ان مواقع پر کھانا فراہم کرتے رہے۔ آپ نے مقرب بارگاہِ غوثیت حضرت دیوان حضورؐ کے احوال و آثار پر مشتمل کتاب بنام ”تحفہ قادریہ“ (منظوم پنجابی از تصنیف منشی الہی بخش) بھی شائع کروائی۔ یہ کتاب آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے۔

آپ 82 سال کی عمر گزار کر 11 ربیع الثانی 1379ھ بمطابق 14 اکتوبر 1959ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کو اپنے مرشد پاک کے پہلو میں تدفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے روضہ اطہر سے زائرین آج بھی خیر و برکت لوٹ رہے ہیں۔

حضرت قاضی احمد جی کی اولاد

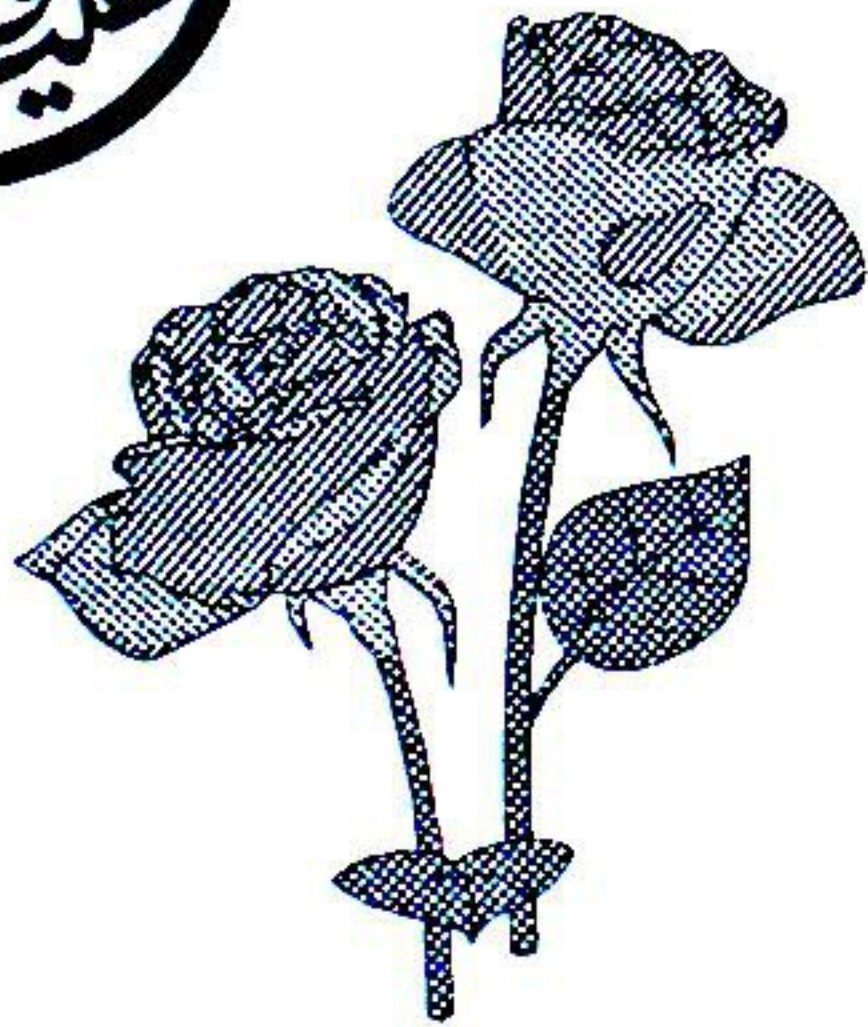
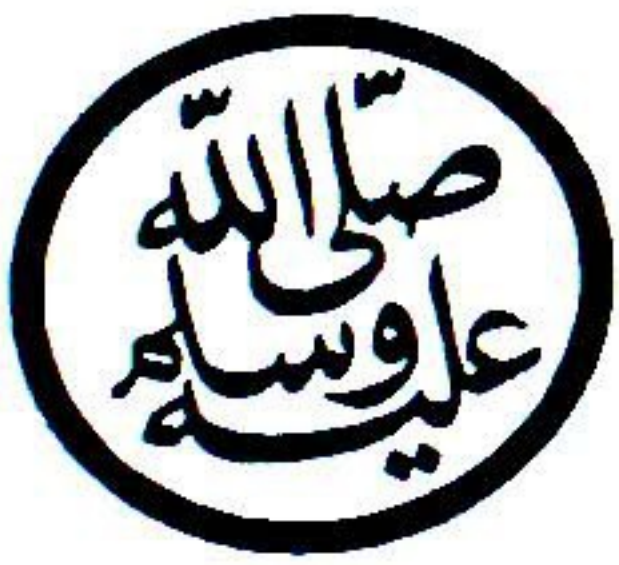
حضرت قاضی احمد جیؒ کے انتقال کے بعد آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی صاحبہ نے تقریباً چالیس سال تک بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ آپ کے روحانی مرکز کی خدمت کا فریضہ بہ مثال انداز میں انجام دیا۔ یوں تو حضرت کی ساری صاحبزادیاں ہی تقویٰ و پرہیزگاری میں اعلیٰ درجات پر فائز تھیں۔ لیکن آپ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ کارنگ سب سے جدا تھا۔ آپ صاحبِ علم، صاحبِ تقویٰ، صاحبِ جو دو سخا اور صاحبِ خلقِ عظیم تھیں۔ ہر کسی کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتیں۔ مہمان نوازی آپ کے مزاج کا حصہ بن چکی تھی۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے بناء کردہ میکدہ طریقت کی بہار کو قائم رکھنے کیلئے چالیس برس سے زائد کا طویل عرصہ بڑے دکھوں، تکلیفوں اور مشکلات میں گزارا۔ لیکن صبر و تحمل کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آپ سرد اور گرم موسموں کی شدتوں کو بھی مسکرا کر برداشت کرتی رہیں۔ اور نا سمجھ لوگوں کی جانب سے ہونے والی زیادتیوں کو بھی کمال درجہ کے صبر و تحمل کے ساتھ سہتی رہیں۔ آپ نے رضاء خداوندی میں اپنے آپ کو اس حد تک گم کر دیا تھا کہ بڑی بڑی تکلیفوں اور آزمائشوں کا سامنا کیا لیکن آپ کے پائے

ثبات میں کبھی لغزش تک نہ آئی۔ آپ آنے جانے والوں کو دین پر عمل کی ترغیب بھی دیتی رہیں۔ مشکلات میں گھرے ہوئے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری رکھا، بیماروں کو دم بھی کرتی رہیں اور تعویذ بھی دیتی رہیں۔ اس طرح آپ کے درِ اقدس سے ہر خاص و عام کو فیض و کرم کی خیرات ملتی رہی۔ آپ نے 11 اور 17 ربیع الثانی کو سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کی یاد میں لنگر کا اہتمام جاری رکھا۔ بالآخر 17 ربیع الثانی 1418ھ بمطابق 22 اگست 1997ء لنگر کے سارے انتظامات پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے پیچھے میدانِ دعوت و عزیمت میں ایک عظیم مثال چھوڑ گئیں۔ آپ کی آخری آرام گاہ مسجد سے ملحقہ قبرستان میں ہے۔

حضرت قاضی احمد جی کی دوسری صاحبزادی صاحبہ کے ہاں قاضی محمد افضل کی ولادت ہوئی، کی طبیعت پر سادگی غالب تھی۔ ان کے ہاں بھی پرہیزگاری انتہائی بلند درجے پر تھی۔ آپ کی تیسری صاحبزادی صاحبہ، جن کے ہاں قاضی عزیز احمد المعروف حضرت عزت شاہ وارثی کی ولادت مبارکہ ہوئی، بھی تقویٰ، مجاہدہ و ریاضت، سادگی اور شفقت و محبت کے اعلیٰ درجات پر فائز تھیں۔ آپ کی وفات 29 رجب 1386ھ (بمطابق 13 نومبر 1966ء) کو ہوئی۔ آپ کی قبر انور سنگھوئی شریف، تحصیل جہلم میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عزت شاہ وارثی، آستانہ عالیہ وارثیہ، چچتر شریف، تحصیل گوجر خان میں رونق افروز ہیں، اپنے اسلاف کا نمونہ ہیں، اندرون و بیرون ملک وسیع پیمانے پر فیضان بانٹنے میں مصروف ہیں۔ لاکھوں انسان آپ سے فیضیاب ہو چکے ہیں۔ آپ بیٹھار مساجد اور مدرسے بھی تعمیر کرا چکے ہیں جن میں جامعہ قادریہ چشتیہ وارثیہ ڈھوک قاضیاں بھی شامل ہے۔ حضرت قاضی صاحب کی چوتھی صاحبزادی صاحبہ، جن کی قبر پاک صاحب دھمیاں، تحصیل کہوٹہ میں ہے، ایک شب زندہ دار خاتون تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے دوران انتہائی سخت قسم کے مجاہدے کیے۔ تقویٰ و طہارت، سادگی اور جذبہ خدمتِ خلق میں انتہائی اعلیٰ مرتبے کی حامل تھیں۔ ان کا بیشتر وقت تلاوتِ قرآن

کریم میں گزرتا تھا۔ دلائل الخیرات، درودِ مستغاث، دعاءِ حزبِ البحر، قصیدہ غوثیہ وغیرہ آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ حضرت قاضی صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی صاحبہ، جو پروفیسر مسعود الحسن برلاس کی والدہ محترمہ تھیں، کی زندگی بھی پرہیزگاری، شب بیداری، کثرتِ تلاوتِ قرآن کریم اور کثرتِ اوراد سے عبارت تھیں۔ آپ کی وفات 14 مارچ 1998ء (1418ھ) کو ہوئی۔ آپ کی تدفین بستی کی مسجد سے ملحقہ خصوصی قبرستان میں ہوئی۔

حضرت قاضی احمد جی کے صاحبزادگان میں سے قاضی محمد شریف کا ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے قاضی محمد رفیق مادرزاد ولی تھے۔ عالم طفولیت ہی میں 4 شعبان 1327ھ بمطابق 21 اگست 1909ء کو وفات پا گئے۔ ان کی قبر پاک گاؤں کے قدیمی قبرستان میں جنوب مغربی کونے میں ہے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے قاضی محمد حسن 15 مارچ 1906ء کو پیدا ہوئے۔ ان کا ذکر آگے آنے والا ہے۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے قاضی محمد سلیمان 30 ذالحجہ 1328ھ بمطابق 2 جنوری 1911ء کو پیدا ہوئے۔ اور 21 ذی قعدہ 1402ھ بمطابق 10 ستمبر 1982ء کو فوت ہوئے۔ ان کی قبر اپنے دادا صاحب کے روضہ اقدس کے بیرونی احاطہ میں ہے۔ صاحب علم تھے، صاحب ذوق تھے۔



حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

حضرت قاضی محمد حسنؒ کا سلسلہء طریقت حضرت سید علی حیدر شاہ آفندی بغدادیؒ کی وساطت سے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ نے دینی علوم اپنے خاندانی بزرگوں سے حاصل کئے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی، لاہور کا میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ایس این ہائی سکول، راولپنڈی سے 1924 میں پاس کیا۔ پھر آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہء السنہء شرقیہ سے فاضل فارسی کا امتحان 1926ء میں پاس کیا۔ آپ نے ”پٹوار کورس“ کا امتحان راولپنڈی سے 1928ء میں پاس کیا۔ رزقِ حلال کی تلاش میں آپ نے ایک پٹواری کی حیثیت سے سرکاری ملازمت کا آغاز کیا۔

آپ کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف تھا۔ اور آثارِ ولایت ابتداء ہی سے صوبیدار تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا تعلق حضرت دیوانِ حضورؐ کے خاندان سے تھا۔ آپ صاحبِ دھمیاں، نزد سائگری، تحصیل کہوٹہ سے حضرت قاضی عبدالکلیمؒ کی بہن تھیں۔ آپ انتہائی پرہیزگار خاتون تھیں، یہاں تک کہ ان کی وفات نمازِ فجر کے دوران حالتِ سجدہ میں ہوئی تھی۔ حضرت قاضی محمد حسنؒ بچپن سے ہی پاکیزہ اخلاق و عادات کے حامل تھے۔ اسبأع شریعت کا اہتمام تھا۔ اس دور میں بھی نماز کے پابند تھے۔ اور ادو وظائف کی پابندی بھی آپ کے ہاں موجود تھی۔ دیگر اعمالِ صالحہ کا اہتمام بھی تھا۔ لہو و لعب اور کھیل کود سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ آپ شروع سے ہی انتہائی خوددار اور بردبار تھے۔ ہمہ وقت حصولِ علم کی تک و دو میں رہنا آپ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ صفائی اور پاکیزگی کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ آپ کے والد گرامیؒ کی آپ پر خصوصی عنایات تھیں۔ الحاج حضرت فقیر عزت شاہ وارثی کی روایت ہے کہ حضرت قاضی احمد جی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ”ہمارے خاندان کا چراغ محمد حسن کے ذریعے روشن ہوگا۔“

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ آپ نے بطور پٹواری ملازمت کا آغاز کیا، ترقی کرتے کرتے نائب صدر قانونگو، پھر صدر قانونگو کے عہدے پر جو کہ ضلعی سطح کا منصب تھا، فائز ہوئے۔

اس وقت کا صدر قانونگو آجکل کے نائب تحصیلدار کے مساوی ہوتا تھا۔ دوران ملازمت آپ کو تحصیلدار کے عہدے پر تعیناتی کی پیشکش کی گئی، جسے آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ دین اسلام بندہ مومن کیلئے ایک ضابطہء اخلاق پیش کرتا ہے۔ جس کے تحت وہ مادی اور روحانی ہر دو قسم کے تقاضائے زندگی کے مابین توازن قائم کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ قاضی محمد حسن نے ملازمت کے میدان میں اس تقاضے کو مکمل نظر رکھا۔ آپ اس اصول پر کار بند رہے کہ ”ہتھ کار ول دل یار ول“۔ آپ کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بد عنوان افسرانِ بالا سے بھی واسطہ پڑا۔ گھر میں فاقہ کشی تک کی نوبت آئی لیکن آپ کے پائے ثبات میں ایک لمحہ کیلئے بھی لغزش نہ آئی۔ کیونکہ آپ اچھی طرح اس حقیقت سے شناسا تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کیلئے ایسے جاں سوز مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ قرآن کریم کی وساطت سے ربِّ کائنات ہمیں خبردار کرتے ہوئے فرماتا ہے **وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝** چونکہ اللہ کریم ہمیں ہدایت فرماتا ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝** لہذا آپ نے ہمیشہ صبر و استقامت سے کام لیا۔ بطور مثال جب آپ کیمبل پور، جسے اب اٹک کہا جاتا ہے، تعینات تھے تو وہاں کے ڈپٹی کمشنر کرنل (ریٹائرڈ) اشرف نے ایک ایسی خصوصی ذمہ داری تفویض کی، جس کی اچھے انداز میں تکمیل کیلئے اچھا خاصا وقت مطلوب تھا۔ ڈپٹی کمشنر دراصل آپ کی دیانتدارانہ روش سے نالاں تھا لہذا وہ آپ سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے چند ایام کے بعد کارکردگی کی رپورٹ طلب کر لی۔ ایک اجلاس کے دوران جب یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو افسر اعلیٰ نے آپ کو نا اہلی کا طعنہ دیتے ہوئے آپ پر اظہارِ ناراضگی کیا۔ آپ نے واضح فرمایا کہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کا تعلق عوام کے حقوق سے ہے، کام پیچیدہ ہے لہذا عوام الناس کے حقوق کی حفاظت کے نکتہء نظر سے اسے حسن و خوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ نتیجہً اس مقصد کیلئے مزید عرصہ

دور کار ہے۔ جب آپ اپنے افسر بالا کے سامنے یہ وضاحت پیش کر رہے تھے، تو چوہڑھڑ پال، راولپنڈی کینٹ کے رہائشی جناب شہنشاہ حسین، ایچ۔وی۔سی (HVC) نے جو آپ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے، پیچھے سے آپ کی قمیض کو پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی اور ناصحانہ انداز میں کہا کہ قاضی صاحب! ڈی۔سی صاحب کے سامنے اس انداز میں گفتگو مناسب نہیں، آپ نے بڑی جرأت و بیباکی کے ساتھ کہا کہ ”چھوڑو شاہ جی! میرا روزی رساں ڈپٹی کمشنر نہیں بلکہ مجھے رزق عطاء فرمانے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے“۔ ڈپٹی کمشنر اس جوابی رد عمل سے ناراض ہوا۔ اس نے، ایک نیم سرکاری مراسلے (D.O. Letter) کے ذریعے ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈز (DLR)، پنجاب کو آپ کے خلاف رپورٹ ارسال کر دی اور سفارش کی کہ اس صدر قانونگو کے خلاف نااہلی کے الزام میں تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اس نے قانونی کارروائی کے نتیجے میں ملازمت سے آپ کی برطرفی کی تجویز دی۔ ”ان تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ“ کے قرآنی وعدہ کے مطابق ہوا یہ کہ ڈائریکٹر نے آپ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی بجائے ڈپٹی کمشنر کو لکھا کہ صدر قانونگو ریٹائرمنٹ کی عمر یعنی ساٹھ (60) سال کے قریب ہیں لہذا ان سے پوچھا جائے کہ وہ چھٹی لینا چاہتے ہیں یا ریٹائرمنٹ لینا چاہتے ہیں۔ نتیجہ آپ نے لکھ کر دے دیا کہ انہیں ایک سال کی رخصت قبل از ریٹائرمنٹ دے دی جائے۔ آپ کے حق میں رخصت منظور کر لی گئی۔ آپ 1965ء میں رخصت لے کر گھر آ گئے اور ایک برس بعد باعزت طریقے سے آپکو ریٹائرمنٹ بھی مل گئی۔ اس کے برعکس چند سال بعد کرنل (ریٹائرڈ) اشرف کی تعیناتی بطور ڈپٹی کمشنر، راولپنڈی ہو گئی۔ اُس وقت کی وفاقی حکومت نے ایک حکم کے تحت 313 افسروں کو بدعنوانی کے الزامات کے تحت ملازمت سے برطرف کر دیا۔ کرنل (ریٹائرڈ) اشرف کا نام بھی ان افسروں کی فہرست میں موجود تھا۔ اُس کے ساتھ صرف یہی نہیں ہوا بلکہ وہ اپنا ذہنی توازن بھی کھو بیٹھا۔

دوران ملازمت آپ کی دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی سرکاری دورے پر کہیں جاتے تو اپنے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور کسی کے ہاں سے پانی تک نہ پیتے۔ قیام

مسجد میں ہوتا۔ جب کبھی سفر کرنا ہوتا تو کسی بھی صورت دوسرے ساتھی کو موقع نہ دیتے کہ وہ آپ کا کرایہ ادا کرے۔ اسی طرح کوئی ساتھی اگر آپ کے کھانے کا بندوبست کرتا تو آپ باقاعدہ کھانے کے اخراجات کی اسے ادائیگی کرتے۔ آپ کی دیانتداری اتنے اونچے درجہ کی تھی کہ جب آپ 1941-42 میں نیلی بارکالونی میں فیلڈ قانونگو کے طور پر تعینات تھے تو

P.M. HUBBARD، افسر بندوبست (Settlement Officer)

نے 13.06.1942 کو آپ کی سالانہ رپورٹ میں درج ذیل تاثرات درج کیئے: "He

has an un-usual reputation for honesty and piety and now carried the title "Sufi". He is generally respected by the public". جب آپ 1945-46 میں نائب صدر قانونگو،

راولپنڈی تعینات تھے تو K.M.HANDERSON، ڈپٹی کمشنر نے 24.10.1946 کو

آپ کی خفیہ رپورٹ میں لکھا: "He has earned an excellent report

for honesty and capability". اسی طرح اسی عہدے پر تعیناتی کے دوران

C.L.Coats، ڈپٹی کمشنر، راولپنڈی نے 11.06.1947 کو آپ کی خفیہ رپورٹ میں

لکھا: "He has earned excellent report this year" دوران

ملازمت جہاں کہیں بھی نئی تعیناتی ہوتی، آپ وہاں پہنچ کر پہلے پتہ کرتے کہ مسجد کہاں ہے۔ نیز یہ

کہ کیا یہاں کوئی بظاہر زندہ بزرگ موجود ہیں یا کسی ولی کا مزار ہے؟ اگر کسی زندہ بزرگ کا پتہ چلتا تو

ان کی صحبت میں حاضری دیتے۔ اگر کسی علاقے میں کسی زندہ بزرگ کا مزار ہوتا تو آپ صاحب

مزار کے ہاں حاضری دیتے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد میں ہی ہوتا۔ فرائض ملازمت خود بھی

دیانتداری سے انجام دیتے اور اپنے ماتحتوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین فرماتے۔ دفتری اوقات

کے دوران، جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ پابندی سے خود بھی نماز ادا کرتے اور اپنے ماتحتوں کو

بھی ادائیگی نماز کی تلقین فرماتے۔ اگر کوئی غیر مسلم ہوتا تو اسے آپ ترغیب دیتے کہ وہ اپنے

مذہب کے مطابق عبادت کی پابندی کیا کرے۔

آپ حقوق العباد کی حفاظت کا اہتمام سختی کے ساتھ کرتے تھے۔ آپ کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ محکمہ مال کی دستاویزات اراضی میں اندراجات اتنی احتیاط سے ہوں کہ کسی بھی زمیندار کے حقوق ملکیت پامال نہ ہونے پائیں۔ ماتخوں کو بھی یہی ہدایت دیا کرتے تھے۔ آپ کو اس امر کا شدت سے احساس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کے حقوق ہمارے ہاتھوں میں بطور امانت ہیں لہذا حدیث پاک "لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةٌ لَهُ" (جسے امانت کی اہمیت کا احساس نہیں، اس کا کوئی ایمان نہیں) پر عمل بھرپور انداز میں آپ کی زندگی میں موجود تھا۔ ملازمت سے فراغت کے بعد آپ نے ذکر و فکر اور اشاعتِ دین کے لیے زندگی وقف کر دی۔ آپ کو تلاوتِ قرآنِ کریم سے غیر معمولی شغف تھا۔ علاوہ ازیں درودِ مستغاث، دلائل الخیرات، دُعاءِ حزب البحر اور قصیدہ غوثیہ آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ آپ روزانہ ختمِ خواجگان شریف، ختمِ مجددیہ اور ختمِ معصومیہ بھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ دورانِ ملازمت بھی زیادہ تر روزے سے رہا کرتے تھے۔ بعد ملازمت بھی آپ نفلی روزے رکھتے رہے۔ نماز ہائے تہجد، اشراق اور اوابین وغیرہ پر بھی مداومت تھی۔ خصوصی فضیلت والی راتوں میں نوافل کا زیادہ اہتمام ہوتا تھا۔ بعض راتوں میں آپ سو سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ آپ ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں ضعیفی کے باوجود آپ کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتے رہے اور آپ نے نفل نمازوں اور روزوں کو یہاں تک کہ اوراد و وظائف کو بھی ترک نہیں کیا۔ آپ کی زندگی سیدنا غوثِ اعظمؒ کے اس فرمان کی تعبیر تھی:

رَجَالِي فِي هَوَا جَرِيهِمْ صِيَامٌ

وَفِي ظُلَمِ اللَّيَالِي كَالنَّالِي

(میرے مرید موسمِ گرما میں روزہ رکھتے ہیں۔ وہ اس عبادت کی روشنی کی بدولت راتوں کی تاریکی میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں)۔ دن کا بیشتر حصہ آپ تلاوتِ قرآنِ کریم میں گزارتے تھے۔ آپ کو قرآن مجید سے محبت تھی۔ اگر قرآن کریم ایک سمندر ہے تو یوں سمجھیے کہ آپ نے اپنے آپ کو اس

سمندر میں ڈبو رکھا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "قرآن حکیم میری غذا ہے"۔ آپ قرآن پاک محض رسمی طور پر نہیں پڑھتے تھے بلکہ آپ کے ہاں تلاوت انتہا درجے کی خشوع و خضوع اور غور و فکر کی کیفیات میں ڈوبی ہوا کرتی تھی۔ آپ نے اپنی تمام تر زندگی کو اس حد تک اس صحیفہء سماوی کے سپرد کر رکھا تھا کہ قرآن حکیم نے اپنے مفاہیم کے دروازے آپ پر کھول دیئے تھے۔ آپ جب کوئی آیت کریمہ بار بار تلاوت فرماتے تو ہر بار ایک نیا مفہوم آپ کے سامنے آجاتا۔ قرآن پاک کے جو فیوض و برکات آپ کو ملتے، آپ انہیں ہر ممکن حد تک دوسروں تک پہنچانے کی کوشش بھی کرتے۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ آپ ایک چلتے پھرتے قرآن تھے۔

آپ کی زندگی اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْعَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ کی تعمیل سے عبادت تھی۔ آپ نے بچپن میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور مرتے دم تک اپنے آپ کو ایک طالب علم بنا کر ہی رکھا۔ آپ کو اس حقیقت کا اچھی طرح احساس تھا کہ:

پئے علم چون شمع باید گداخت

کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

حضور سید غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ علم کی اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

لَدَرَسِكَ الْعِلْمَ حَتَّى صِرْتُ قُطْباً

وَنِلْتُ السُّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِي

(میں علم کو درست پڑھ کر قطب ہو گیا۔ یہ سعادت میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل کی) زندگی کے آخری ایام میں مولے حروف والا قرآن کریم تو آپ عینک کی مدد سے پڑھ لیا کرتے تھے لیکن دینی کتب آپ اپنے بچوں سے پڑھوا کر سماعت فرمایا کرتے تھے قرآن پاک کے حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ کوئی بھی ماہر امراض چشم کسی ایسے مخصوص نمبر کا شیشہ تجویز نہ کر سکا جو کامیاب ہو سکتا۔ لیکن آپ مختلف نمبروں کے شیشوں کی حامل تین چار عینکوں کو دھاگے کی مدد سے جوڑ کر پہن لیتے تھے اور انتہائی آسانی کے ساتھ دن بھر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے تھے۔ یہ قرآن

کریم کا اعجاز نہیں تو کیا ہے؟ کم کھانا، کم سونا، اور کم بولنا حضرت قاضی محمد حسنؒ کے معمولات کا ایک اہم جز تھا۔ آپ کھانا انتہائی قلیل مقدار میں کھاتے تھے۔ غذا سادہ تھی۔ کدو مرغوب تھا۔ ذبیحہ کے حوالے سے آپ بہت محتاط تھے۔ جب تک یہ اطمینان نہ ہوتا کہ ذبح کرنے والا نمازی ہے، آپ گوشت ہرگز استعمال نہیں فرماتے تھے۔ اسی لیے زندگی بھر بازار کا گوشت استعمال نہیں فرمایا۔ کھانے کے حوالے سے احتیاط کا عالم یہ تھا کہ آپ جب 1971ء میں خشکی کے راستے بذریعہ بس حج کے لیے تشریف لے گئے۔ راستے میں قافلہ ٹھہرا۔ کچھ عورتوں نے کسی کھیت میں ساگ دیکھا تو لے آئیں۔ انہوں نے ساگ پکایا تو آپ کو بھی پیش کیا لیکن آپ نے کھانے سے اس لیے انکار فرمادیا کہ یہ مالک کی اجازت کے بغیر کھیت سے لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ صرف اسی شخص کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا تناول فرماتے تھے، جو پابند نماز ہو۔ آپ بے مقصد گفتگو سے پرہیز فرماتے تھے۔ آپ کی زبان مبارک قیل و قال محمد (ﷺ) ہی کے حوالے سے کھلا کرتی تھی۔ آپ انتہائی کم سوتے تھے۔ ایک سادہ اور معمولی سی چارپائی آپ کے زیر استعمال رہا کرتی تھی۔ دوپہر کو آپ سنت کی پیروی میں تھوڑی سی دیر کے لیے آرام فرماتے۔ آپ کے لیٹنے کا طریقہ ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ آپ دائیں کروٹ پر لیٹتے، ٹانگوں کو اکٹھا کر لیتے، دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اس طرح اسم محمد (ﷺ) کی صورت بن جاتی۔ رات کو جب کبھی گھر والوں نے آپ کو دیکھا تو جاگتے پایا اور محو ذکر پایا۔ رات کو آپ کا طریق عبادت یہ تھا کہ آہستگی سے ذکر کرتے تھے۔ نماز تہجد کے لیے اٹھتے تھے تو وہ بھی اس انداز میں کہ گھر کے کسی فرد کے آرام میں خلل نہ آنے پائے۔ وضو تک خود کر لیا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں کمزوری کے باوجود کسی کو تکلیف نہ دیتے تھے کہ آپ کو وضو کرائے۔ آپ کا لباس بہت سادہ ہوتا تھا۔ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ آپ نیا کپڑا ہمیشہ دھلوا کر پہنتے تھے۔ زندگی کے آخری چند سالوں کے سوا آپ عمامہ کی پابندی بھی کرتے رہے۔ آپ نے زندگی بھر زیادہ قیمتی لباس نہیں پہنا۔ زیادہ سردی میں کبیل اوڑھ لیا کرتے تھے۔

آپ اخلاف کریمانہ سے متصف تھے۔ ہر کسی کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے

پیش آتے تھے۔ مہمان نوازی آپ کی طبیعتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ اپنے بزرگوں کا جاری کردہ لنگر آپ نے بھی حسب استطاعت جاری رکھا۔ جو کوئی بھی گھر میں آتا، آپ وقت اور موسم کے تقاضے کے مطابق کوشش کرتے کہ اسے کھانا، چائے یا شربت فراہم کیا جائے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اہتمام غریب اور امیر کی تمیز کے بغیر ہوتا تھا۔ جو کوئی بھی آپ سے ملاقات کے لیے آتا، فیض یاب ہو کر لوٹتا۔ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ مادی لنگر کے ساتھ ساتھ روحانی لنگر بھی فراہم کیا جائے۔ آپ بالعموم آنے والے سے کہا کرتے تھے کہ آپ آئے ہیں، تو دین کی کوئی نہ کوئی بات سن کر جائیں۔ آپ جب کسی کو دین کی بات بتاتے تھے تو موقع محل کے مطابق بعض اوقات کئی کئی گھنٹوں تک بات چیت چلتی رہتی تھی۔ آپ کا انداز گفتگو متاثر کن ہوتا تھا، عام لوگوں سے عام فہم انداز میں بات ہوتی تھی۔ ستر سال سے اوپر عمر کے دوران بھی آواز کی توانائی کا یہ عالم تھا کہ محسوس یوں ہوتا تھا کہ شاید کسی نوجوان کی آواز ہے۔ صبر و تحمل اور استقامت کا عالم یہ تھا کہ بڑی سے بڑی مشکلات کے دوران بھی آپ اپنے نرم رویے کو برقرار رکھتے۔ کئی لوگوں کی جانب سے آپ کی بلاوجہ مخالفت ہوئی۔ آپ کو دکھ دیئے گئے۔ آپ کے ساتھ زیادتیاں بھی ہوئیں۔ زیادتیوں کے یہ سلسلے آپ کے بزرگوں کے ساتھ بھی چلتے رہے لیکن ضبط و تحمل کی جو کیفیات آپ کے اکابر کے ہاں تھیں، وہی آپ کے ہاں بھی موجود تھیں۔ آپ نے زندگی بھر کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔

ذاتی طور پر آپ رافت و رحمت کا پیکر تھے۔ لیکن دین کے حوالے سے آپ کے ہاں اس قدر غیرت و حمیت و بیباکی تھی کہ جہاں بھی کوئی خلافِ شرع معاملہ دیکھا، وہاں صورتحال درست کرنے کے لیے آپ نے ہمیشہ آواز بلند کی۔ اس حوالے سے آپ اپنے یا بیگانے کی، رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کی تمیز نہ کرتے کیونکہ آپ کے نزدیک "الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ" کا اصول کارفرما تھا۔ آپ جس کسی سے محبت کرتے تھے اللہ پاک کی خاطر کرتے تھے۔ اور جس کسی سے نفرت کرتے تھے، وہ بھی اللہ ہی کی خاطر۔

آپ سے زیادہ کوئی کیا جان سکتا تھا کہ تصوف نام ہی ہے اپنے آپ کو طاہری اور باطنی
 ہر دو لحاظ سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے لیے وقف کر دینے کا۔ اگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ
 کی رضا کے مطابق اپنے ظاہر کو سنوارنے کا نام شریعت ہے تو باطنی طور پر اسی انداز میں اپنے
 آپ کو سنوارنا طریقت ہے۔ آپ زندگی بھر تقویٰ پر کار بند رہے۔ یہاں تک کہ خلاف احتیاط اور
 مشکوک معاملات سے بھی پرہیز کرتے رہے۔ کھانے پینے کی نیز دیگر استعمالی چیزوں کے معاملے
 میں بھی آپ کمال درجہ کی احتیاط فرماتے تاکہ طہارت کے تقاضے قائم رہ سکیں۔ کھانا پکانے کے
 برتن، چائے اور پانی کے برتن اور وضو کا لوٹا ہر طرح سے پاک و صاف ہوتے۔ ہر قسم کے برتن
 آپ کے لیے الگ رکھے جاتے۔ کسی غیر محتاط شخص کو برتنوں کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہوتی
 تھی۔ جن لوگوں کا پاک و صاف ہونا یقینی ہوتا، صرف وہی شخص آپ کے استعمال کی چیزوں کو
 اٹھاتے یا چھوتے تھے۔ آپ کھانا بھی اسی شخص کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاتے تھے جو پابند نماز ہو۔ تاہم
 آپ کی جانب سے بارہا یہ وضاحت ہوتی تھی کہ اس احتیاط کے پس منظر میں کسی سے نفرت کا فرما
 نہیں بلکہ یہ رویہ زیادہ سے زیادہ پاکیزگی اور صفائی کے اہتمام کے لیے ہے کیونکہ از روئے
 حدیث پاک "الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ" یعنی پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔ آپ مزید
 وضاحت فرمایا کرتے تھے کہ عام دنیا دار لوگوں کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ لہذا وہ اس حد تک
 صفائی کا اہتمام نہیں کر سکتے۔ کنوئیں سے پانی بھرتے وقت ڈول میں ہاتھ ڈالنے سے بھی منع
 فرماتے۔ اسی طرح آپ اس بات کو بھی ناپسند فرماتے کہ جہاں پاؤں رکھے جاتے ہوں، وہیں
 ڈول بھی رکھا جائے۔

طہارت کے حوالے سے آپ کی یہ خوبی بھی تھی کہ ہمیشہ با وضو رہتے تھے۔ علاوہ ازیں
 با وجود با وضو ہونے کے آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے تھے۔

آداب کے حوالے سے آپ بہت محتاط تھے۔ یہ احتیاط آپ کو اپنے اکابر سے ورثے
 میں ملی تھی۔ آپ کے والد گرامی قاضی احمد جی کے بارے میں حاجی سلطان محمد ساکن کوئٹہ بیان

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رفع حاجت کے لیے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ واپس آگئے۔ جیب سے تسبیح نکال کر گھر رکھ دی۔ پھر چل پڑے میرے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ ”راستے میں مجھے اچانک خیال آیا کہ تسبیح جیب میں ہے۔ تسبیح چونکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا وسیلہ ہے۔ لہذا میں نے خلاف ادب سمجھا کہ تسبیح کے جیب میں ہوتے ہوئے رفع حاجت کروں۔“ قاضی محمد حسن ”بھی تسبیح کا ادب کرتے تھے۔ آپ تسبیح کا استعمال یوں کرتے تھے کہ تسبیح پاؤں کے ساتھ یا پاؤں والی جگہ مس نہ ہونے دیتے۔ آپ پاؤں کے ساتھ یا جوتی کے ساتھ مس ہونے والے ہاتھ تسبیح، قرآن کریم کے لیے، دینی کتابوں کے لیے ہتھکات کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے۔ اسی بناء پر اگر کہیں پاؤں سے ہاتھ مٹھو جائیں یا جوتوں کو ہاتھ لگانے پڑیں تو ہمیشہ ہاتھ دھو لیتے تھے۔ جہاں پاؤں رکھے جاتے ہیں، ایسی کسی بھی جگہ آپ کوئی بھی قابل احترام چیز نہیں رکھتے تھے۔

بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) کے حوالے سے آپ انتہائی محتاط تھے۔ آپ کے نزدیک ایمان محبت و ادب رسول (ﷺ) ہی کا دوسرا نام ہے۔ آپ مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والی ہر شے کا ادب و احترام ضروری سمجھتے تھے۔ دراصل اس شہر پاک کی ہر چیز مستمک اور مقدس ہے۔ یہاں تک کہ اس کے غبار میں بھی شفاء رکھی گئی ہے۔ ابن نجار سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو چند ساتھی مدینہ منورہ سے باہر آپ ﷺ کے استقبال کے لیے تشریف لائے۔ ان کے آنے سے غبار اڑی۔ چند صحابہ کرام نے غبار سے بچنے کے لیے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ حضور ﷺ نے انکے چہروں سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اَنْ فِي غَبَارِهَا شِفَاءٌ مَنْ كَلَّ دَاةً“ (اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بیشک مدینہ پاک کے گرد و غبار میں بھی شفاء ہے)۔ آپ مدینہ منورہ کے باشندوں کا، اس شہر پاک کے بازاروں کا، درود یوار کا، مٹی تک کے احترام کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ شریف کی باسی روٹی کو بھی باسی نہ کہا

جائے۔ غرض یہ کہ وہاں کی کسی شے میں نقص نہ نکالا جائے۔ آپ بالعموم فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مدینہ پاک کے دھی کو کھٹا کہہ دے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے اس شخص کو تیس دزے مارنے کا حکم فتویٰ دیا تھا جس نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی ناقص ہے اس کو قید کرنے کا حکم بھی دیا اور فرمایا کہ یہ شخص قتل کے قابل ہے۔ حضرت امام مالکؒ کا اپنا یہ حال تھا کہ زندگی بھر ادب و احترام کی وجہ سے مدینہ شریف کی حدود میں گھوڑے پر سواری نہیں کی، ان حدود میں پیشاب پاخانہ نہیں کیا۔ آپ مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والی ہر شے کا ادب و احترام ضروری سمجھتے تھے۔ آپ کا عقیدہ یہاں تک تھا کہ اگر کوئی مدینہ پاک کے دھی کو کھٹا کہہ دے تو وہ بھی دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

آپ ہر قمری مہینے کے کسی نہ کسی سوموار کو اپنے بچوں کو بٹھا کر ذکر رسول ﷺ کی محفل کا انعقاد کیا کرتے۔ ربیع الاول کے مہینے میں یہ محفل دو مرتبہ ہوتی۔ آپ ہر جمعہ المبارک کو نماز ظہر کے بعد مدینہ منورہ کی جانب رخ کر کے سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ عالی میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے۔ بالعموم قصیدہ مددہ شریف کے اشعار آپ کی زبان مبارک پر رہتے۔ آپ دوسروں کو بھی درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ حج کے لیے گئے تو راستے میں نمونیا ہو گیا۔ بعض ساتھیوں نے وطن واپسی کا مشورہ دیا لیکن آپ نے اس خیال سے مشورہ مسترد فرما دیا کہ دیا رحیب ﷺ کے راستے میں موت آجائے تو گوارا ہے لیکن وطن واپسی گوارا نہیں۔

آپ راسخ العقیدہ تھے۔ اس دور میں جبکہ عقائد کا فساد بڑے بڑے علمی گھرانوں کو بھی لپیٹ میں لے رہا ہے، آپ عقائد کی حفاظت کی سختی سے تاکید فرمایا کرتے تھے۔ تاہم آپ با تحقیق محض مخالفت برائے مخالفت کے جذبے میں آ کر کسی کو بے عقیدہ کہہ دینے کے سخت مخالف تھے۔ بات بات پر فتویٰ عائد کر دینا بھی آپ کے مسلک و مشرب کے خلاف تھا۔ آپ کے نزدیک رسول کریم ﷺ دیگر تمام انبیاء کرام اور رسولان عظام (علیہ السلام) حضور ﷺ کے اہل بیت،

آپ کے صحابہ کرام اور تمام اولیاء و شہداء عظام کا ادب اور ان کے ساتھ محبت، درست عقیدے کی بنیاد ہے بلکہ صحیح عقیدے کی جان ہے۔ آپ عقیدہ صحیحہ کی تعلیم لوگوں کو دیا کرتے تھے، لیکن عالمانہ انداز میں۔ اس ضمن میں فرقہ وارانہ انداز اپنانا آپ کے نزدیک دین کی خدمت کے منافی تھا۔ یہ بھی ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ نبی اُمی ﷺ اور آپ کے محبوبوں کی شان میں گستاخی کا مظاہرہ کرنے والا آپ کے نزدیک کسی بھی رورعایت کا مستحق نہیں تھا، خواہ وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، عامی ہو یا عالم کہلانے والا ہو۔

آپ عجز و انکسار کا پیکر تھے۔ تکبر کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ آپ تحمل اور بردباری کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ ایک داعیانہ طبیعت کے مالک تھے لہذا آپ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے قائل نہیں تھے۔ آپ مجموعی طور پر خاموش مزاج کے حامل تھے۔ لیکن حق گوئی و بیباکی کا جذبہ آپ کے ہاں اس حد تک غالب تھا کہ ہر خلاف شرع امر کو دیکھ کر اُس پر نکیر فرماتے تھے۔ دین پر عمل کے حوالے سے ذرا سی بھی غفلت آپ کو گوارا نہ تھی۔ روایت کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ دورانِ ملازمت آپ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد اپنے کسی شناسا افسر کے ہاں چلے گئے۔ جو اُس وقت کمرہ عدالت میں مصروف تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی صاحب! کیا آپ نماز پڑھ آئے ہیں۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ بھی نماز ادا کر چکے ہیں۔ مذکورہ افسر نے جواب دیا ابھی تک تو نہیں پڑھی۔ قاضی صاحب نے بھری عدالت میں فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا کہ مَنْ أَعْدَصَ عَنْ ذِكْرِي نَجَعَلْ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَىٰ یعنی جو میرے ذکر سے روگردانی کرے گا، ہم اُس کیلئے اُس کی معیشت کو تنگ بنا دیں گئے۔ اور قیامت کے روز اسے اندھا ہونے کی حالت میں اٹھائیں گئے۔ متعلقہ افسر پر آپ کی گفتگو کا اتنا اثر ہوا کہ اُس نے کہا کہ "صوفی صاحب! مجھے یہ آیت قرآنی دوبارہ پڑھ کر سنائیے۔ آپ زندگی بھر اسی طرح لوگوں کو دین حق کی پیروی کی تلقین فرماتے رہے۔"

آپ قرب الہی اور قرب مصطفیٰ ﷺ کی جستجو میں اپنی زندگی گزار کر 28 صفر 1404ھ (بمطابق 4 دسمبر 1993ء) اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ قاضی رئیس احمد، آپ کے چھوٹے بیٹے ان دنوں بسلسلہ ملازمت راولپنڈی میں رہائش پذیر تھے۔ جمعرات کی شام اپنے آبائی گاؤں میں آتے تھے اور ہفتہ کی صبح راولپنڈی کے لیے روانہ ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحب نے اپنی وفات سے چند یوم قبل 30 نومبر بروز جمعہ انہیں بھی اور اپنی اولاد کو بلا کر وصیت فرمائی کہ ان کی وفات کی صورت میں ان کے طریقہ زندگی جو کہ طریقہ سنت ہے، کی پیروی جاری رکھی جائے۔ عقائد اہل سنت والجماعت پر سختی کے ساتھ قائم رہا جائے۔ دنیا سے رخصت ہو جانے والوں کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لیے ان کا روزمرہ کا معمول ان کے بعد بھی قائم رکھا جائے۔ ماہانہ محفل میلاد اور ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں دو مرتبہ محفل میلاد کا معمول برقرار رکھا جائے۔ آپ نے سختی کے ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بارگاہ رسالت ﷺ کا کوئی گستاخ ان کی نماز جنازہ کی امامت کے لیے آگے نہ آنے پائے۔ آپ نے قاضی رئیس احمد کو نماز جنازہ کی امامت کیلئے وصیت فرمائی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایسا کرنا باسانی ممکن ہو تو تدفین کے بعد قبر کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے یکے بعد دیگرے کسی نہ کسی بندے کے بٹھانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہاں تک کہ جمعرات کا سورج غروب ہو جائے یعنی جمعہ المبارک کی ساعت کا آغاز ہو جائے۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ زندگی بھر نماز کھڑے ہو کر پڑھتے رہے۔ تاہم آپ کی زندگی کی آخری نماز اس سے مستثنا ہے۔ وفات سے چند یوم پہلے آپ کی طبیعت ناساز تھی۔ وفات سے پہلے آپ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے پوچھنے پر جب آپ کو بتایا گیا کہ نماز ظہر کا اول وقت ہو چکا ہے تو آپ نے لیٹے ہونے کی حالت میں اشاروں سے نماز ظہر پڑھی نماز سے فراغت کے بعد آپ کی روح مبارک قفسِ عنبری سے پرواز کر گئی گویا کہ بارگاہ ربوبیت سے آپ کو یہ پیغام پہنچا: **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي** اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ اپنے رب کی

طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جائے۔

آپ کا مزار اقدس بستی کے عام قبرستان سے متصل واقع ہے اور سرچشمہ فیض کے طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ آپ کے مستور الحال رہنے کی آرزو کا نتیجہ تھا کہ آپ کی ظاہری زندگی کے دوران لوگ اس انداز میں آپ کے مقام و مرتبہ کو پہچان نہ سکے، جس طرح کہ آپ کے وصال کے بعد لوگوں کا رجحان آپ کی شخصیت کی جانب ہوا۔ آپ کے مزار اقدس پر جو سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے، اس میں شرکاء کی تعداد کا عالم یہ ہوتا ہے کہ ہر برس اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ عام دنوں میں بھی زائرین کی آمد و رفت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ آپ کے وصال کے بعد فیضان کی صورتحال کچھ یوں ہے کہ دن بدن انوار و برکات کا نزول بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور آستانہ عالیہ کے دینی مشن میں روز بروز نکھار آ رہا ہے بالخصوص نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت بلند یوں کو چھو رہی ہے۔ حضرت قاضی محمد حسنؒ کی اہلیہ محترمہ بھی خاندان کی دیگر خواتین کی طرح ایک پاکباز، پرہیزگار اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ آپ کا شجرہ نسب چھتیسویں (۳۶) پشت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور بنیتیسویں (۳۵) پشت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے جبکہ آپ کا نسبی سلسلہ حضرت حافظ محمد عبداللہ المعروف دیوان حضور قادری رحمۃ اللہ علیہ کے چچا حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے گیارہویں پشت میں جا ملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ طریقت حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے حضرت حافظ محمد فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے بائیسویں (۲۲) پشت میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔

آپ نے اپنی زندگی انتہائی سادہ انداز میں گزاری۔ جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی، گھر کے تمام کام کاج مثلاً گھر میں جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چکن پینا آپ خود ہی انجام دیتی تھیں۔ معاشی حالت ناسازگار ہوتے ہوئے بھی آپ کے ہاں سخاوت و ایثار کا جذبہ موجود

تھا۔ آپ غرباء اور مساکین کا خصوصی خیال رکھتا کرتی تھیں۔ جب آپ خود کھانا پکانے کا اہتمام کرنے کے قابل نہ رہیں، تو اس عرصے میں بھی اپنی صاحبزادیوں کو ہدایت کیا کرتی تھیں کہ ترکاری اور روٹی پکاؤ تو اپنے گھر کی ضرورت سے کچھ زیادہ پکا دو شاید کوئی ضرورت مند آجائے۔ مہمان نوازی کا جذبہ آپ کے ہاں بدرجہ اتم موجود تھا۔ جب بھی گھر میں کوئی فرد آجاتا تو آپ کی پوری کوشش ہوتی کہ وقت کے تقاضے کے مطابق وہ لازمی طور پر کھانا کھا کر یا چائے پی کر جائے۔ آپ کی زندگی میں ارشادِ بانی وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَدْ کی عملی تعبیر بھرپور انداز میں موجود تھی۔ آپ کبھی بھی کسی سائل کو جھڑکتی نہیں تھیں۔ کسی بھی ایسے شخص سے تغافل کا رویہ آپ اختیار نہیں فرماتی تھیں۔ جو کوئی بھی غم میں گھرا ہوا آپ کی خدمت میں آتا، لوٹتے ہوئے آپ کی دعاؤں اور تسلی آمیز کلمات کے نتیجے میں اپنی جھولی سکون کی خیرات سے بھر کے لے جاتا۔ دراصل آپ ہر کسی کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتیں۔ آپ صاحبِ علم تھیں۔ صاحبِ تقویٰ تھیں۔ صاحبِ خلقِ عظیم تھیں آپ صاحبِ حلم تھیں۔ بعض لوگوں کی جانب سے ایذا رسانیوں کے باوجود انتقامی کارروائی تو درکنار، آپ کی جانب سے کبھی اُف تک نہیں ہوتی تھی۔ صبر و تحمل اور برداشت کا جذبہ پورے کمال کے ساتھ آپ کی ذات میں موجود تھا۔ آپ کی جانب سے دوسروں کیلئے بھی ترغیب یہی ہوتی تھی کہ ناسازگار حالات میں صبر سے کام لیا جائے اور مخالفین کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے مواقع پر انہیں برا بھلا نہ کہا جائے، اُن سے انتقام لینے کا تصور بھی نہ کیا جائے بلکہ معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کیئے جائیں۔ اگر کسی موقع پر کسی ایسے شخص کو بھی آپ سے واسطہ پڑ جاتا، جس نے زندگی کے کسی مرحلے پر آپ کو کوئی دکھ دیا ہوتا تو آپ کا طریقہ یہ ہوتا کہ اس کی سابقہ غلطیوں اور کوتاہیوں کو جتلا یا نہ جائے بلکہ صورتحال یہ ہوتی کہ آپ اُس کے ساتھ بھی عفو و درگزر کا رویہ اختیار فرماتے۔

آپ کے دل پر خوفِ الہی کا بھرپور غلبہ تھا۔ اسی طرح عذابِ قبر اور عذابِ دوزخ کا خوف بھی ہدایت کے ساتھ آپ پر غالب تھا۔ آپ دوسروں کو بھی اس جانب متوجہ کیا کرتی تھیں۔

آپ ترغیب دیا کرتی تھیں کہ قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا بھی کرتے رہنا چاہئے اور عملی طور پر بھی حفاظت کرنا اور اپنا نانا چاہیں۔ آپ فضول گفتگو نہیں کرتی تھیں۔ اس حوالے سے آپ کا نکتہ نظریہ تھا کہ تشو بہت کم کرنی چاہئے اور وہ بھی مناسب حد تک، اس لیے کہ انسان اپنی زبان سے جو کچھ بھی کہتا ہے، فرشتے اسے لکھ لیتے ہیں۔ نماز و نجات گاہ کے ساتھ ساتھ آپ نوافل کی پابند بھی تھیں۔ ذکر الہی اور درود پاک کی کثرت نیز تلاوت قرآن کریم اور دیگر اوراد و وظائف آپ کے معمولات میں سے تھے۔ آپ دوسروں کو بھی ایسا ہی طرز عمل اپنانے کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لیے محبت آپ کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی۔ پرندوں اور جانوروں کی خدمت کا جذبہ بھی آپ کے ہاں موجود تھا۔ آپ نے گھر میں مرغیاں بھی رکھی تھیں۔ ان کے لیے کھانا اور پانی کا اہتمام بڑی پابندی کے ساتھ کرتی تھیں۔ اسی طرح زندگی بھر آپ کا یہ معمول رہا کہ روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیا کرتی تھیں اور پرندوں کو ڈال دیا کرتی تھیں۔ حضرت قاضی محمد حسنؒ کی وفات کے بعد آپ نے اپنی باقیماندہ پندرہ سالہ زندگی کو کلہن طور پر خدمتِ خلق کے لیے وقف کیے رکھا۔ آپ اپنی پُرسوز دعاؤں کے ذریعے اور روحانی علاج کی وساطت سے وسیع پیمانے پر دکھی انسانیت کی خدمت انجام دیتی رہیں۔ آپ کی راتیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزرتیں تو دن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت میں بسر ہوتے۔ آپ نے زندگی میں دکھ سہے، تکلیفیں اٹھائیں، فاقے برداشت کیے، بے آرامی اور بے سکونی برداشت کی لیکن، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کبھی کسی سائل کو، کسی شکستہ دل کو اپنے آرام کی خاطر ٹالا نہیں۔ جو سائل بھی آپ کی خدمت میں پہنچا اور جس وقت بھی پہنچا، خود تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی اُس کی داستان الم کو شفقت سے، محبت سے اور پوری توجہ سے سنا۔ اُسے دعاؤں سے بھی نوازا، حسب ضرورت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اُسے تعویذ اور دم وغیرہ کے ذریعے اسے روحانی علاج بھی فراہم کیا، پابندی نماز کی، دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کی اور گناہوں سے پرہیز کی تلقین کی۔ جو جو لوگ آپ سے قریب ہوئے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ نے مصائب و آلام میں

گھری ہوئی مخلوق کا دکھ بانٹنے اور ان میں سکون کی دولت لگانے کے لیے اپنی زندگی وقف کیے رکھی۔

حضرت قاضی محمد حسنؒ کی اہلیہ محترمہ کی وساطت سے جن افراد نے فیض و کرم کی خیرات سے اپنے اپنے دامن کو مالا مال کیا، اگر ان کے مشاہدات اور تاثرات کو قلمبند کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب کی جاسکتی ہے۔ اسی قسم کی ایک سرگزشت جناب فضل الرحمن عظیمی، جو اس وقت نظامتِ تعلیمات، مری روڈ، راولپنڈی میں اسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھے، نے 17 جنوری 1997ء کو تحریر کی۔ آپ بتاتے ہیں کہ 1993ء میں ان کی اہلیہ شدید بیمار ہو گئی۔ ابتدا میں نجی طور پر کام کرنے والے ڈاکٹروں سے ان کا علاج کرایا جاتا رہا جبکہ بالآخر پریشان ہو کر انہیں کنٹونمنٹ بورڈ ہسپتال راولپنڈی صدر میں داخل کروا دیا۔ باہر سے ادویہ کی خریداری اور مختلف قسم کے ٹیکوں (یعنی طبی معائینوں) پر تقریباً پانچ ہزار روپے یومیہ خرچ ہانے لگا لیکن مرض میں افاقہ نہ ہوا۔ تقریباً چھ سات ماہ کا عرصہ یونہی گزر گیا۔ بعد مشکل مرض کی تشخیص ہوئی کہ ٹائیفائیڈ (یعنی طویل المیعاد) بخار ہو گیا ہے قیمتی سے قیمتی دوائیں استعمال کرانے کے باوجود شفاء نہ ہو رہی تھی۔ مریضہ کا کھانا پینا چھوٹ گیا تھا۔ جسمانی کمزوری کا عالم یہ تھا کہ حرکت کرنا تو درکنار بات کرنا بھی دشوار ہو چکا تھا۔ عظیمی صاحب کا کہنا ہے کہ اگرچہ مایوس ہونا گناہ ہے لیکن حالات و واقعات نے انہیں مایوس کر دیا تھا۔ مریضہ جن ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج تھی ان کا بیان تھا کہ وہ اپنے چالیس سالہ تجربے کو پوری طرح آزما چکے ہیں۔ لیکن نجانے پھر بھی مریضہ تندرست کیوں نہیں ہو رہی تھی۔ ایک شام صورتحال کی نزاکت کے باعث جب عظیمی صاحب، شدید حد تک پریشانی میں مبتلا تھے تو انہیں اس کیفیت میں دیکھ کر ایک نرس ان کے قریب آئی اور کہنے لگی کہ ”بھائی بات میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ اتنے عرصے سے ان کا علاج کروا رہے ہیں مگر افاقہ نہیں ہو رہا۔ اگر آپ میری ایک بات مانیں تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل و کرم کرے اور ان کی صحت بحال ہو جائے۔ روات کے قریب تخت پڑی ایک مقام ہے وہاں سے تھوڑے فاصلے پر ڈھوک قاضیاں

نامی ایک گاؤں ہے، جس میں ایک بہت بڑے بزرگ قاضی صاحب ہوئے ہیں۔ وہ تو اب اس دنیا میں موجود نہیں لیکن اُن کی اہلیہ اور اُن کے بچے بڑے اللہ والے لوگ ہیں۔ آپ ایک چادر لے جائیں اور اُن سے دم کروا کر مریضہ کے اوپر ڈال دیں، انشاء اللہ ٹائیفائیڈ جاتا رہے گا۔ ورنہ یہاں ہسپتال میں تو آپ ایک سال تک بھی انہیں رکھیں تو کوئی افاقہ نہیں ہوگا۔ عظیمی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ عقیدے کے لحاظ سے دم وغیرہ کے قائل نہیں تھے۔ لیکن سوچا کہ چلو، اگر دم وغیرہ سے مریضہ کو صحت ملتی ہے تو کیوں نہ اسے آزما لیا جائے۔ عظیمی صاحب پر کیا بتی؟ وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں:-

2 مئی 1993ء کو صبح سویرے ایک چادر ساتھ لیکر میں روات کی طرف چل پڑا۔ روات پہنچ کر تخت پڑی جانے کے لیے ایک سوزو کی پر بیٹھا۔ سوزو کی میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب سے ڈھوک قاضیاں کا پتہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ تخت پڑی سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں بیٹھی ہوئی ایک خاتون نے کہا آپ فکر نہ کریں میں آپ کو پہنچا دوں گی۔ آہستہ آہستہ سورج بلند ہو رہا تھا اور گرمی میں شدت آرہی تھی۔ گرمی اور گھٹن سے سواریاں پسینے سے شرابور تھیں۔

تخت پڑی میں سوزو کی سے اتر کر میں اُس خاتون کے ہمراہ چل پڑا۔ ایک گہری کھائی عبور کرنے کے بعد ایک جنگل سا شروع ہو گیا۔ ہم دونوں اس جنگل میں چلتے جا رہے تھے۔ جنگل میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور گرمی کا نام و نشان نہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ادھر ادھر اُگی ہوئی تھیں۔ مجھے یہ فضا بہت بھلی معلوم ہوئی۔ بہن نسیم اختر نے بتایا کہ ان کا کنبہ آج کل راولپنڈی صدر کے علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ لیکن دراصل وہ ڈھوک قاضیاں ہی کی رہنے والی ہیں۔ جہاں کے ایک بڑے ولی اللہ قاضی محمد حسن ہوئے ہیں۔ وہ اُسی گھرانے کی مرید ہیں۔ قاضی صاحب دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں اور اب ان کی بیوہ اور اولاد موجود ہے، جو بے حد نیک لوگ ہیں اور صحیح معنوں میں اللہ والے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مائی جی اور انکی اولاد کی دعاء بارگاہِ خداوندی میں قبول ہو جاتی ہے۔ اور ٹائیفائیڈ کا جو مریض بھی چادر دم کروا کر لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ

اُسے ضرور شفا دیتا ہے۔ لہذا انشاء اللہ آپ کی زوجہ کی بیماری بھی دُور ہو جائے گی آپ بالکل فکر نہ کریں۔

جنگل کے ساتھ ہی ڈھوک قاضیاں کی حدود شروع ہو گئی۔ مجھے اس بات سے بڑی حیرت ہوئی کہ ڈھوک قاضیاں کی حدود شروع ہوتے ہی میرے ذہن پر تفکر اور پریشانی کا جو غبار تھا وہ فوراً ختم ہو گیا۔ بلکہ طبیعت میں ایک قسم کا سرور پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ جوں جوں نزدیک پہنچتے گئے، میری طبیعت ہشاش بشاش ہوتی گئی۔ دل نے کہا کہ واقعی یہ ولی اللہ ہیں۔

ان شاء اللہ اب میری اہلیہ کی بیماری دُور ہو جائے گی۔ جب گاؤں کے قریب پہنچے تو بہن نسیم اختر نے مشرق کی جانب اشارہ کر کے بتایا کہ وہ قاضی صاحب کا روضہ ہے۔ میرے ہاتھ بے اختیار اٹھ گئے اور میں چلتے چلتے فاتحہ پڑھنے لگا۔ فاتحہ کے بعد چند اشعار اُس بزرگ کی تعریف میں میری زبان پر جاری ہو گئے۔ لیکن چونکہ میرے پاس کاغذ قلم نہیں تھا اس لیے ضبط تحریریں نہ لاسکا۔ جن میں سے اکثر اب بھول چکا ہوں۔ لیکن جو چند ایک یاد رہ گئے ہیں وہ یہاں درج کرتا ہوں۔

| | |
|--------------------------------------|---|
| واقعی قاضی حسن تُو ہے ولی باکمال | ملتی ہے بہت کم دہر میں تیری مثال |
| تیرے روضے سے عیاں تیرا فقیرانہ جلال | دہر میں ملتی ہیں ایسی ہستیاں تو خال خال |
| عمر بھر تو کار بندِ اُسوۂ حسنہ رہا | پیروی سنتِ محبوبِ حق کرتا رہا |
| سینہ ات معمور از حبِ خدا و مصطفیٰ | وقف کر دی عمر در پابندی حکمِ خدا |
| صورتِ پروانہ گردِ شمعِ حقِ رقصاں بدی | در مصافِ زیستِ با سعی و عمل پویاں بدی |

ای کہ آرا میدہ در فردوس جانِ پاکِ تو

من دُرودے می رسانم بر روانِ پاکِ تو

جب ہم گاؤں میں پہنچے تو بہن نسیم اختر مجھے ایک سادہ سے مکان کے دروازے پر کھڑا کر کے یہ کہہ کر اندر چلی گئی کہ ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں۔ چند لمحوں میں واپس آ کر مجھے اپنے ساتھ اندر لے گئی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اندر گیا تو دیکھا کہ سادہ سا

بیٹھک نما ایک کمرہ ہے جس میں ایک دری پنچھی ہوئی ہے۔ میں فرش پر دری کے اوپر بیٹھ گیا اور بہن اختر اندر چلی گئی۔

یہاں میں ایک اور چھوٹا سا واقعہ بیان کروں گا جس سے ولی کی کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ جب بہن اختر مجھے بٹھا کر اور مجھ سے چادر لے کر اندر چلی گئی تو میں اکیلا چند لمحے بیٹھا رہا۔ اہلیہ کی بیماری کی پریشانی کے باعث میں نے کئی مہینوں سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا بھوک بالکل نہیں لگتی تھی۔ اگر ایک دن نوالے کھانے کی کوشش کرتا تو حلق سے نیچے نہیں اترتے تھے۔ اب جو میں بیٹھک میں بیٹھا تو پریشانی دور ہونے سے دفعتاً میری بھوک چمک اُٹھی اور اتنی شدت کی بھوک محسوس ہوئی کہ میں خواہش کرنے لگا کہ کسی طرح مجھے کھانا مل جائے۔ میں سوچنے لگا کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد مجھے دو تین کلو میٹر پیدل چلنا پڑے گا اور میری حالت یہ ہے کہ میں بھوک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اُس وقت دوپہر کے 12 بجے تھے۔ میں بھوک کی شدت سے بیتاب تھا۔ پیٹ الجوع الجوع پکار رہا تھا۔ گاؤں کے ماحول میں کوئی چیز ملنے کی توقع نہیں تھی۔ شہر قریب نہیں تھا کہ کسی ہوٹل سے کھانا کھا لیتا۔ شرم دامنگیر تھی کہ کھانا کسی سے مانگوں۔ سوچا کہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد بہن نسیم اختر سے بے تکلفی کے ساتھ کہوں گا کہ مجھے کھانا کھلا دو۔ میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ یک لخت کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک فرشتہ خصلت نحیف و نزار بزرگ خاتون کمرے میں داخل ہوئیں۔ چہرے پر ایسا تقدس تھا کہ یہ

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

میں نے بڑی بڑی عزت مآب اور پاکیزہ سیرت خواتین کو دیکھا ہے لیکن اس مادرِ محترم کے مقابلے میں مجھے کوئی نظر نہیں آئی۔ دل نے کہا۔ یہی وہ ماں جی ہیں جن کا ذکر بہن اختر نے کیا تھا میں بے ارادہ ایک انجانی سی کیفیت میں اُن کے احترام میں بجلی کی سرعت سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے آتے ہی اپنا دستِ شفقت و محبت میرے سر سے کمر تک پھیرا۔ کیا بتاؤں کہ اُس دستِ شفقت نے مجھے کیسا سکون اور سُورِ عطا کیا۔ آج ساڑھے تین سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے

باوجود میں اُس دستِ شفقت کی لذت محسوس کر رہا ہوں۔ وہ فوراً میرے پاس ہی فرش پر بیٹھ گئیں اور میں نے مختصراً اپنی اہلیہ کی بیماری کی داستان بیان کی۔ انہوں نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مریضہ پر رحم فرمائے اور مجھے تسلی دی۔ پھر بتایا کہ اُن کے خاوند جناب قاضی محمد حسن صاحب کا انتقال ہو چکا ہے جن کا گاؤں کے ساتھ ہی روضہ بھی بنا ہوا ہے۔ اور یہ کہ ان کے صاحبزادے قاضی رئیس احمد صاحب جو نیکی و شرافت میں اپنے باپ کی تصویر ہیں، وہ کمشنر اوپنڈی کے دفتر میں ملازم ہیں اور آج وہ اپنے دفتر گئے ہوئے ہیں۔ میرا جی قاضی رئیس احمد صاحب سے ملنے کو چاہ رہا تھا۔ سوچا کہ چلو واپسی پر اُنہیں دفتر میں مل لوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ماں جی اُنھیں اور کہا کہ ٹھہریے! میں آپ کے لیے کھانا بھجواتی ہوں۔ میں حیران رہ گیا کہ ماں جی کو میری بھوک کا کیسے احساس ہو گیا ہے سوچا کہ یہ واقعی ایک ولی کی بیوی ہیں اور خود بھی ولی ہیں، جنہیں میری بھوک کا احساس ہو گیا ہے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک سادہ سی خاتون کھانا لے کر آگئی۔ شاید اُنکی کوئی مرید ہوگی۔ وہ کھانا رکھ کر چلی گئی کھانا کیا تھا ایک پلیٹ آلو کا سالن اور تین چار موٹی موٹی روٹیاں تھی۔ سلاد کے طور پر تھوڑے سے پیاز کترے ہوئے پلیٹ میں پڑے تھے۔ کھانا رکھ کر وہ خاتون چلی گئی اور میں نے کھانا شروع کر دیا۔ میں دو روٹیاں کھا چکا ہوں گا کہ وہی خاتون پُرا آئی اور مجھ سے پوچھا کہ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ میں نے بلا تکلف کہہ دیا کہ تھوڑا سا سالن اور دے دیں۔ وہ اور لے آئیں۔ میں نے تیسری روٹی بھی کھالی۔ اور سیر ہو گیا۔ کھانا اتنا لذیذ تھا کہ کام و دہن آج تک اُسکی لذت محسوس کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ جس بزرگ ماں جی کو میری بھوک کا حال معلوم ہو گیا ہے وہ واقعی ولی اللہ خاتون ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد ماں جی پھر کمرے میں داخل ہوئیں اور مجھے دم کی ہونٹ چادر دیکر ہدایت کی کہ یہ مریضہ پر ڈال دیں اللہ رحم کرے گا۔ اگرچہ مجھے چادر لے کر اہلیہ کے پاس جانے کی جلدی تھی لیکن ساتھ ہی ماں جی کے حضور سے اُنھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ کافی وقت گزارنے کے

بعد بادلِ نخواستہ اٹھا اور اجازت چاہی۔ ماں جی نے بہت سی دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ بہن اختر پہلے ہی اجازت لیکر اپنے گھر چلی جا چکی تھی۔ میں اکیلا ہی وہاں سے چل پڑا۔ جب میں حضرت قاضی محمد حسنؒ کے روضے کے سامنے پہنچا تو دلی کیفیت پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو چکی تھی۔ سامنے تقریباً ایک ڈیڑھ فرلانگ پر روضہ تھا اور میں کھیتوں کی منڈیروں (بنے بنے) چل رہا تھا۔ فاتحہ پڑھتا جاتا تھا۔ تھوڑی دور جاتا اور پھر پہلی جگہ پر واپس آ جاتا۔ اسی آمد و رفت میں بہت دیر گزر گئی۔ مجھے مکمل یقین ہو چکا تھا کہ اب میری اہلیہ کی بیماری دُور ہو جائے گی۔ قلب پر ایک سرور کی کیفیت طاری تھی۔ وہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ اسی حالت میں قاضی صاحبؒ کو مخاطب کر کے نہ جانے اُردو اور فارسی زبان میں کتنے شعر کہے۔ افسوس کہ وہ سب حافظہ سے محو ہو چکے ہیں۔

عصر کے وقت اہلیہ کے پاس ہسپتال میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اُسی طرح پڑی ہوئی ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگی آپ نے بہت دیر کر دی ہے۔ آپ کے جانے کے تین چار گھنٹے بعد میری حالت پہلے سے قدرے بہتر ہے اب مجھے یقین ہے کہ میں انشاء اللہ ٹھیک ہو جاؤں گی۔ میں نے فوراً وہ چادر اس پر ڈال دی اور خود بازار میں دودھ لینے کے لیے نکل پڑا۔ میں ہر روز رات کو دودھ اور ڈبل روٹی لا کر رکھ دیتا تھا کہ شاید وہ کسی وقت مانگ لے۔ اگر چہ صبح تک وہ چیزیں یونہی پڑی رہتیں۔ ایک دو نوالے میں لے لیتا اور باقی ڈبل روٹی اور دودھ کسی دوسرے مریض کو دے دیتا۔ میں جان بوجھ کر ادھر ادھر گھومتا رہا کہ اہلیہ ذرا آرام کر لے تو جاؤنگا۔ نمازِ مغرب کے کچھ دیر بعد میں پہنچا تو دیکھا کہ اہلیہ چادر لئے بدستور پڑی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے چہرے سے چادر ہٹائی۔ میں نے دیکھا کہ اُس کا چہرہ پسینے سے شرابور ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگی کہ آپ کے جانے کے بعد میں سو گئی تھی، خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ مجھ پر پھیرا اور کہا کہ انشاء اللہ اب تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ دیکھ لیں میرا بخار اتر گیا ہے اور اب میں ٹھیک ہوں۔ مجھے بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ تھوڑا سا دودھ اور ڈبل روٹی دیں۔ چنانچہ اس نے ڈبل روٹی

کا ایک پیس کھایا اور تھوڑا سا دودھ پیا۔ صبح ہوئی تو اس کی حالت بہت بہتر تھی۔ جب ڈاکٹر صاحب دیکھنے کے لیے آئے تو اسے بہتر حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ تھوڑی دیر میں بہت سے دوسرے ڈاکٹر صاحبان بھی کمرے میں داخل ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی مریضہ ٹھیک ہو گئی ہے۔ تین چار دنوں کے اندر ہی ہسپتال سے چھٹی مل گئی اور میں اہلیہ کو گھر لے آیا۔

اس حیرت انگیز واقعہ کے بعد مجھے قائل ہونا پڑا کہ واقعی دنیا میں ایسے درویش لوگ ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہونگے جن سے خلق خدا کو فیض پہنچتا ہے۔

آٹھ دس ماہ پہلے مجھے میرے دفتر کے ایک ساتھی برادر عزیز راجہ محمد شریف صاحب نے بتایا کہ وہ صاحبزادہ صاحب سے نسبت رکھتے ہیں اور ان کے اخلاق کریمانہ کی بہت تعریف کی۔ تو میں نے یہ واقعہ ان سے عرض کیا۔ وہ اس بات سے بہت متاثر ہوئے اور فرمائش کی کہ میں یہ واقعہ اپنے الفاظ میں انہیں تحریر کر دوں۔ چنانچہ میں نے ان کی فرمائش پر یہ واقعہ تحریر کر دیا ہے۔ ورنہ اس واقعہ جیسے نہ جانے اور کتنے واقعات گزرے ہوں گے۔ کیونکہ کہ ولی اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا ہوتا ہے اور انہیں اپنی مخلوق کی خدمت کا فریضہ سونپا ہوتا ہے۔ وہ ہر آن مخلوق خدا کی بھلائی سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فیض سے مستفیض کرتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

حضرت قاضی محمد حسنؒ کی اہلیہ محترمہ کے ہاں دوسروں کے لیے محبت کا جذبہ بڑی ہمت کے ساتھ موجود تھا۔ آپ کے ہاں دوسروں کی خیر خواہی کا جذبہ تھا۔ اخلاص کی دولت موجود تھی۔ آپ کے ہاں دوسروں کے مال و دولت، ان کی شہرت اور ان کی مادی سطح پر بلند معیار زندگی کو بھی اہمیت نہیں دی گئی گویا آپ کو اللہ تعالیٰ نے شان استغناء فرما رکھی تھی۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا، آپ کے ہاں ذکر اللہ کی کثرت تھی۔ جس کے نتیجے میں آپ کو تجل الی اللہ کی کیفیت بھی

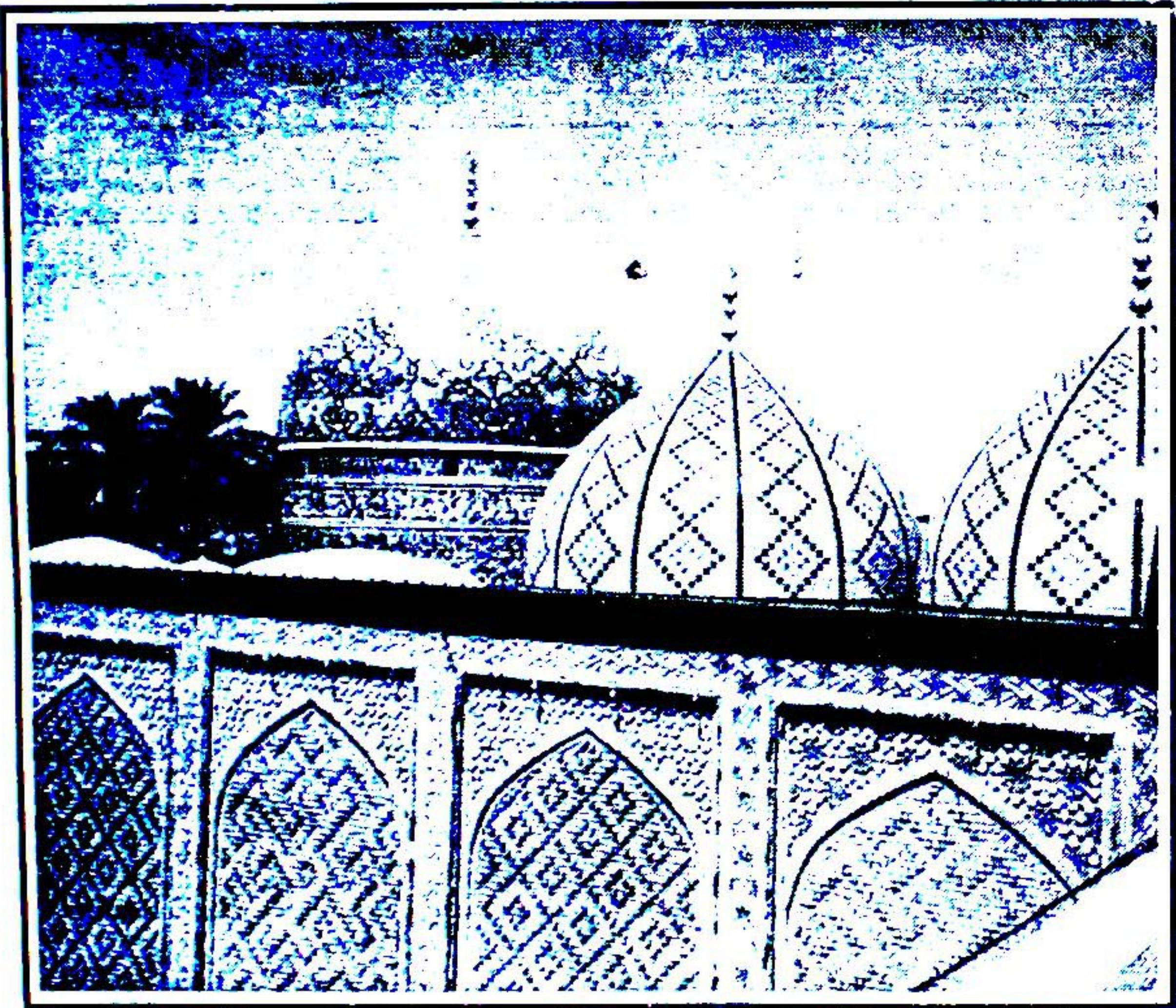
حاصل تھی۔ آپ کے ہاں تعلق باللہ دیگر ہر قسم کے تعلقات پر غالب تھا۔ آپ اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کی قائل تھی اور اس پر عامل تھیں۔ یہی تعلیم آپ دوسروں کو بھی دیا کرتی تھیں کہ مصائب و آلام میں مبتلاء ہو جانے کی صورت میں گھبرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کیا کرو کیونکہ وہ نعم الوکیل ہے، بہترین کارساز ہے۔ آپ کو صبر کی دولت بھی میسر تھی اور آپ اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی صبر کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔ آپ کے ہاں الصبر فی المصیبة بھی تھا۔ آپ کو زندگی میں دکھوں، تکلیفوں، پریشانیوں، فاقوں اور دوسروں کی جانب سے زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے ہمیشہ صبر سے کام لیا اور رب کریم کی رضا کے آگے ہمیشہ ہی سر تسلیم خم کیا۔ آپ کو الصبر عن المصیبة کی دولت بھی اللہ تعالیٰ نے عطاء فرما رکھی تھی وہ اس طرح کہ تقاضا ہائے شتر پر صبر کیا جائے۔ آپ نے زندگی بھر اپنے اللہ پاک کی رضا مندی کی خاطر ہمیشہ خیر کو شتر پر ترجیح دی۔ آپ کو الصبر علی الطاعة کی خیرات بھی ودیعت ہوئی تھی۔ آپ کا طرز عمل یہ تھا کہ ہر حال میں طاعات و عبادات پر مداومت تھی۔ آپ کی جانب سے ترغیب بھی یہی ہوتی تھی کہ طاعات و عبادات کا جو سلسلہ شروع کیا جائے، پھر اُسے چھوڑا نہ جائے۔ آپ کا نکتہ نظر یہ تھا کہ جب بھی کسی کی جانب سے کوئی زیادتی ہوتی ہے تو اس میں بھی ہمارا کوئی نہ کوئی نفع ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں نہ تو شکوہ و شکایت کی راہ اپنانی چاہئے اور نہ ہی انتقامی کاروائیوں میں الجھنا چاہئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو **هَجْدَانِ جَمِيلٍ** (یعنی خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جانا) جیسا پسندیدہ رویہ بھی عطاء فرما رکھا تھا۔ دراصل جسے اپنے اللہ تعالیٰ کی **إِغْفَاةٌ** مل جاتی ہے، اُس کے پاس اتنا فالو وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ مخلوق کے ساتھ الجھتا رہے۔ اگر کسی کی جانب سے زیادتی ہو جائے تو ایسا شخص معاملہ اپنے مولا کے سپرد کر دیا کرتا ہے۔

آپ معرفت کا ایک بے کنار سمندر اپنے سینے کے اندر لیے ہوئے تھیں۔ لیکن کمال خاموشی اور صبر و ضبط سے کام لیتی رہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا، خود ظاہری دکھوں اور بیماریوں سے پُر زندگی گزارتے ہوئے بھی آپ اپنے پاس آنے والوں کو فیضان کی، رحمتوں کی،

دعاؤں کی اور سکون کی خیرات بانٹی رہیں۔ انسانیت کی خدمت آپ کا مقصد زندگی تھا۔ آپ کا دن رات دوسروں کی سلامتی کے لیے دعائیں کرنا، ان کے دکھوں کی وجہ سے آپ کا اضطراب میں مبتلا ہو جانا، سارے معاملات کی درستی کے باوجود حق بندگی یوں ادا کرنا کہ عذاب قبر اور عذاب دوزخ کا ذکر کرتے رہنا، ان عذابوں سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہنا، ایمان پر خاتمہ کی دولت حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتے رہنا اور دوسروں کو بھی ایسی ہی ترغیب فراہم کرتے رہنا غرضیکہ آپ کی کس کس ادا کا، کس کس صفت کا ذکر کیا جائے۔ انہی صفات جمیلہ کو اپنے دامن میں سمیٹ کر آپ 23 ذی قعدہ 1419ھ بمطابق 12 مارچ 1999ء بروز بدھ بوقت نماز مغرب اس جہان فانی سے تشریف لے گئیں۔ آپ کی تدفین قاضی محمد حسن کے روضہ اقدس کے برآمدے میں مشرقی جانب کو عمل میں لائی گئی۔

حضرت عزت شاہ وارثی سے روایت ہے کہ حضرت قاضی محمد حسن کے ہاں اولاد نہ تھی۔ سنگھوئی شریف سے حضرت قاضی محمد یوسف آپ کو اپنے ہمراہ حضرت سلطان باہو کے دربار شریف لے گئے۔ اس وقت کے سجادہ نشین حضرت امیر سلطان نے دربار شریف میں آپ کو ساتھ لے جا کر دعا فرمائی۔ اللہ پاک نے یہ دعا قبول فرمائی اور شادی کے چودہ برس بعد آپ کے ہاں اولاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ کے دو بڑے بیٹے قاضی محمد عابد حسین اور قاضی محمد اشفاق حضرت سلطان باہو کی اولاد پاک میں سے حضرت حبیب سلطان سے بیعت تھے۔ جب کہ حضرت کی اہلیہ محترمہ، آپ کی دونوں بیٹیاں اور آپ کے بیٹے قاضی نسیم احمد اور قاضی رئیس احمد حضرت سلطان العارفین کی اولاد ہی میں سے حضرت حافظ محمد فیض سلطان سے بیعت ہیں۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس گھرانے میں ایک جانب حضرت حافظ فیض سلطان کی وساطت سے سلسلہ طریقت کے حوالے سے بارگاہ غوثیت کا فیضان چل رہا ہے تو دوسری جانب آپ کے خانوادہ سلطان العارفین کا فرد ہونے کی بنا پر حضرت سلطان باہو کی بارگاہ عالی کا خصوصی فیضان بھی چل رہا ہے۔

حضرت قاضی صاحبؒ کے سب سے چھوٹے بیٹے قاضی رئیس احمد کو حضرت حافظ محمد فیض سلطانؒ نے 4- اپریل 1983ء کو بیعت میں لیا اور پہلی ہی نشست میں خلافت بھی عطا فرما دی۔ شہزادہ غوث اعظم حضرت پیر سید محمد انور شاہ گیلانی قادری نے 14 ستمبر 2003ء کو آپ کو قادریہ رزاقیہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، منصوریہ اور قلندریہ میں خلافت عطا فرمائی۔ بعد ازاں حافظ فیض سلطانؒ کے صاحبزادہ حضرت محمد نجیب سلطان نے بھی 25- اکتوبر، 2003ء کو سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا فرمادی۔ حضرت فیض سلطان کا سلسلہ طریقت حضرت سیدنا محمد جمال الدینؒ کی وساطت سے حضرت غوث اعظمؒ تک جا پہنچتا ہے۔



مزار مبارک حضرت غوث اعظمؒ

حضرت قاضی محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

معلومات سال ولادت، عمر شریف اور سال وصال

سال ولادت 1906 (عیسوی)

بہ الفاظ بحساب ابجد ”زمین خورشید طریقت“

سال ولادت 1324 (ہجری)

بہ الفاظ بحساب ابجد ”سطوت فقر و عرفان نبی“

عمر شریف 77 سال (بحساب سن عیسوی)

بہ الفاظ بحساب ابجد ”یاد نبی“ ”اللہ ہو“ ”جہاد دین“

سال وصال 1404 (ہجری) سال وصال 1983 (عیسوی)

بہ الفاظ بحساب ابجد

”مسعود شہر طریقت“

”عاشق خیر الانام“

”حسن و جمال ریاض صدقا“

”صاحب بستان معرفت“

”درخشان مخفل زندگی“

”قاضی محمد حسن، مرد با آگہی“

طارق سلطانی پوری

قاضیان نامہ

بہ مناسبت چاپ و نشر دو کتاب مستطاب اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف و تحفہ قادریہ

جام می بر لب بنوش از اولیای قاضیان
عشق حق در دل شدہ روشنگر نور خدا
جلوہ حق و عدالت در دلش رخشان شدہ
کاشف احوال و آثار و تصوف می کند
قاضی احمد قادری را دادہ نور معرفت
در قضاوت ہر کسی پیمانگر حرف وفا
محیی دین قادری، قاضی امیر کاروان
یگہ تاز دشت معنی، عارف عشق آست
قاضی احمد جی نظامی، چستی عرفان حق
تحفہ مہر و وفا از قادری مطبوع شد
قاضی حسن عمل آمد محمد قادری
این رئیس احمد محمد قادری شیخ الشیوخ
افتخار احمد کہ باشد حافظہ قرآن حق
درکہ دھوک قاضیان تخت پری گلشن شدہ
یک دل و یکسان ببین جملہ مرید قاضیان
بلبلان نغمہ سرایند و گلستان خوش گوار
دلگشا این آستان عالیہ سلطانیہ
کوشش این افتخار احمد شدہ سرمشق ما
مست و شادان در طریق اوصیای قاضیان
قاضی عرفان، محمد رہنمای قاضیان
آمدہ رخشندگی صلح و صفای قاضیان
قاضی ما این رئیس احمدنوی قاضیان
چون کہ باشد محور پیک و صدای قاضیان
این بود عہد محبت از وفای قاضیان
شہسوار عاشقی شد خاک پای قاضیان
سبزہ زاران بہار و دلربای قاضیان
مشعل راہ حقیقت دلگشای قاضیان
واقف راز خفا و ہم جلای قاضیان
آن کہ ہمنام حسن شمس الضحای قاضیان
دو حہ علم و ادب بدرالذجای قاضیان
ہمدل دانا رئیس احمد، قضای قاضیان
چون رواہ از پندی آمد خاک جای قاضیان
لنگر دھوک قاضیان شیرین ادای قاضیان
رہرو راہ وفا حیرت دعای قاضیان
قادریہ از رئیس احمد عطای قاضیان
او کہ در سیر و سفر شد ہمنوی قاضیان

افتخار احمد زده نقش وفای قاضیان
 هر گلستان جلوه گاه اولیای قاضیان
 شاعر شیرین سخن در راستای قاضیان
 ہم به تاریخ دیگر هجری نمای قاضیان
 این به هجری شمسی آمد از صلی قاضیان
 گوهر آملی صداقت اقتضای قاضیان
 افتخار احمد که باشد رهنمای قاضیان
 هجرت پاک محمد ص، شد هوای قاضیان
 مردم مؤمن همه در اقتضای قاضیان
 آزمایشگاه عشق حق شفای قاضیان
 ساکن درگاه عرفان بیت العلیای قاضیان
 چشمه جوشان بدان هر آشنای قاضیان
 رشته محکم شده در حلق ونای قاضیان
 نور حق، قرآن حق، فیض ضیای قاضیان
 گلشن فارسی بخوان باهوی و های قاضیان

تحفه نور خدا از قادری گوهر نشان
 شهرک دھوک قاضیان شد محفل شعر و سخن
 در حروف ابجد آمد جملہ تاریخ کتاب
 بحر عرفان قادریہ تحفه، آمد دلگشا
 بوستان گل قادریہ تحفه، تاریخ آمده
 قادریہ تحفه فرزند قمر طلعت، بسود
 قادریہ تحفه آثار فتح، مطبوع شد
 صبح نوروز اولیای دھوک قاضیان، تاریخ دان
 اولیای قاضیان دھوک کار ساز بی نیاز،
 جلوه گاه انوری دھوک قاضیان اولیاء،
 مسکن مألوف اولیای دھوک قاضیان،
 قاضیان اولیای دھوک کاخ دلفروز،
 شرح شوق اولیای قاضیان دھوک دل،
 من همی خوانم دعا و توهمی آمین بگو
 روز و شب باشد رہا، نغمہ سران عاشقان

سرودہ: - ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "ربا"

ڈاکٹر یاسین تسبیحی بخش اولیای قاضیان

مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد

قطعَاتِ تاریخ (سالِ طباعت)

کتابِ فیضِ مآب ”اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف“

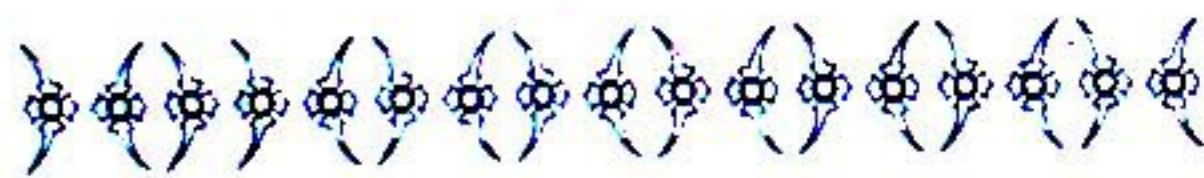
سالِ اشاعت 1424 ہجری - 2003 عیسوی

”منہاج شہر فیضانِ نبوت“ 1424 ہجری ”زیبا باغِ عرفان“ 1424 ہجری

افتخار احمد نے دی ترتیب ، الحمد
نفاست سے کئے مرقوم اس میں
مقامِ فیضِ حق ہے ”قاضیاں ڈھوک“
زیارت گاہِ مخلوقِ خدا ہیں
مجانِ خدا و سرورِ دیں
کرم یابِ جنابِ غوثِ اعظم
چراغِ راہ ہیں تاریکیوں میں
قلوب، اذہان کر دیتی ہے تبدیل
نظر کرتی ہے کام ان کی ، جہاں پر
کتابِ آگہی بخش و پُر انوار
عبادِ پاک کے احوال و آثار
جہاں ہیں اولیائے حق ضیا بار
ان عالی مرتبت بندوں کے دربار
مجلئی جن کی سیرت جن کا کردار
تہ دامانِ لطفِ شاہِ ابرار
ہدایت کے یہ ہیں لاریب مینار
ہے ایسی انقلابی ان کی گفتار
نتیجہ خیز ہے خنجر نہ تلوار

نہیں رحلت سے ان کا منقطع فیض

خزاں نا آشنا ہے اُن کا گلزار



”منہاج فیض حضور“ 2003 عیسوی

”تذکرہ وہاج اولیائے خدا“ 2003 عیسوی

کتاب ایمان پرور ہے یہ بے شک
رئیس احمد کا ہے یہ معتبر کار
حقیقت آشنا ہے خود بھی، اس نے
حقیقت کا کیا ہے خوب اظہار
مشرف فیض باہو سے وہ خوش بخت
نمائندہ اختیار کرم گار
معاون افتخار احمد ہے اس کا
کتب تحریر کیں جس نے لگاتار
انہیں ہم داد دیں بھر پور طارق
وہ تحسین و ستائش کے ہیں حق دار
کتاب خوب کا سال اشاعت
کہا ہے، ”دلنواز اذکار ابرار“

1424

ارمغان نیاز: منجانب: ”سگ باب پاک شہ بغداد“ (1424 ہجری)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانی پوری

”منظہرِ اخیارِ طیبہ“ 1983 (عیسوی)

قاضی محمد حسن قادری (قطعہ تاریخ سالِ وصال)

نہیں محروم فیضِ اہل حق سے
 یہ ارضِ پاک یہ خوش بخت دھرتی
 ضیائے فقر و نورِ عشق سے ہے
 قریب و دور سے موجود اس میں
 یہیں ہے مرکزِ حق ”قاضیاں ڈھوک“
 فرشتوں کی طرح تھی روح اس کی
 محبت و عاشقِ محبوب یزداں
 خدا کی یاد اس کا مایہِ زیست
 عزیز از جاں درود و نعت اس کو
 بہ ہر حالت عمل پیرائے سنت
 نشانِ عظمتِ اسلاف لاریب
 دکھایا عمر بھر خلقِ خدا کو
 وجود اس کا زمانے کی سعادت
 حسابِ لطفِ حق اس کی لحد پر
 وصالِ قادری ”قاضی حسن“ کا
 کہا سن، ”منظہرِ اخیارِ طیبہ“

1983

طارق سلطانی پوری

کتاب اولیائے ڈھوک قاضیاں پر سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ کے تاثرات

زیر نظر کتاب اولیائے ڈھوک قاضیاں کا ایک مختصر سا تذکرہ ہے۔ عرصہ دراز سے اہل محبت و عقیدت کی یہ آرزو تھی کہ اس مرکز سے تعلق رکھنے والے بزرگوں پر کچھ لکھا جانا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان نفوس قدسیہ کی زندگیوں اور ان کے مشن سے شناسائی حاصل ہو نیز مستقبل میں آنے والی نسلیں بھی رہنمائی حاصل کر سکیں۔ میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ جناب حافظ افتخار احمد قادری نے یہ سعادت عظیم حاصل کرنے کا بیڑا اٹھایا اور شب و روز کی محنت شاقہ کے بعد اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

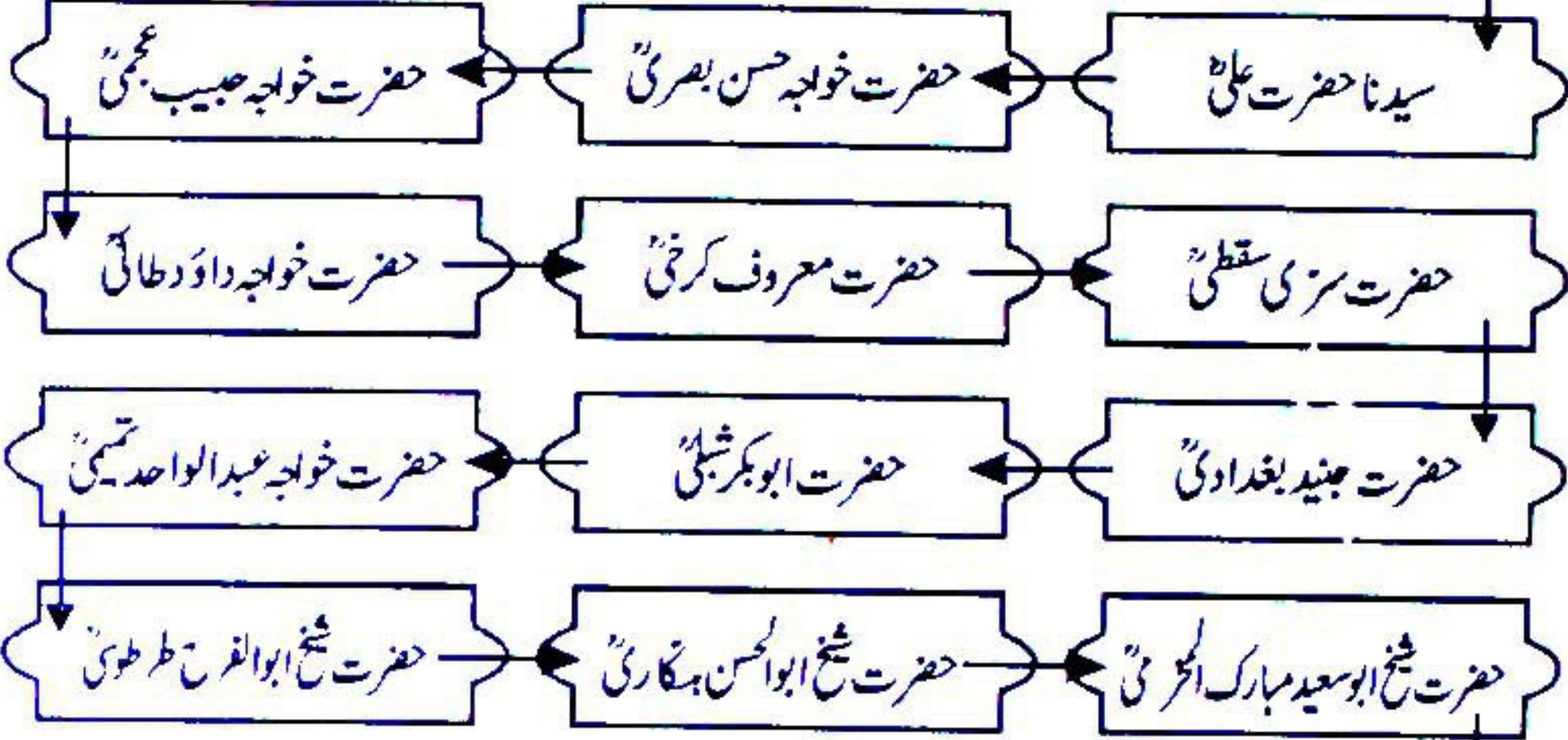
ڈھوک قاضیاں کے مرکز اولیاء کے حوالے سے یہ پہلی کوشش ہے ہر ممکن حد تک اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ تذکرہ مضبوط اور مستند روایات پر مشتمل ہو۔ زیادہ توجہ اس امر پر مرکوز کی گئی ہے کہ تذکرے کو افسانوی رنگ نہ دیا جائے بلکہ بزرگوں کے اصل مقصد زندگی کو اجاگر کیا جائے تاکہ دور جدید کے انسان تک یہ بات پہنچائی جاسکے کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے؟ حقیقی صوفیاء کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور یہ لوگ معاشرے کی تعمیر میں کتنا اہم کردار ادا کرتے ہیں؟ محترم حافظ صاحب ہم سب کے بالخصوص اراکین بزم غلامانِ غوث اعظمؒ کے خصوصی شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک انتہائی اہم کام کی بنیاد ڈال دی ہے۔ اب ہم اولیائے ڈھوک قاضیاں کے عقیدت مندوں کا فرض بنتا ہے کہ میدان میں آئیں اور اس شعبے میں مزید کام کریں تاکہ ہمارے بزرگوں کا ایک ضخیم سا تذکرہ وجود میں آسکے، آئندہ آنے والی نسلوں کے سامنے ان اکابر کی پوری تاریخ موجود ہو اور وہ ان قدسی صفات شخصیات سے کما حقہ شناسا بھی ہو سکیں اور ان سے فیضان بھی حاصل کر سکیں۔

محمد رفیع
قاضی رئیس احمد قادری

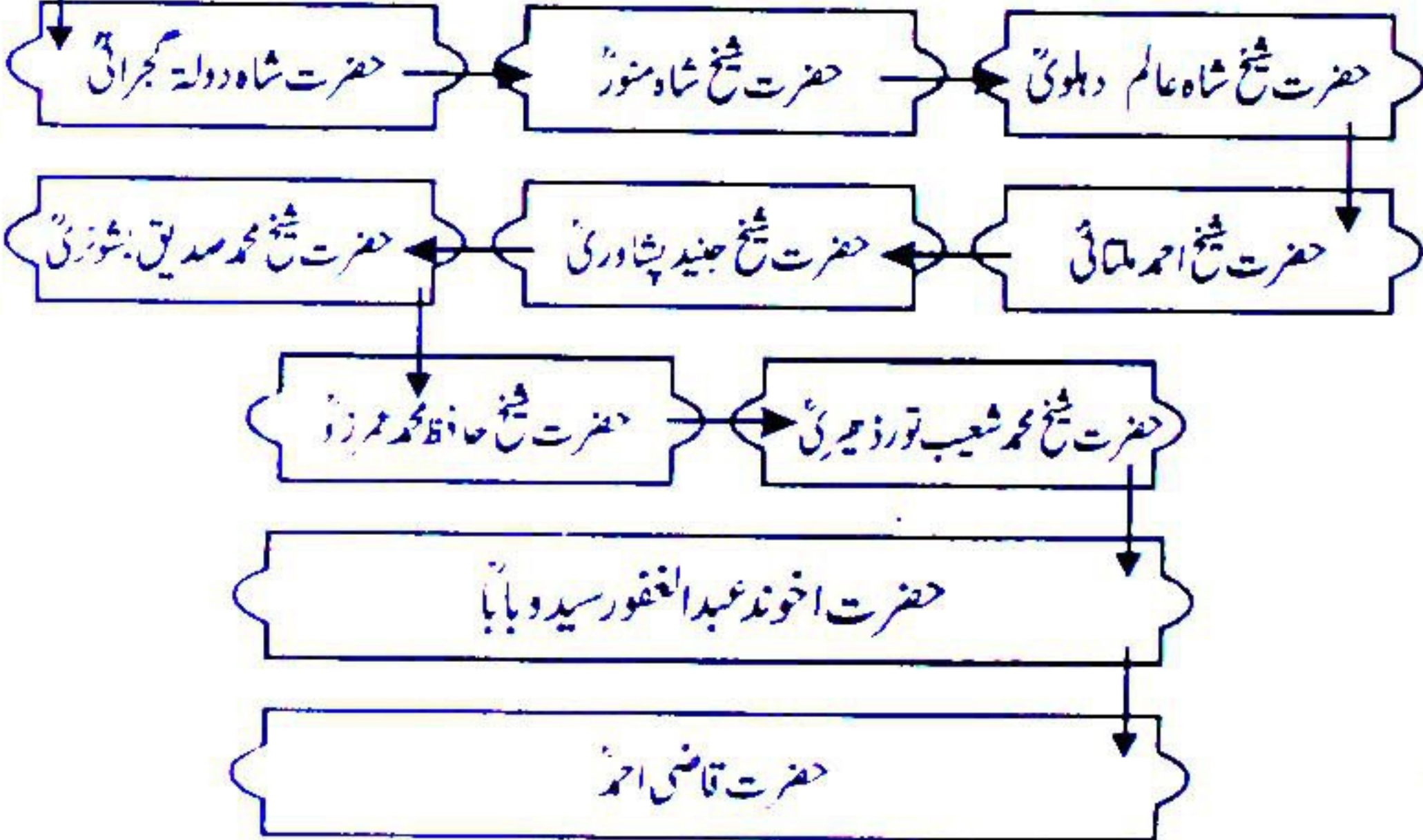
آستانہ عالیہ قادریہ ڈھوک قاضیاں

حضرت قاضی احمد قادریؒ کا شجرہ طریقت (قادریہ)

حضرت سیدنا و مولانا محمد علیؒ صلی اللہ علیہ وسلم



حضرت شیخ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ



نوٹ:- اس شجرہ کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد حاصل کی گئی ہے۔

۱۔ مرآت الاولیاء تالیف شیخ محمد شعیب تصحیح و تفسیر و تعلیقات ڈاکٹر غلام ناصر مروت

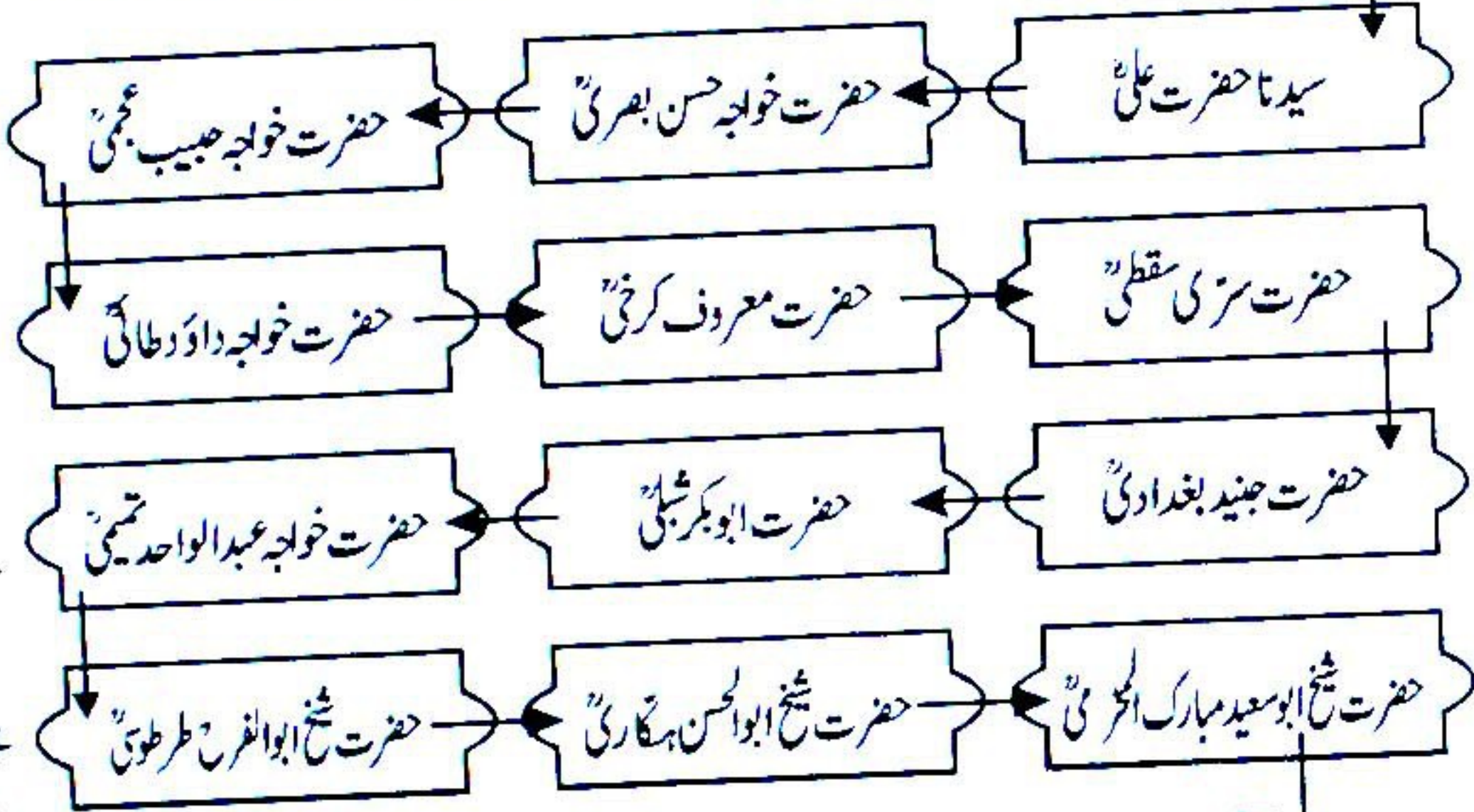
(مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، 2001ء)

۲۔ تصوف اولیاء نامگی شریف اور تحفہ پاکستان تصنیف پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید راہتی یونیورسٹی

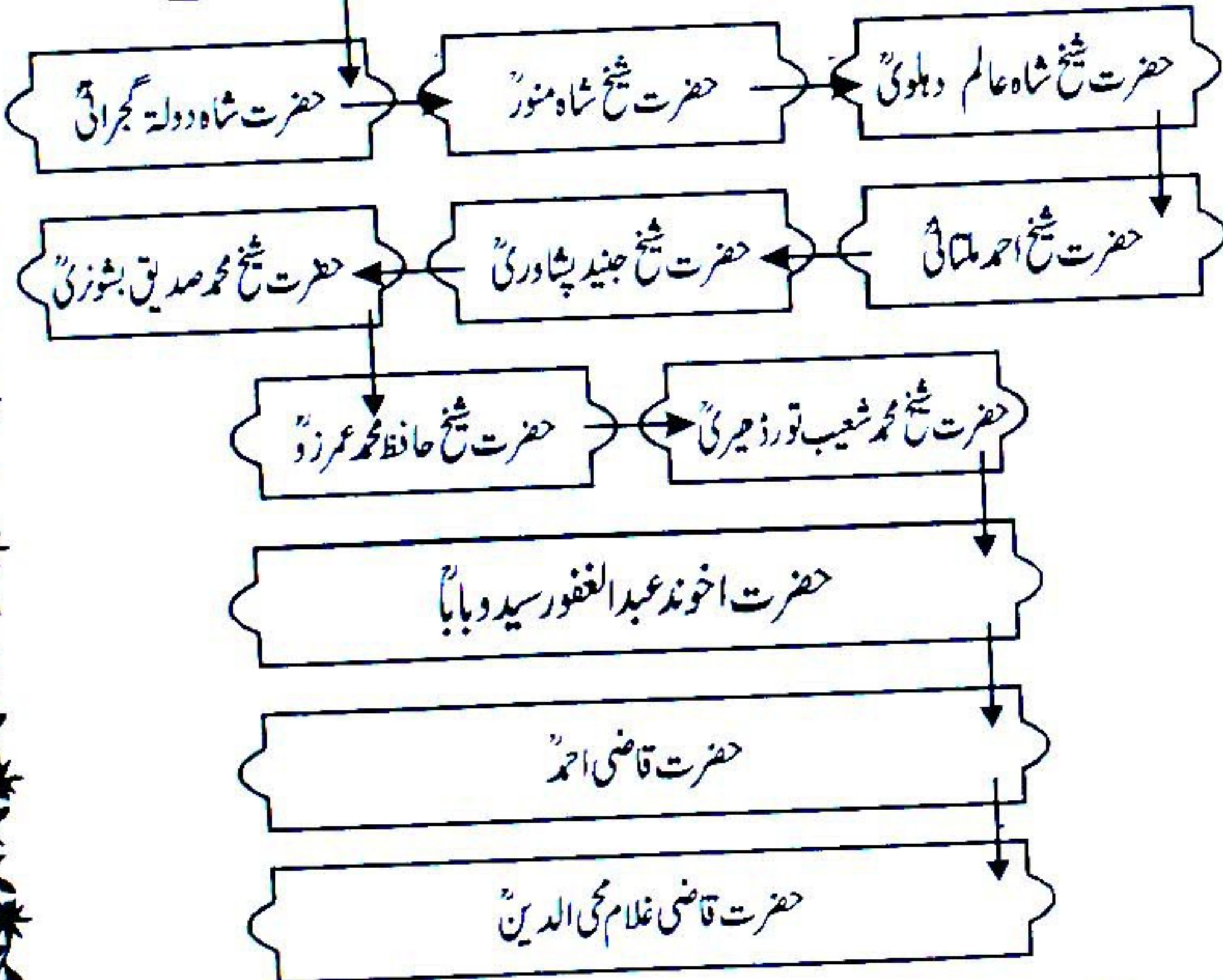
(مطبوعہ اولیاء اکیڈمی، پاکستان، 1993ء)

حضرت قاضی غلام محی الدین کا شجرہ طریقت (قادریہ)

حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

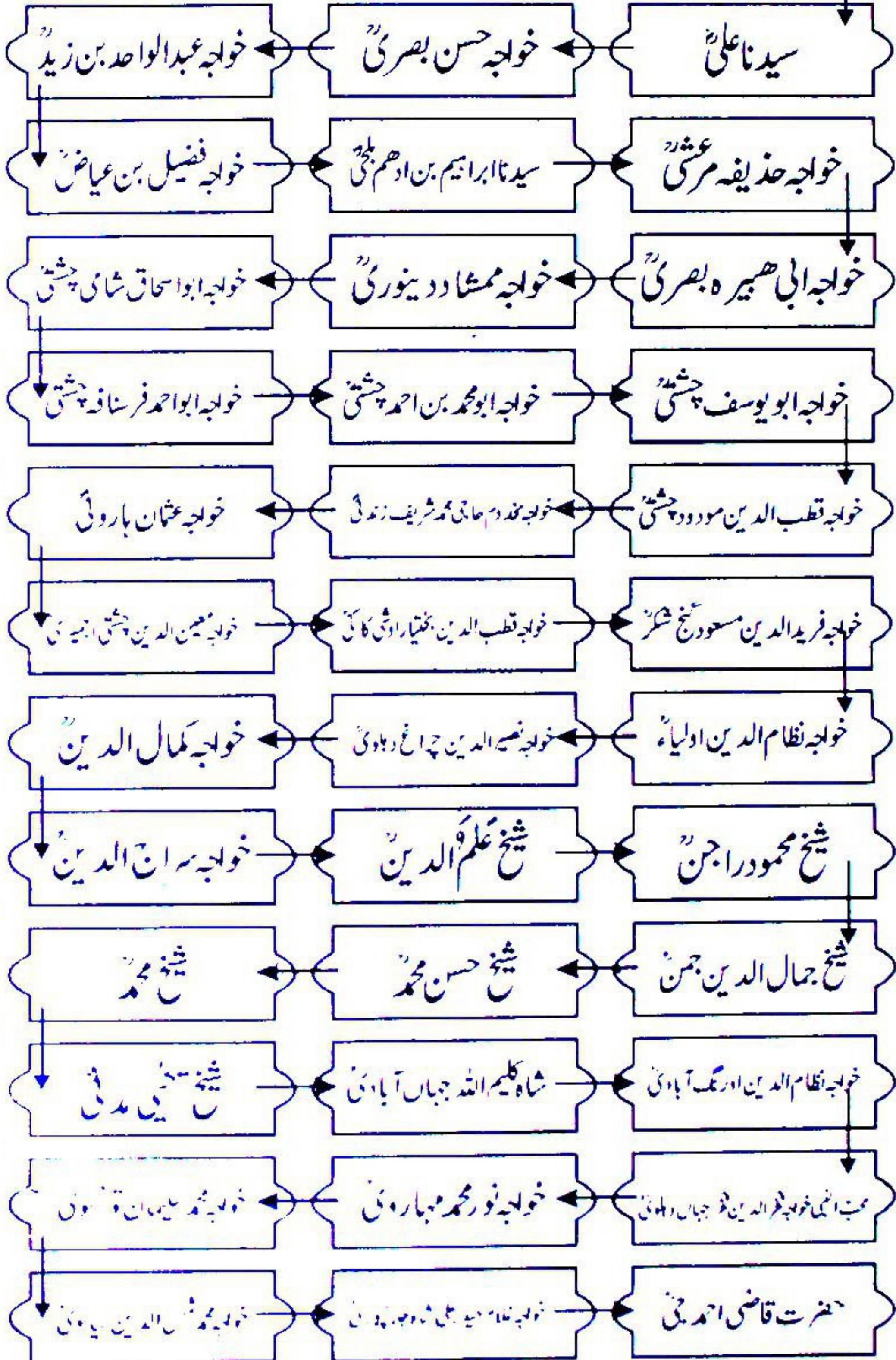


حضرت شیخ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ



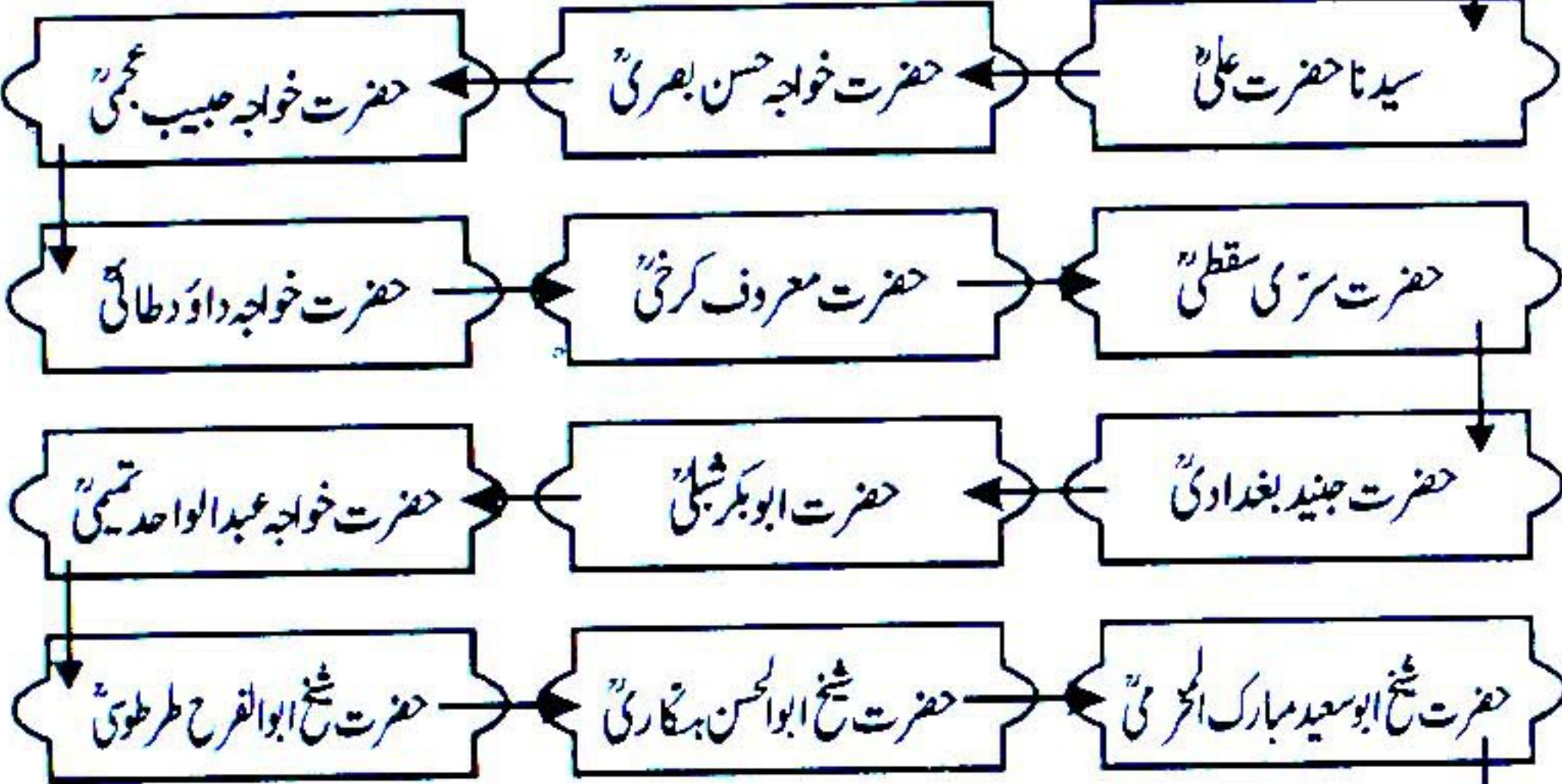
حضرت قاضی احمد جی کا شجرہ طریقت (چشتیہ نظامیہ)

حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

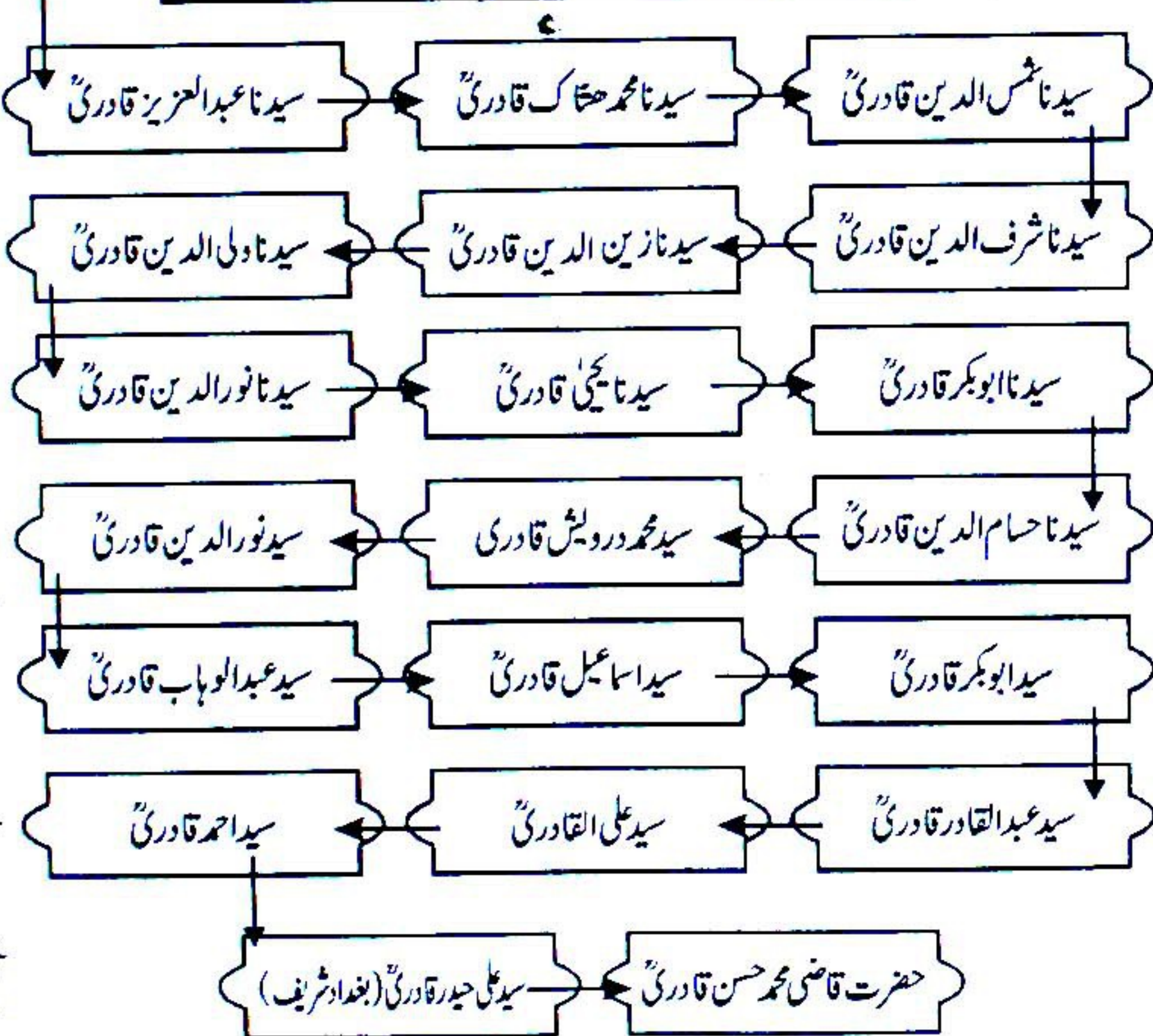


شجرہ طریقت حضرت قاضی محمد حسن قادری (قادریہ عزیزہ)

حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

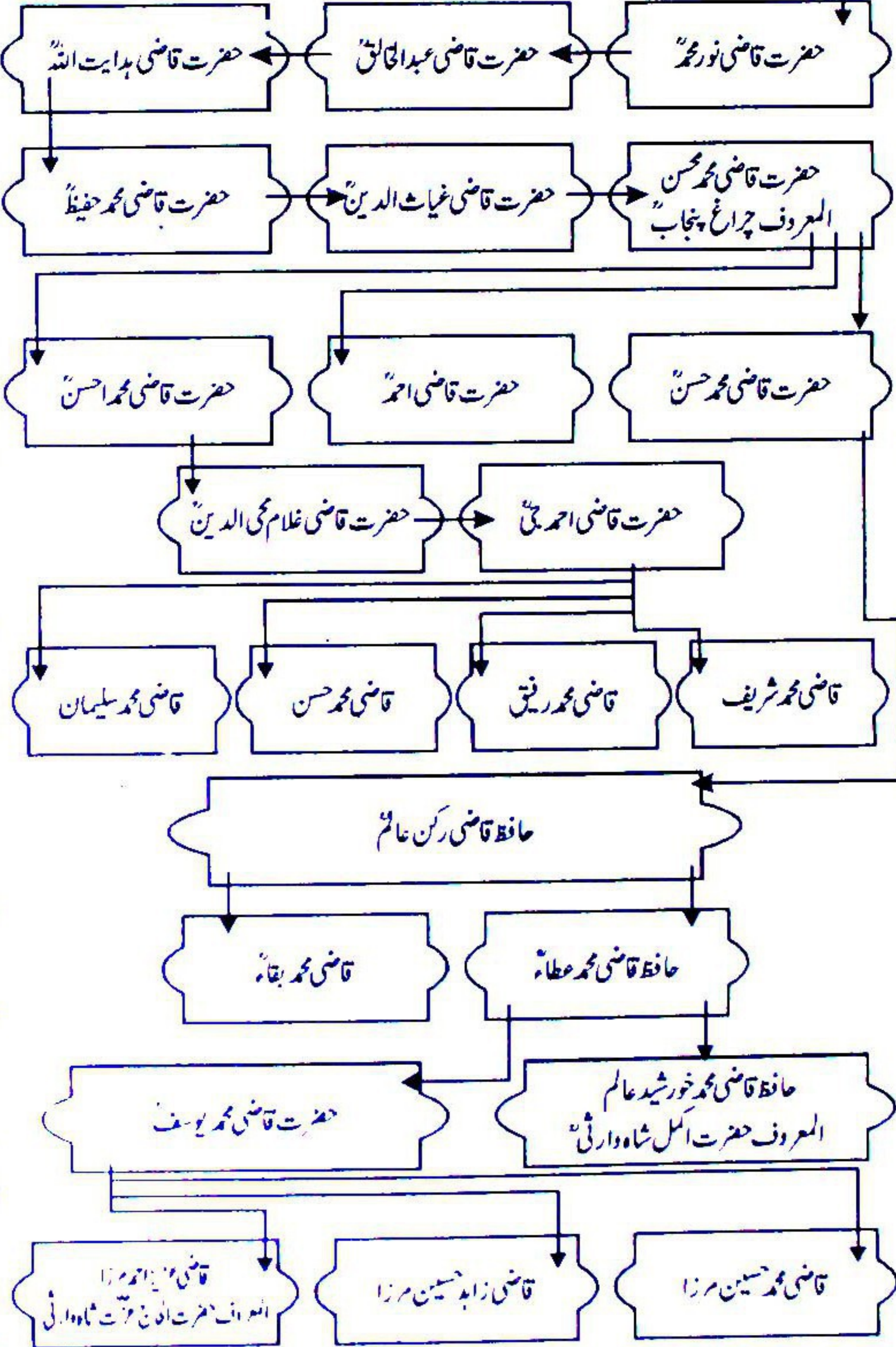


حضرت شیخ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ



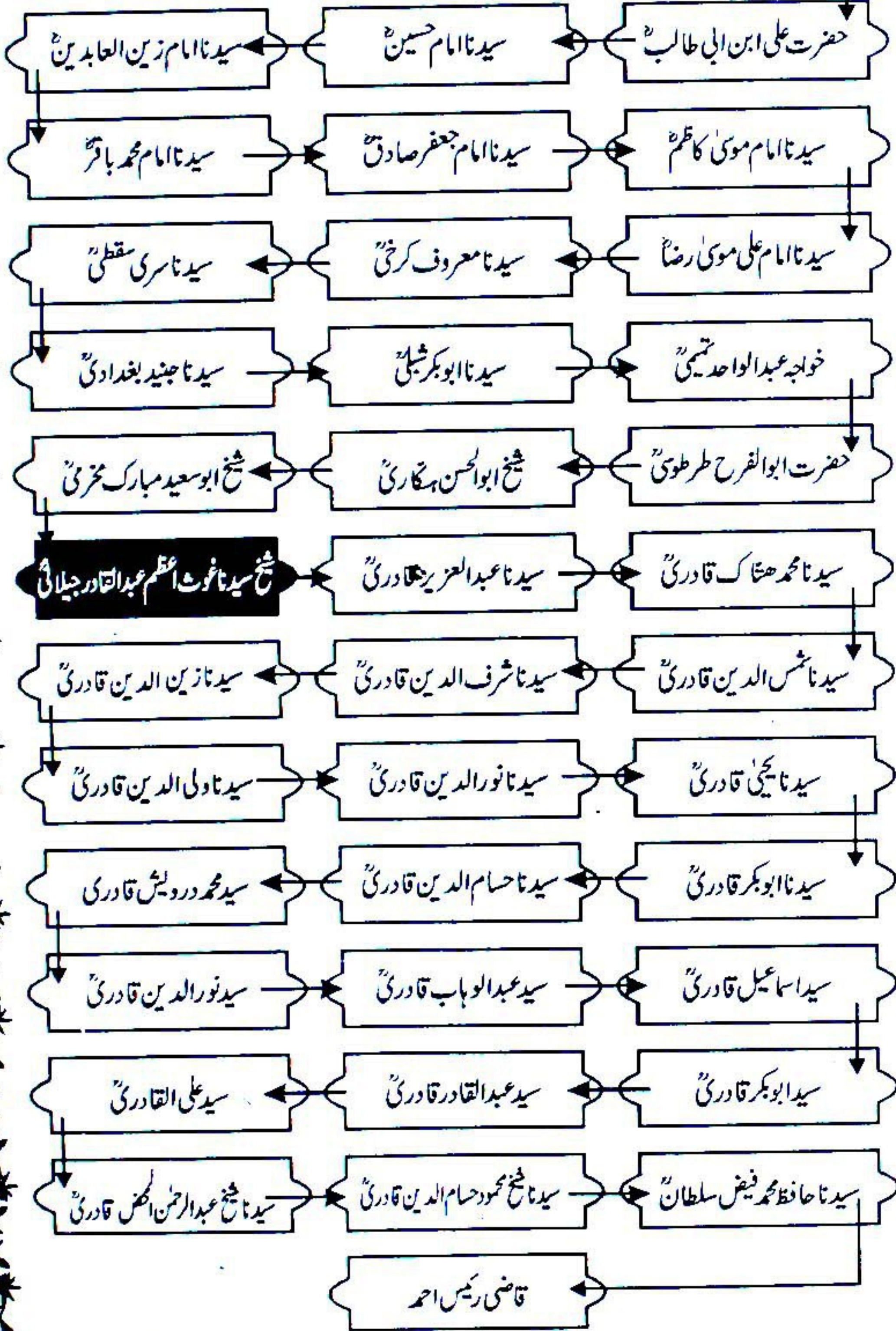
حضرت قاضی محمد حسن قادری کا شجرہ نسب

حضرت قاضی فتح محمد



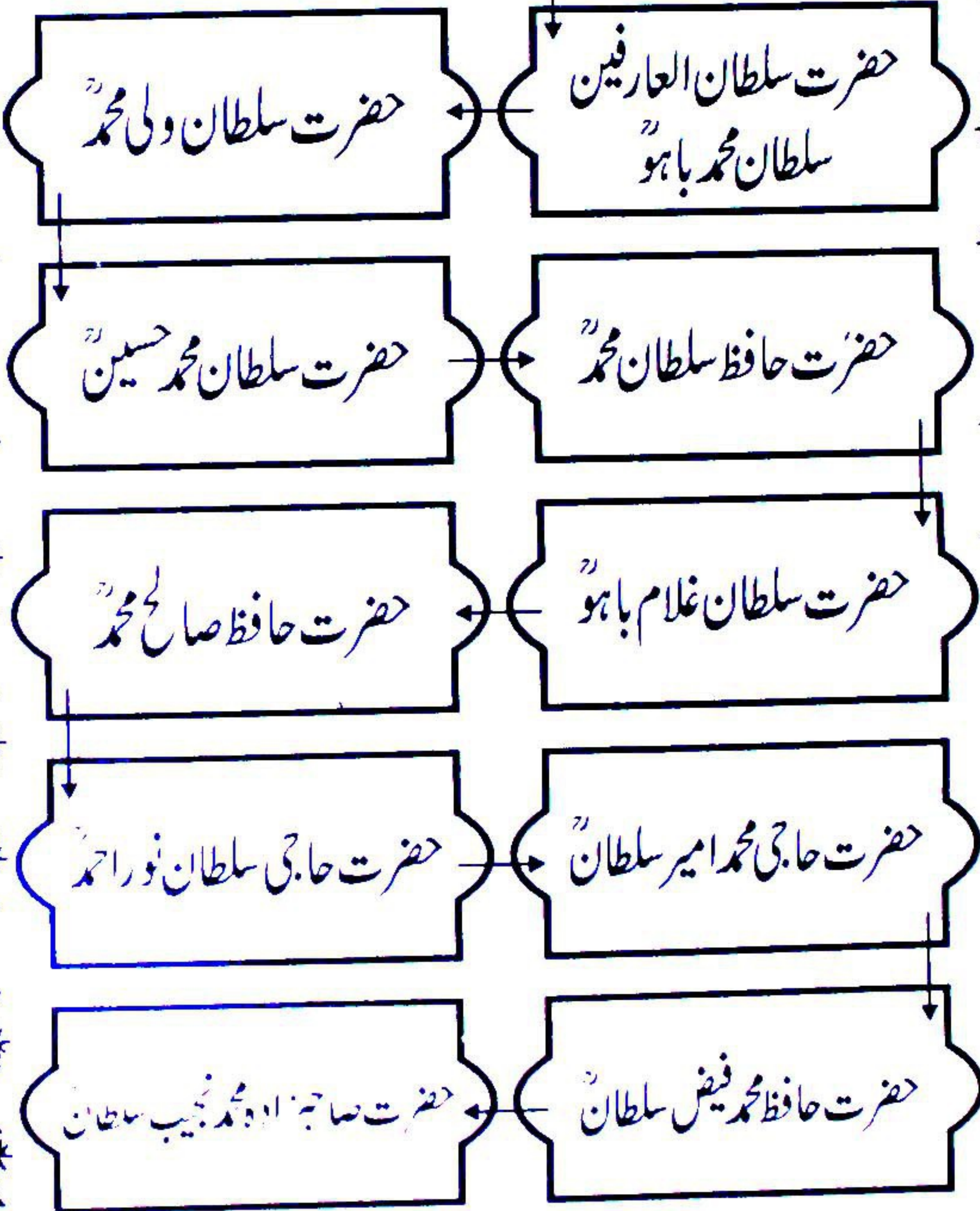
قاضی رئیس احمد قادری کا شجرہ طریقت (قادریہ)

حضرت سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم



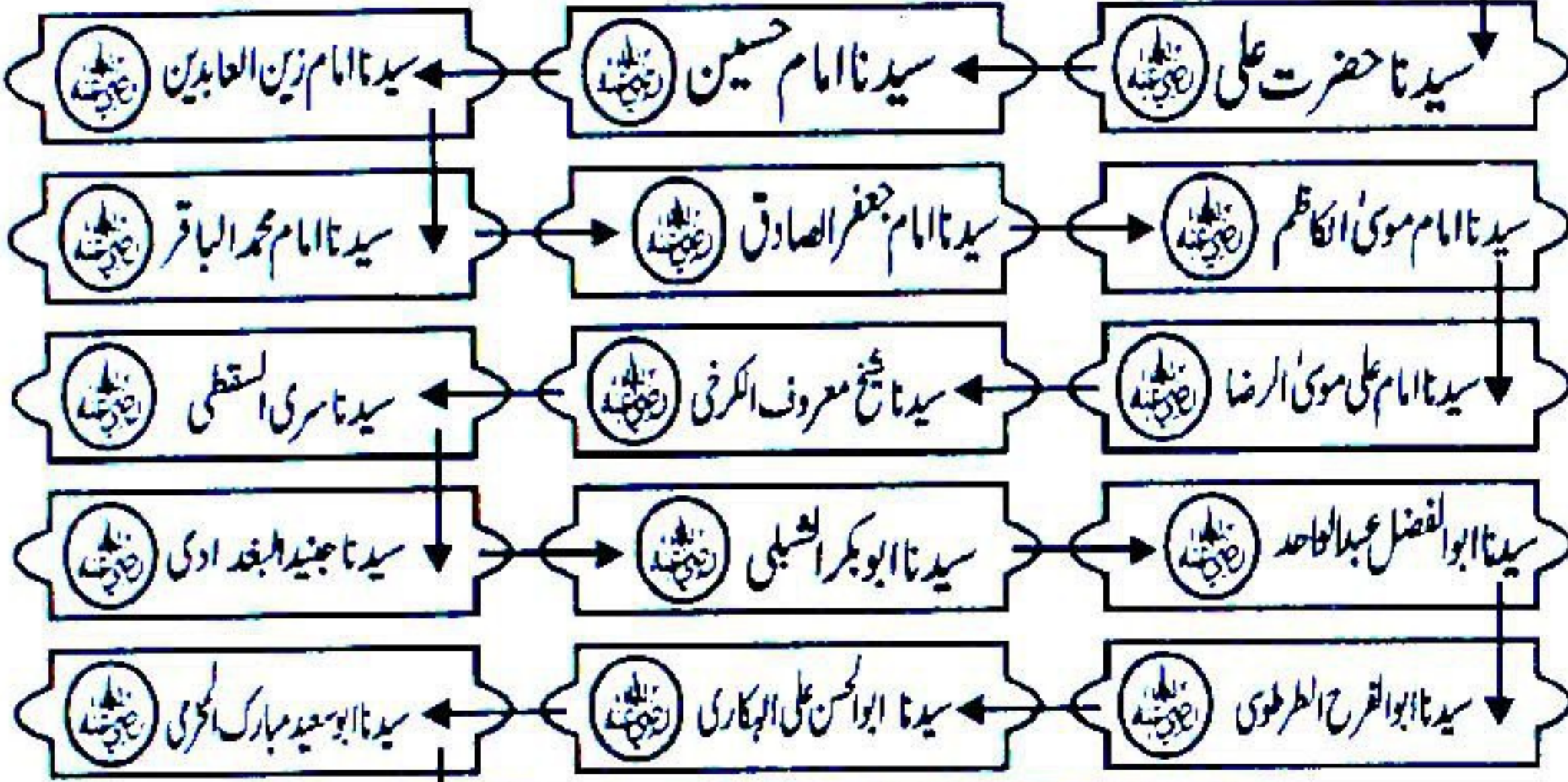
قاضی رئیس احمد کے مرشد
حضرت حافظ محمد فیض سلطان کا شجرہ نسب

حضرت بازید محمدؒ

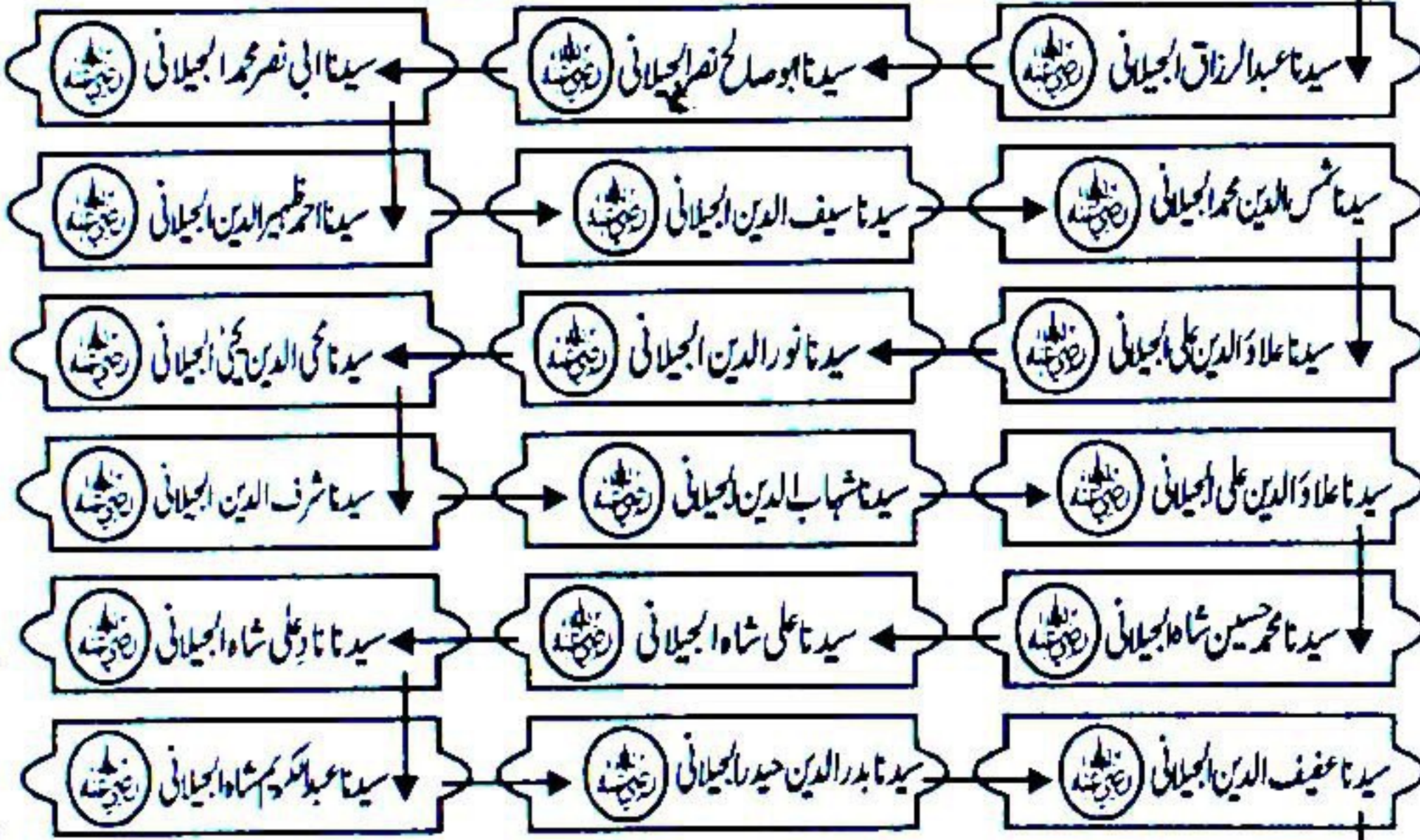


شجرہ طریقت (سلسلہ قادریہ)

سید الانبیاء والمرسلین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



شہنشاہ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی (رضی اللہ عنہ)

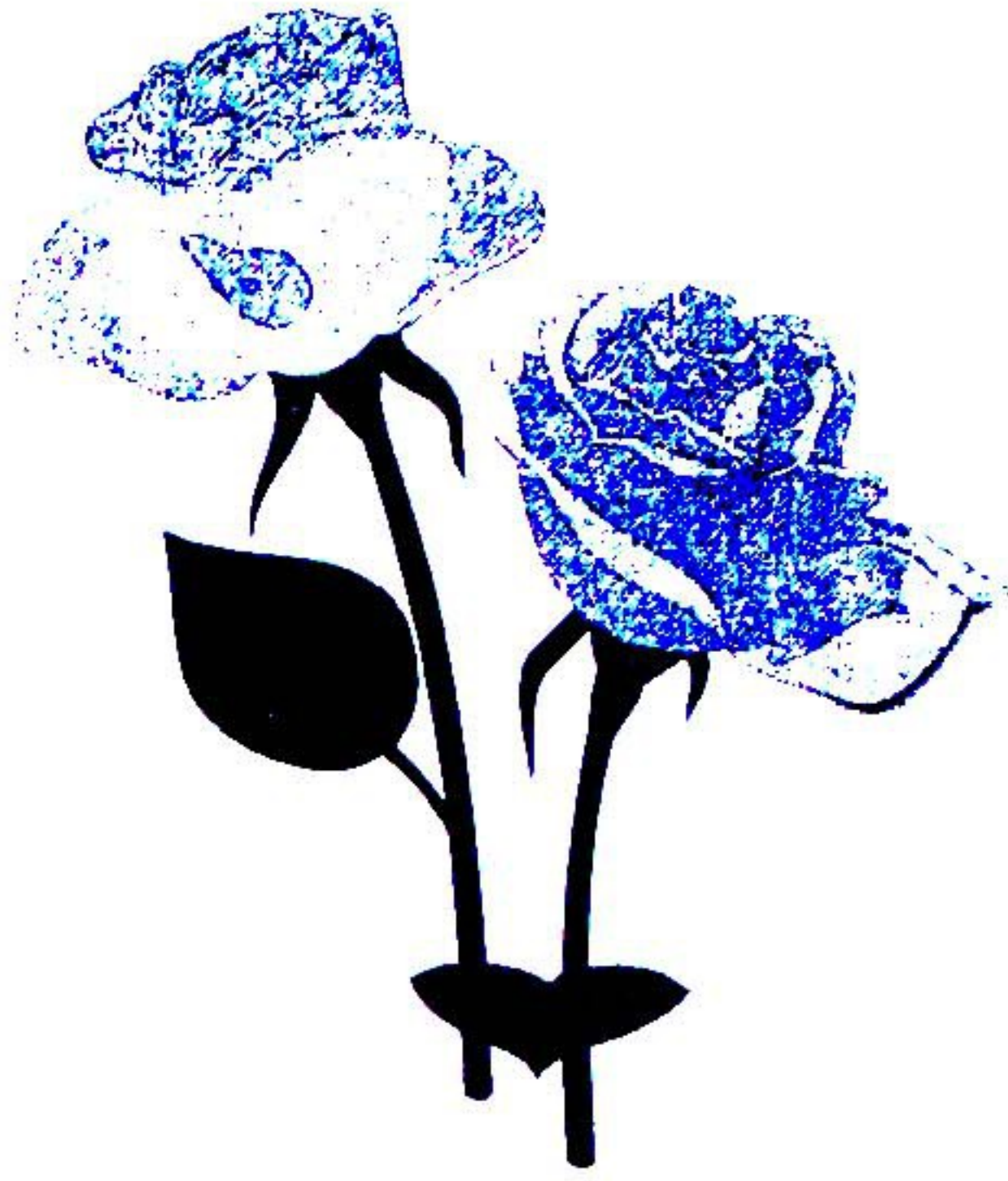


سیدنا عبداللہ المعروف سید بادشاہ الجیلانی (رضی اللہ عنہ)

السید محمد النور الجیلانی القادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سدرہ شریف

قاضی رئیس احمد

شرف خرقہ خلافت
14 ستمبر 2003ء



آستانہ عالیہ قادریہ سلطانیہ ڈھوک قاضیان شریف میں سالانہ محافل

- ☆ محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ☆ محفل حمد و نعت
- ☆ عرس سیدنا شیخ عبدالقادر الکیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ عرس حضرت قاضی محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ محفل ایصال ثواب برائے والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا
- ☆ محفل ایصال ثواب برائے والدہ ماجدہ حضرت قاضی رئیس احمد

مرتب کتاب ہذا افتخار احمد حافظ قادری کی بلاد اسلامیہ کے آٹھ ممالک
(حجاز مقدس / عراق / شام / ایران / افغانستان / ترکی / اردن / پاکستان)
میں مقامات مقدسہ پر آٹھ کتب کا تعارف

| نام کتاب | تعداد صفحات | B/W تصاویر | رنگین تصاویر |
|------------------------|-------------|------------|--------------|
| زیارات مقدسہ | 248 | 7 | 88 |
| سفر ایران و افغانستان | 296 | 28 | 61 |
| دیار حبیب ﷺ | 300 | 51 | 60 |
| سرزمین انبیاء و اولیاء | 112 | -- | 212 |
| زیارات اولیائے پاکستان | 112 | -- | 212 |
| سرکارِ غوثِ اعظمؒ | 256 | 2 | 37 |
| زیارات شام | 112 | -- | 120 |
| شہر رسول ﷺ | 112 | 60 | 61 |
| میزان | 1548 | 148 | 851 |

(نوٹ): - ہر کتاب کا ہدیہ مبلغ -/250 روپے ہے لیکن آٹھ کتب کا مکمل سیٹ
خصوصی رعایت کے ساتھ
مبلغ -/1600 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ملنے کا پتہ:-

افتخار احمد حافظ قادری

999/A-6، گلی نمبر 9، افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔ فون: 5510854

ڈھوک قاضیاں شریف

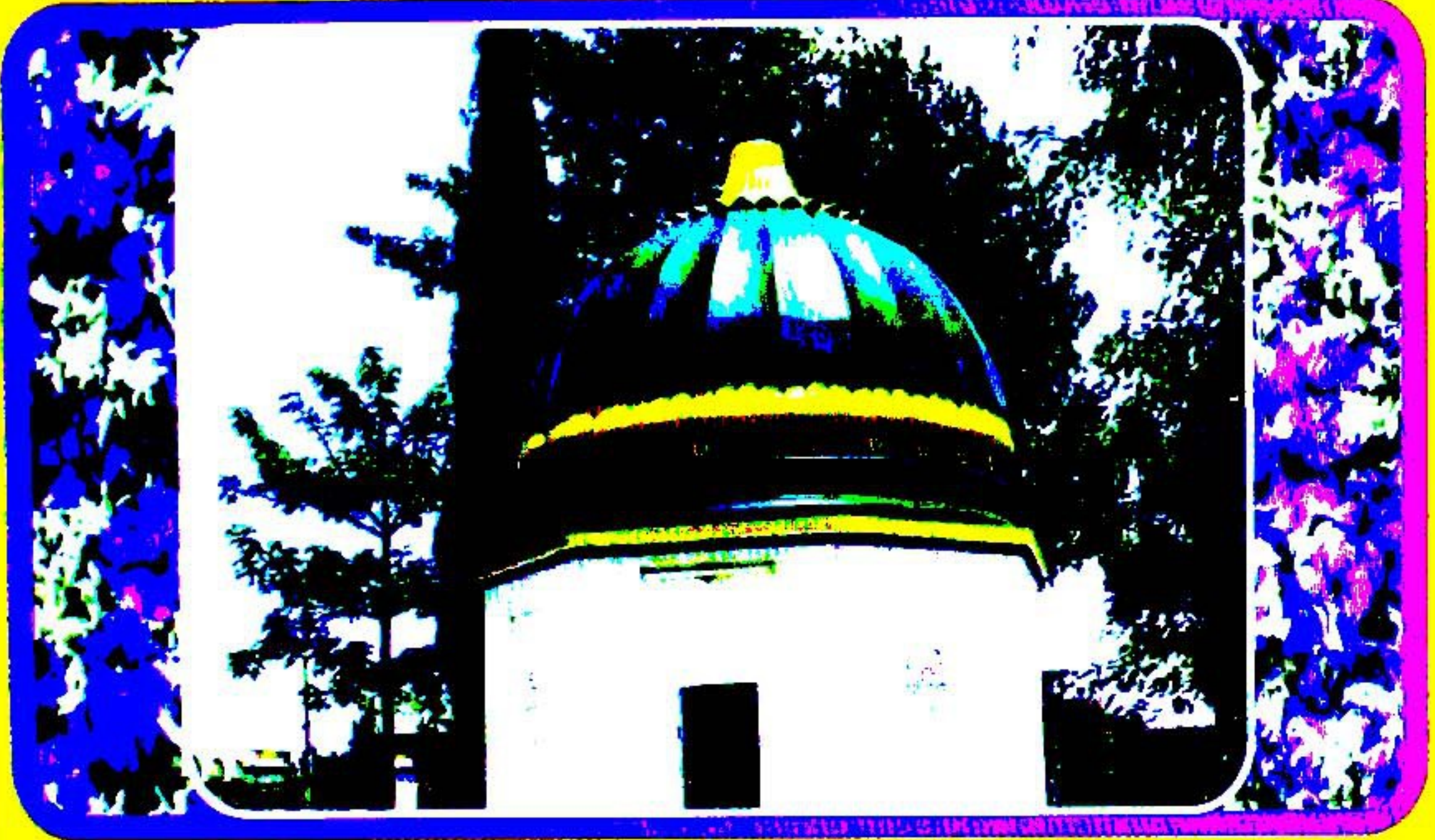


مسجد سیدنا عثمان غنیؓ (ڈھوک قاضیاں شریف کی قدیم ترین مسجد)



مزار اہر انوار حضرت قاضی احمد قادریؒ

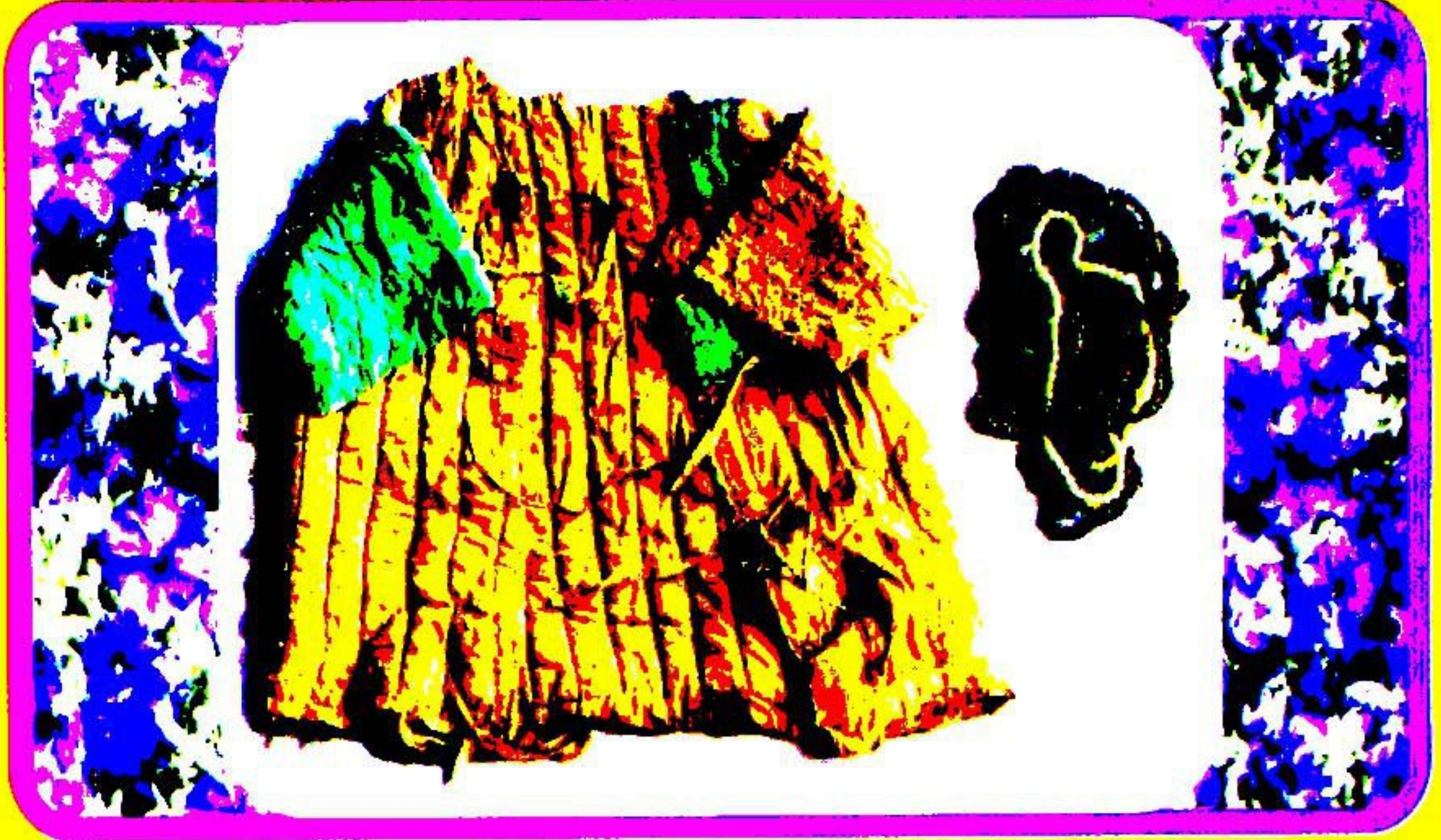
ڈھوک قاضیان شریف



بیرونی و اندرونی مناظر مزارات مبارکہ
حضرت قاضی غلام محی الدینؒ و حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامیؒ



ٹھوک قاضی شریف



تبرکات مبارکہ حضرت قاضی غلام محی الدین
 و حضرت قاضی احمد جی چشتی نظامی



ڈھوک قاضیاں شریف



شمیہ مبارک حضرت قاضی احمد جی ہشتی نظامیؒ



شمیہ مبارک حضرت قاضی غلام محی الدینؒ

ڈھوک قاضی شریف



بیرونی منظر مزار مبارک تاجدارِ ڈھوک قاضیاں شریف حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ



مرکز تجلیاتِ عشق و عرفان حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ

ٹھوک قاضی شریف

الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ (الحديث)



مزار مبارک والدہ محترمہ حضرت قاضی رئیس احمد قادری



تبرکات مبارکہ پیکر صدق و صفا حضرت قاضی محمد حسن قادری

ٹھوک قاضیاں شریف



چند قلمی نسخہ جات اور قادریہ سلطانیہ
لائبریری کا ایک عمومی منظر



ڈھوک قاضیاں شریف



بحسبہ صدق و صداقت حضرت قاضی محمد حسن قادریؒ



کتاب دوست و کتاب شناس سجادہ نشین آستانہ ڈھوک قاضیاں شریف حضرت قاضی رئیس احمد قادری

یا قَادِرُ

احمد لہدہ والمنتہ کہ یہ کتاب ستطاب فیض انتساب در کمالات مقبول بارگاہ صمد
مصدر فیوضات حضرت احد حضرت قدوة العارفین زبدة السالکین حاجی
عبداللہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ
از تصنیف لطیف شاعر فصیح البیان منشی الہی بخش صتا۔ الموم۔

تحفہ قادریہ

حسب ارشاد نبی بنیاد واقف راز خفی و جلی قاضی صاحب قاضی احمد جی سند
پشتی النظامی السیماانی الحجیری و جناب فقیر محمد و سید محمد صاحبان جوان
کتب شہر تخت پٹری ڈاکخانہ ریوات ضلع راو لپنڈی۔ ملک پنجاب
باہتمام خاکپلے درویشان غلام احمد خان بریان مترجم کتب

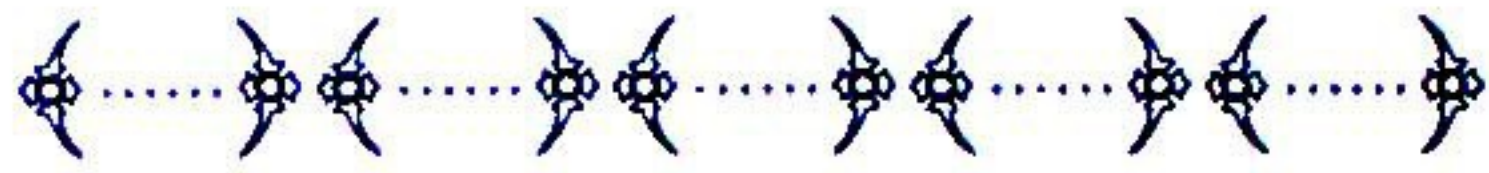
مسلّم پرین ملی پٹن خلیہ طبع سہی محلی ہونی

ایک صدی قبل شائع ہونے والی کتاب "تحفہ قادریہ" کا پہلا صفحہ

حمد باری تعالیٰ

بے حد حمد حمید نُوں آکھاں اوہ سب حمداں والی
مکن تھیں چودہ طَبَق بنائے، ہور ہر شے نالو نالی
لئیں گمبندہ شئی کوئی مثل نہ اوس دے اوہ بیچون و بیچکونی
ذات صفات اوس سبہ تھیں بالا بے شبہ تے بے نمونی
مِن خَبْلِ الْوَرِيدِ تے کرو عقیدہ جیوں آپ اُس نے فرمایا
وچ قرآن کمال ہویدا جیوں ظاہر کر سکھلایا
نہ کھاندا نہ پیندا ہر گز آتے نہ سوندا نہ بہندا
رَبِّ شَش جہاتوں خالی ایہہ تے نہ فکراں وچ رہندا
صفت اوس دی بے انت نیاری سمجھا وچہ نہ آوے
اوہ ہر جیو تائین رزق دہندہ یہی خالی کوئی نہ جاوے
بعضیان وچ ہوا دے دیندا تے بعضیان وچ دریانواں
ہور کیڑے پتھر اندر روزی دیندا ہر جیو تھانواں
کچھو کچھو سمندر اندر کہیں لکھ کر وڑاں
جیوں کھانوں رزق خدا دا سمجھی کُن طپورتے ہوراں
اِنْسِ زَادِ جَنِّ و بھوت پریتا رب ہر ہر روزی دیندا
اوہ رزقوں کوئی نہ خالی چھوڑے جو لکھیا سو دیندا
ہک مشرق طرفہ مُلک مسیدا اللہ پاک بنایا
اوس ملک وچ خالص مُقبلِ رَبِّ ہر ہک بندہ پایا

ہک ذرہ عیب اونہان تہین ظاہر نہویا کدی نہ ہوسی
 کیوں بے نام شیطان دا او نہان نہ سفینا خلل نہ پوسی
 اوہ کھا نون رزق خدا دا دائم تے دم دم یاد کریندے
 سارے دین نبی دے اندر پہی مشغل ہمیش دہریندے



باب در بیان نعت سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم

پاک محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اوہ سرور دوہان جہانان
 رب پاک محمد تائین دتا لولاک خطاب خزانان
 یعنی ایہ فرقان مجید جو رب دے طرفون آیاء
 جو کچھ ہویا جو کچھ ہوسی رب ظاہر کر سکھایا
 پاک محمد مرسل خاصہ وچ مرسل ختم رسولان
 نورون نور جدا رب کیتا پہی نورون ایہ مقبولان
 یعنی خواہش جناب الہی از نور تبحر بیون پایا
 مہر نبوت اسدے تائین رب دتی شان ددھایا
 جد حشر نشر دا ویلا ہوسی سہ نفسی نفسی کہسی
 کل پیغمبر غوث ولی جو وچہ نفسی چال جو رہسی
 تہہ پاک محمد سرور عالم آء وچہ میدان کہلوسی
 امتی امتی آکھ پوکارے ہیبت ذرا نہ ہوسی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ایہ ایسا مرد قرارے والا پاک محمدؐ جانو
رکھو صدق جو دین اسدے دل کر فکر سیانو
اول سرور ختم نبیان وچ روز قیامت بہاری
کل امت نون طرف جنت دے چھوڑے جاسی ساری
باقی ہور پیغمبر کرسن شفاعت بعد تہاندے
سبہ غوث ولی ابدال شہید بھی کرسن بعد انہاندے
ہور شفاعتان بہتیاں ہوسن مین ساریاں لکھتاں تاہن
کبو سچے طول کتاب ہو جاندی بہاری لوکان تائین
صلی اللہ علیہ وسلم آکھان سرور عالم تائین
آل اتے اصحابان یاران ساریاں حمد ثنائین
جے مین لکھ موندھاندے ہونون جہیباں لکھ کروڑین
نعت نبی دی تم نہوے جے سو درہان جوڑین
رب چودان طبق محمدؐ خاطر استقبال نون پامے
تان قلم قیامت استقبالی رہے ہر شی سیس نیوے
جان گذر قیامت چکھتے رہی تان بہین استقبالی
ہر شے پیش قدمین کرے طواف دوالی
چار یار نبی دے پیارے چارے عالی شان
ابوبکرؓ تے عمرؓ عثمانؓ چوتھا علیؓ پہچان
مین قربان چوہان دے اتوں پیر اول یار صدیق
بعد عمرؓ وے بعد عثمانؓ فریضے علیؓ رفیق

باب در صفت غوث اعظم قدس سرہ

از نسل امام حسن دے وچون ہک ہو یا مرد جو پیدا
اتے عبدالقادر نام جو اوس درا وچ بغداد ہویدا
اوہ پیر پیراں پیر حضرت میران معاف کرے تقصیران
اور تائین سوئر کردا اتے شاد کرے و لگیران
جام عرفانی حوض کوثر تھین پیتا اونے پانی
وچہ وحدت بحر عمقی غوطہ ماریا اونے جانی
ہے اوہ ساقی دوہان جہانان ہر ہک وچ نگہبانی
جھتی الفت بہت محبت پہین رکھدا سر نہ فانی
جھنڈا اوسدا روز قیامت ہوسی جان آشکارا
کل میدان حشر دے اندر پوسی تس چکارا
ایہ جھنڈے نزد نبی دے ہوسی جھنڈا تدا جانان
کیونجے ایہ مقبول رسولی مقبل خاص پہچانان
کرے شفاعت مریدان اونے جھڑے اہل اسلامی
جو شرک بدعت دے نال آلودہ پرش ذرا نہ حامی
کیون جے شاہ جیلانی آپون فرمایا ایہ فرمان
جے کو باہر دین اسلامون فرقہ اوہ شیطان
باہون کلمے پاک نبی دے کوئی جنت بو نہ پاسی
اونھے وچہ میدان قیامت لکھ افسوسان کہاسی

حضرت میران لاج بجلی بادشاہی سرتاج
 دہونسا جدا ہر ہر طرفہ چوہدین طبیقین راج
 ہر شے اندر ہیبت اسدی تے ہر شے خوف رکھندی
 پر جسوں آپ اللہ صفتایا صفت نہ ہر گز تھندی
 صیقل کردی ہتھ جو اوسدے رب تعالیٰ دئی
 جو کچھ چاہے سوئیو ہووے اکیر بناوے مٹی
 سہنس ہزاران نیل پدم جو رحمت اوسکے ہوے
 جیوں ول مہر محبت شفقت کردا غم نہ پوے
 مین عاجز یا پیر میران جی تین دربارسوالی
 دردان دکہان آکایا مینون لو کچھ سار سمہالی



باب در بیان مدح جناب حاجی عبداللہ قدس سرہ

آء ساقی خاص دیوان حضوری بہر بہر دیہ پیالا
 خاص شراب اوس جام عرفانون پانوان راز سوکہالا
 تون دیوان جناب میران دا جناب حاجی عبداللہ
 مقبل وچہ دربار جیلانی پھین تینون رحمت اللہ
 اے ساقی تون زندہ ہر دم مویا ہر گز نائین
 دیہ ہک جام شراب جو مستی ہو نون دور بلائین

اسان پڪَ يقين ڪرڻ لاءِ ڏاڏا جناب حاجي عبداللہ

ڪيئن ڄاڻو ٿا ته نبی دے موت ناہن ولی اللہ

آساقی ھن دیر نہ کرنی جان لبان پر آئی

ہر طرف میں رات سیاہی دیہ مینون روشنائی

اے ساقی تون وچ زمینان دسدا جیون آفتابی

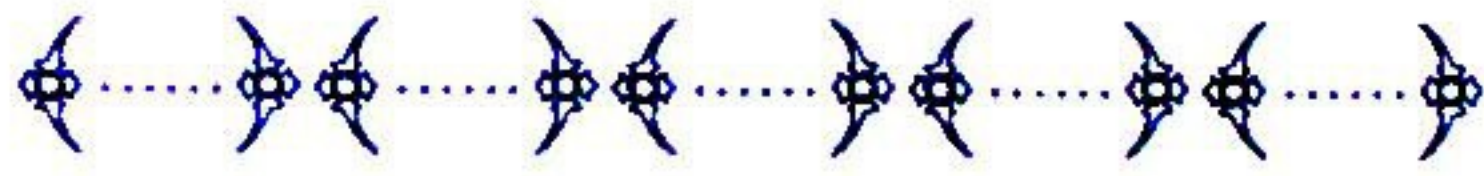
ہر جا روشن آئینہ تیرا روشن وڏہ مہتابی

چمکے نور ستارا تیرا تے شعلے نور لاهوتی

تون جویا اندر سلک کوحیدی جیون لڑیاں وچ موتی

مست شراب اجالا نورون دیہ گھٹ پیوان جیوان

جے مست کرے اودہ دل میرے نون وچہ خاص حیاتی تہیوان



شجرہ نسب

از نسل جو شاہ عباس دے کولون جناب حاجي عبداللہ

شاہ عباس جو شیر علی دا بیٹا ہے ولی اللہ

یہ عالی زادہ اہل قریشی جناب حاجي عبداللہ

لکھ لکھ برکت تے تس رحمت کولون رحمت اللہ

میں ایہ نعت دیوان صاحب دی کیتی دلون بجانو

جی خاصان عامان معلم ہووے ظاہر راز سیانو

پہلے شیر خدا دا ظاہر باطن عالی راز مزین
 حضرت علی بہادر نامے صفت موصوف معین
 لکچہ شان انہاندا آکھان جس چودان طبق اُٹھائی
 ہور مار کفار فناہ جو کیتس خاکو نال ملائی
 خیر مار فتح تس کیتا تے دین اسلام ودھایا
 چودان طبقات دھج مشہور عالی ہمت پایا
 جیتھے نظر علی دی پوندے شمشیر اوتہاہین جاوے
 ایسا تیز تجربہ قوت گبران مارو نہ جاوے
 ہک وڈا قد مریلا کافر شاہ علی تے آیا
 کہتی حملے شاہ علی جو سر کافر دا لاهیا
 یا علی ہن مدح تیری کجہ میں، ول کرنی یاری
 میں عاجز عاصی مشہد غربی ہویا بہت لاچاری
 نفس شیطان اساڈی اونٹے آنون بنھہ قطاران
 کچھ کرو علاج از جام شجاعت ایہ پانون خلل ہزاران
 شاہ عباس گلباس دیوانگن پھلن گلباسی کھڑیا
 وچہ بخش شجاعت عالی ہمت کدہین قدم نہ ٹھہریا
 حضرت شاہ شہاب الدین موج جینوین دریائے
 جدھر مہر کرم تہین کردا غیر نہ رہندا جائے
 شاہ محمد عالی رتبہ روشن وڈہ آفتابون
 جے کو نام انہاندا سیوے پاوے اجر جنابون

تس چچے شیخ نجیب الدین جو هويا شاه ولايت
 پایا فیض عوامان تائین از جلوہ نور ہدایت
 مسلم شاه از نور تجریہ وچ نور لاهوت سایا
 شیخ عرب جو بعد انہاندے نورون نور سوہایا
 شیخ کاظم وچ بحر لاهوتی سر چمکے ظلّ الہی
 بواسحاق شامی تس چچے پائی بے پروائی
 قطب شاه وچ سلک طریقت صاحب عین صفائی
 جدہر نظر کرم دی کردا دیوے ذات ملائی
 شیخ نامے جو رسم گرامی قاضی سنو سعید
 سیف زبان تے شعلہ نوری عالی قدر مجید
 فر حاجی حمیدالدین جو هويا جیونکر پھل گلابی
 خشیوناک جہان تجربہ روشن وڈہ آفتابی
 قاسم شاه جو بعد انہان تہمین جام عرفانی پیتا
 تس کل عوامان خاصان تائین تہمین روشن جلوہ کجیا
 بدرالدین وچ مو طریقت سلک طریقت پائی
 حسام الدین جو بعد انہاندے تار توحید بجائی
 اسمعیل ذبح اللہ جیون جان کیتی قربانی
 اندر راہ جو ترک تجریدی فصل کہلا رحمانی
 شیخ ولی الدین فر وین نفاہ چوٹ دو دستی لائی
 کل جہان جو روشن کیتس دلدے نال صفائی

عماد الدین فر بعد انہاندے روشن جلوہ پایا
 ست آسمان تے ست زمینان خارج لنگھ سمایا
 نہال الدین جیون شمع نورانی تیز ہویا چمکارا
 ہر ہر جلی نور منور وچ نور لاہوت ستارا
 جناب حاجی عبداللہ صاحب از نور منور ہویا
 کچھ عقل تے فکر قیاس نہ پہونچے کت جا ونج کہلویا
 ٹھانٹھ جو بحر توحید دے اندر ڈیرا اُسے لایا
 ذات با ذات آمیز مراتب عالی ہمت پایا
 صاحب فیض حضوری رتبہ منظوری کدی نہ دوری
 صیقل نظر بے نظر دے تائین دیوے نظر معموری
 کامل اکمل ولی مکمل وچہ فکر حضور نورانی
 تجمل خاص تجمل سیتی وچہ فرحت عیش ربانی
 چڑھیا بام بلندی اوسے جناب عبداللہ نوری
 چمکیا وانگ آفتاب سے اوتون نور جناب حضوری
 کیا حاجت مہتاب آفتابی رکھے قدم آگیری
 جتھے نور توحید ربانی ہوندی تو بہتری
 سر اسراران اندر وڑیا کجہ بھید نہ پایا جاوے
 جدہر ویکھان اودہرے حاضر عبداللہ اسم سماوے
 تحت فوق سبہ چار چوہیرے وچ نظر تجربہ آوے
 جناب حاجی عبداللہ سدا بھو جین من بہاوے

ہلک بار دیہاڑی روضے وچھون لاک ہک نظری آئی
 روضہ کل دیوان حاجی دا سب نور و نور ہویا
 فرکین ہزاران ہور تجلی نکلیاں اوسدے نوروں
 زمین تے آسمان نہ خالی واہ واہ قرب حضورون
 ہک سخت تھلا ہیبت والا سر میرے تے آوے
 چھتری وانگ کھلو شتابی آوے تے مر جاوے
 واہ واہ عجب نورانی شعلہ کچھ صفت نہ کیتی جاوے
 فیر پچاہان پرت روضیدے اندر ونج سماوے
 کیا ہن نعت کرے ایہ عاجز عقلمون فکر بعیدی
 شان حاجی عبداللہ سدا عالی قدر مجیدی
 جناب عبدالعزیز جو نامی صاحب فیض کمالی
 نظر اکسیر تاثیر ہدایت صاحب خوب خصالی
 حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب ولی بہادر نامی
 بہتا فضل اللہ دا اُس تے صاحب فیض گرامی
 شیخ محمد اولیاء صاحب عالیشان حضوری
 محمد شفیع بہین نال الہی واصل با منظوری
 محمد ضیاء مہتاب دسے وانگن روشن جلوہ عالی
 محمد فضیل شمع دسے وانگن ظاہر حال کمالی
 محمد ناصر بدل وانگن جیونکر مینہ بھاری
 وردہا جھٹیل وچ تازہ فیض دیوے بسیاری

یا الہی بخش اسانوں تے فضلون دیہ مرادان

کدے نہ ہونوان سرد کداہین اندر حال نہ شادان

احمد علی وچہ ذکر الہی فضل جو اسنون اللہ

غلام شاہ دا شان نہ معلم واللہ اعلم واللہ

کیونچہ استغنی فضل تمامان مدت سہنان والی

جامعہ خاص جو مسند اوتے اسدا راز سہالی

ساعت بساعت روز بروزے دونا ہوندا جاوے

کیا میں نعت کرنیوان اسدے کچہ حد شمار نہ آوے

﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾

باب در بیان حضرت دیوان حضوری قدس سرہ

راوی جو اخباران والے ہین ایہ روایت کردے

اٹھاران بیٹے شاہ علی دے ہوئے فکر ایہ دہردے

حق سچ فکر اونہاندا جانان جہڑے کرن روایت

صحیح روایت اٹھارہ بیٹے واہ واہ قول کفایت

اسپر اونہان بیٹیان وچون جہڑے چار میں آکھیاں

ام البنین تہین پیدا ہوئے دل تیرے راکھیاں

اول جعفر دوم عثمان سوم عبداللہ جانے

چوتھا حضرت شاہ عباس بھو دلون پچھانے

جناب حاجی عبداللہ صاحب از نسل جو شاہ عباسوں

جیونکر اچھے لکھیا جانے تس دا قرب اگاسوں

خوب خصال وچہ زہد ریاضت حضرت شاہ عباس
 روز تمام تدریس دے اندر رهندا فکر قیاس
 فر اڑھی رات تلقین توجہ وچہ خرچ مریدان کردا
 ہور باقی نصف جو وچ عبادت ورد وظائف پڑھا
 تس باج قیلولہ کدے نہ کیتی نیندر ہر گز جانی
 ایسا ولی مکمل کامل مومن دلوں پہچانی
 از روز بلوغ تان وقت وفات صائم قائم رہیا
 ہکا وقت طعام معین تے عالی درجہ ٹھیاء
 پر اوڑک کوچ نکلارہ سرتے جدا دینہ تے رات
 اس آوازے ہیبت کولون سہ کچہ ہوسی مات
 الموت حق آنون ہاری پائی تس وفات
 اس دار فناہ تہین وچہ بقا دے گیا عالی ذات
 سن ستونجہ (57) تاریخ جو ہجری باہر مول نہ ذرہ
 فالور انا لله و انا الیہ راجعون تجھو یار مقرہ
 بیٹا شاہ عباس دا حضرت شاہ شہاب الدین
 وچہ شریعت سالم غانم صاحب عین یقین
 ہو وچہ طریقت مثبت ایہائی روشن بدر ہلال
 تقویٰ زہد ریاضت اندر وچہ قاطع نفس سمہال
 جد وچہ ریاضت پکا ہویا اوہ صاحب ارشاد
 غالب سکر بیہوشی اولے آئے سچ مراد
 استغراق تمام دے اندر ہویا استغراقی
 صاحب عین صفائی والا چل گئی غمناکی

موتوا قبل ان تموتوا كولون اگیرے لنگھ کھلوتا
 فکر خیال نہ رہس ہستی جنونیت سلک پروتا
 اکدن شیخ شہاب الدین طرف مسیتے آیا
 نال امام نماز گذارن قدم مبارک پایا
 جان نیت امام کھلوتا اولی کھہ تکبیر
 شیخ صاحب جو وچہ جماعتا رلیا سن تقریر
 جان اللہ اکبر وچہ رکوعے گیا آکھ امام
 شیخ اھی وچ رکوعے نالے ہور تمام
 سہنان فر سمع اللہ کہیا پوتے ونج سجود
 شیخ صاحب جو وچہ رکوعے رہیا مثبت ورود
 سمیت امام جان کل نمازی منگ دعائین چلے
 ایہ اونوین وچ رکوع کھلوتا ذرہ قدم نہ پلے
 ایسا سکر جو طاری ہويا اسدے اوتے جانو
 راوی کہن ہک رات دیہاڑی اونوین رہیا پہچانو
 وچ خیل خوارق آذان یگانہ طوفان جو نوح نبی اللہ
 دنیان بے ثبات دیوسے نظر جو اس ولی اللہ
 ہور گھنبر گھیران انت نہ کائی عقل نہ رہی جانی
 تس ہکا عقل بوصل وصال دو جا عنبر نہ پائی
 ایہ اوسدا اوہ تسدا بنیا ایہ اوہ رل مل خاصا
 ولا تقربوا الصلوة و اتم سکارا مت کر جانو ہاسا
 یعنی وچہ قرآن مجیدے رب صاحب فرمایا
 نماز معاف جو اس منزل تھی لاومے ڈیرا پایا

اسدی کُل نماز جو ہوئی واہا خداوند نال
 واصل باللہ اھیجا منزل فناہ فی اللہ سن حال
 ایہ دنیاں فانی اوڑک جانی ہوسی سبہ فنا
 رہسی ناہیں ہر گز کوئی باہجون ذات بقاء
 ہن ویلا وقت وھایا سارا غروب ہویا آفتابی
 سنہ تاریخ اٹھتر ہجری واصل طرف جنابی
 بعد اس شاہ محمد ہویا خلف الرشید شہاب الدین
 راہ نماء کل عالمیان وا صاحب اہل یقین
 بلند مقام تے ہادی خاص نالے کل عوام
 اہل ارشاد ہدایت والا موصوف با زہد مقام
 تارک حرص و ہوا نفسانی دنیاں کلتے دور
 محو دریا ژرف دے اندر اوہ عالی مسرور
 بعضین وقتین ایہ رباعی کہندا عاشق زار
 مین وین ہندوی بولی اندر رباعی کران شمار
 ایہ دنیاں جاء خوشیدی ناہین منہ عقبی ول آن
 بے اوہ تھیبسی ایہ خود ناہیں کردا امتحان
 پر دنیاں خوشی جو عملان سیتی عمل ناہین برباد
 استیرونش جو کل رباعی کھندا اہل ارشاد
 کین ہزاران طالب اسدے صاحب اہل ہدایت
 دریانواں ندیان موجان وانگن پایا علم کفایت
 اوڑک باد سموے آئی ورق درختوں ریزہ
 چڑیا فیر ویسا کہ مبارک ہویا فیر آمیزہ

اکتو دو جو ہجری سنہ برابر سچ تیاری
 مذکورہ دی حدہ معین بچھو اے دلدارکا
 پوری ہکسو دوہان اندر تھے باہر کچھ نہ ذرہ
 ہمیشہ ناہن پہل چمن دا اوڑک سفر مقررہ
 فر بعد محمد شاہ دے ہويا ہک عالی قدر بلندہ
 نجب الدین جو اسم تستدا ایہ اوسدا فرزندہ
 اہل ریاضت تقویٰ زہدی صاحب اہل علوم
 اے حاوی وچ فروع اصول توکل بے مغموم
 نشان جہان بلند مقام از دنیاں بے نیاز
 وچہ مشائخ ذوالاحترام اوہ عالی ممتاز
 نجب الدین وچ عمر ضعیفی ضعف ضعیف الحال
 اوہن بہن نہ طاقت ذرہ بچھو کران مقال
 جوش کرے جان اسم الہی تپدا وانگ تنور
 ادھی رات نوافل سیتی رہے کہلو حضور
 فر تہوڑی دیر تہجد پڑھدا اونوین اوٹھ کہلودے
 وے بعد تہجد ورد وظائف کردا رہے نہ سووے
 لہراں وقت طلوع دا ظاہر یعنی وقت صباح
 چڑھدی فجر نماز جو وقتی کردان اوٹھ فلاح
 دریانواندیاں موجاں وانگن اندر ہمت کاری
 وقت بوقتے شغل نہ زائل کردا سن دلداری
 فر آخر حدہ معین جھڑی اوہ حدہ پوری ہوئی
 حدہ معین قضا نہ تھیندی دیکھ رہیا ہر کوئی

یعنی ہکسو (۱۰۴۷) ستالیہ ہجری سنہ کمال
 قرب قریب شتابی ہویا طرفہ ذوالجلال
 اوڑک جا آرام دی ناہیں ایہ دنیا گہر فانی
 نام فناہ تے فانی اوڑک سمجھو اے دلجانی
 زمیان تے آسمان نہ رہسن نہ کچھ ہور سرشتہ
 آدم ذات نہ رہسی کوئی ہور نہ کوئی جن فرشتہ
 قالوا لآ للہ ولآ الیہ راجعون پائی تس وفات
 مسلم شاہ جو بیٹا اُسدا رہیا عالی ذات
 ایہ وچ خانوادے شاہ عباس کہڑیا وانگن پھلان
 غوغا اوصاف جو اُسدا ظاہر ملکان اندر ہلان
 طالب خاص درست اعتقادے ادے جہڑی ساری
 اہل صفائی صاحب باطن وچہ درگاہ پیاری
 صاحب علم حلیمی والا مسلم شاہ حضور
 وچہ زہد ریاضت عبادت سیتی مسلم شاہ منظوری
 اس بہتی عمر زیارۃ ولیاں خرچ کیتی سن بہائی
 ہور خاص مقابر ولیان اونے جاوے نال صفائی
 روز تمام جو طالب علماں علم سکھاوے جانی
 علم فقہ تفسیر حدیث چال در دل مآنی
 فر اڈے راتی توڑین رہندا تلقین مریدان اندر
 دیوے جذب عشق دے طرفون جیونکر ٹہانٹھ سمندر
 ہر روز جمعہ جو بعد نمازا تان جو وقت عصر دے
 وچ امر معروف تے وعظ نصیحت لوکان فیض اثر دے

خلق کثیر جو اسدے طرفون پایا بھیت نہانی
 ظاہر باطن علمون روشن عالی مرد حقانی
 خو خصلت وچ ملک عرب دے بہت ہویا آشکارا
 ہور سلک طریقت اندر محکم طرف جانب پیارا
 ایہ دنیان باغ خزان دا ایہے باد خزان جلد آوے
 دیر نہ لاوے توڑ لیجاوے خاکو نال ملاوے
 یعنی سفر شاہ مسلم والا ہویا اے دل جانی
 سن ہجری جو دو سی (۲۰۰) ہک ٹریا مرد حقانی
 بخت بلند جو مسلم شاہ دا ہک بیٹا اہل حضوری
 شیخ عرب جو نانوان اوسدے کچھے ایہ منظوری
 صاحب زہد ریاضت والا بہت بلند ستارا
 ظاہر باطن کل علم تہمین روشن اسنون سارا
 صاحب اہل شریعت فاضل خاص طریقت سیتی
 سکر جذب وچ عشق محبت کچھ حد شمار نہ ایتی
 قناعت صبر توکل اندر نہ کوئی اوس زمانی
 حضرت شیخ عرب دے جھما بھو یار یگانی
 خلق کثیر جو اسدے طرفون پایا فیض گھینیرا
 کیونجی بام بلندی اوتی ہویا اس دا ڈیرا
 جد عمر تمام اوڑک نون پوہتی خلقان کرے وصیت
 خاصان عامان سہنان تائین موافق علم نصیحت
 کم کرنان جو رب نون بہاوے بدی نہ ہرگز کرنی
 ٹرنان حکم قرآنی اوتی دل غیر کلام نہ دہرنی

کیونچے وچ قیامت لیکھا ہوسی سہنان اوئے
ایہ دنیان فانی کوچ نقارہ تے نہ رہو غافل ستے

ایہ غفلت پڑدا مار کہڑیندا وچ دوہن جہان سیاہی
من کان فی ہذہ اعمی و ہونی الاخرۃ اعمی کجھو ایدل راہی
جو اس جہان ضلالت اندر پھاتھا وچ گمراہی
اونوین اوٹھی وچ قیامت دے قرآن گواہی
شیخ عرب جان کل نصیحت کیتی تم تمام
اچران دینہ غروب دے اوئے بیہتا عالی نام
یعنے روح بحق تسلیمی پائی تس وفات
دوسی تی پنجونجہ (۲۵۵) ہجری سنہ عالی ذات صفات
بیٹا شیخ عرب دا چکھتے شیخ کاظم ولی مکمل
نہایت سخی سخاوت اندر عالی خاص تجمل
مسافر تے مسکین جو عاجز وچہ مسیتے آوے
یا وچ مسافر خانے کوئی ہر ہک نان پونچاوے
ہر دینہ رات طعام کشادہ دیوے خیران رکھتے
باہج مہمان نہ عادت اوسدے رنج طعام نہ چکھتے
میٹھے نال زبانان دیوے ہر ہک تائین روٹی
تقسیم برابر فرق نہ ذرہ کیا نکلے کیا موٹی
یا کوٹی سائل قدرون زائد خواہش کرے بسیاری
ان پھین دیندا اوسدے تائین رڈہ نکرودا عاری
سخی تائین وچ ہر دو عالم رتبہ عالی آیا
کیونجی حاتم سخی سخاوت عزت حرمت پایا

توڑے وچ عبادت اللہ دم راسخ قدم ثبوتی
 پرکل ریاضت پیش مقدم خوشحالی دل مضبوطی
 جیونکر سعدی شیخ شیرازیؒ کردا ہے فرمان
 دل تازہ افضل الف رکعتون ہر فاضل منزل جان
 لسنجی حبیب اللہ ولو کان فاسقا پاک نبیؐ فرمایا
 سخی حبیب خدادا جانے توڑی فاسق پایا
 وانجیل عدواللہ ولو کان زاہدا سرورؑ دا فرمان
 بجیل ہمیشاں دشمن رب دا توڑی زہد بیان
 ایہ دنیاں کوئی چار دیہاڑے اکثر خاک سمانان
 شیخ کاظم دی ہوئی تیاری اوڑک لدة سدھانان
 تریسو ہک جو ہجری سنہ ۳۰۱ پائی تس وفات
 بواسحاق شامی، تس چکھتے بیٹا عالی ذات
 نکرے عمر جو شوق خدا دا اسدے قلب سمایا
 تس علم تصوف بہتا پہڑیا تے علم عرضیہ پایا
 خاص شرافت پائی کرامت ولی بہادر نامی
 ولایت مورثی رکھدا ہمت بواسحاق جو شامی
 زہد ورع تے تقویٰ اندر تس ساری عمر گذاری
 قیام پذیر وچ شام ملک دے ہويا اوہ دلداری
 کھین ہزاران فیض جو پایا اوسدے کولون جانو
 لفظ شامی وچ اسم معلق ایہ ہن فکر سیانو
 قیام پذیر جان شام دے اندر ہويا عالی نام
 ات سبتون شامی لفظ سجیا لوکان عام

اول عمر سفر دے اندر رہیا سیل کریندا
 باقی عمر جو شام ولایت تم تمام ہویدا
 راوی کہے ایہ غزل ہمیشاں کہندا بواسحاق
 بہتیاں لوکان سمجھا اندر آئے باتفاق



غزل

پیا اے دل دے از ہستی خود ترکِ دعوا کن
 میفگن چشم بر صورت نظر در عین معنی کن
 فگندی چون نظر در عین معنی بعد از ان ایدل
 جو عنقا از سر عزت بقاف فقر ماوا کن
 زچاک سینہ ہر دم صد نواے دردِ دل بشنو
 بدین قانونِ محبت ترکِ بزمِ اہل دنیا کن
 چون زین دارِ فنا قصدِ سفر سوئے دگر داری
 چرا غافل نشینی اے دل اسبابش مہیا کن
 بصد خونِ جگر در زیر زان کش تو سن نفس است
 بدنیا زادِ راحل گیر و قصدِ راہِ عقبی کن
 پس آنگہ بر سرِ کوئے فنا نہ پائے استغنا
 دجودش خویش را گم در شہودِ نورِ مولیٰ کن

موت نقارہ جدا ہر دم عمر تمام آ ہوئی
 بواسحاق شامی دی جانی دلدے اندر سوئی
 کلمہ کہے زبان شریفون سن دے لوک کھنیرے
 جان بحق تسلیم جو ہوئی جا اصلی تے ڈیرے
 تریسو باٹھ سنہ ۳۶۲ جو ہجری پائی تس وفات
 قطب شاہ جو بیٹا اوسدا رہیا نیک صفات
 ایہ عالی ہمت طاعت اندر وچ زہد ریاضت جانی
 صاحب عین صفائی والا طریقت حال پہچانی
 تس برزخ ذاتی اسم خدا دے دلدے وچ سمائے
 اتے کار ہواء نفسانی جھڑی سہا مار ونجائے
 وچ ملک طریقت قائم آہا صاحب فیض حضوری
 بہتیاں پایا فیض جو استہین وچ درگاہ منظوری
 ایپر موت ہمیشاں سرٹے ظاہر گج مریدی
 لرزہ کھٹان آسمان زمینان پیالہ اجل چکھیدی
 غروب آفتاب ابر دے اندر قطب شاہ دا ہویا
 صد چار جو ہجری ۴۰۰ برابر وچہ تم تمام کہلویا
 لکھ ورہان جے عمر کیدی تان پہین ہوسی فوت
 توڑے ورہان چار ہزاران تان ہی ایسی موت
 عزرائیل با حکم الہی قبض کریندا جانان
 جیون جیون امر الہی ہوندا حکم تینوین ورتانان

کل پیغمبر مرسل خاصے از دنیاں لڈہ سدھائے
 کون کوئی ہور دنیاں اندر محکم تکیہ لائے
 قطب شاہ دا بیٹا بچے نامی عالی ذات
 محمد سعید جو قاضی لقب صاحب نیک صفات
 شاعل ذکر الہی اندر ہر دینہ راتین رہندا
 ایسا شوق تجربہ اسنون نہ سوندا نہ بہندا
 ہور صبر صبوری اندر قائم صاحب فیض حضوری
 بھبتیان لوکان فیض جو استہین پایا در دل نوری
 پردہ گلی غفلت والا تس خلقان مارونجایا
 اتی آپون محو وچ بحر توحیدی عزت حرمت پایا
 صاحب عین با عین دے تائین رل مل ہکا بنیا
 وچ علم شریعت علم تصوف رہیا بنیا تنیا
 بہتیاں قاضیان مشکل مسئلہ استہین روشن پایا
 محمد سعید تے قاضی لقب تائین راز بنایا
 تس روشن خاص شریعت کیتی عدالت صحی کریندا
 حق والے نون حق سپردہ تے باطل رڈہ دہریندا
 جبروت لاہوت تہین لنگھ سدھایا حاجت نہ ملکوتی
 فنا فی اللہ وچ ذات الہی کیا حاجت جبروتی
 ہک لاہوت تے دوم لاہوتی سیوم لاہوت اوتاہان
 محمد سعید آخر جذب تے باقی ہور پہچاہان

نظر افلاک جہاندی سوئی تہان قرب سوایا
 تھے اوتھے دوہن جہانی عالی جلوہ پایا
 چل عاشق ہن اگیری چلی فریا ہور مانان
 کل نفس ذائقہ الموت جیونکر وچ قرانان
 تم تمام ہن اوڑک ویلا موت کریدی صوت
 محمد سعید جو آخر ویلا ہویا جانے فوت
 چار سو ہجری سنہ ۴۵۱ اکونجہ رحلت او سنے کیتی
 نور با نور پیوستہ ہویا جذب ارادت نیتی
 ارادہ پاک جناب الہی سر پر ہوندا اونوین
 کیونجے حکم جو غالب سہ تے کیون غفلت وچہ سونوین
 غلام ستا جے مولیٰ جاگے واہ واہ عجب تماشا
 کیون نہ وچ غفلت سمج فقیرا شک قطرہ ماشا
 محمد سعید دا بیٹا کچھے محمد کیف پچا نو
 خورد سال وچ زہد ریاضت کوشش کردا جانو
 عاشق اللہ واصل باللہ فناء فی اللہ وچ فانی
 نکڑی عمر اعلم تصوف سیکھیا اسنے جانی
 محمد کیف جان حدہ بلوغت پہتا بالغ ہو یاہ
 صفائی قلب از زہد ریاضت وچ کشف قلوب کہلواوا
 پہیت نہانی سمجن لگا تانجو تحت ثراء
 بیان دلاندیہ ظاہر ہونون اوسدے پیش جواء

دل نہ لاوے آکھ سناوے خلق تحیر ہوئی
 واہ واہ پیر طریقت کامل آیا سن ہر کوئی
 پان مرادان فیض حضورون مشکل حل بناوے
 قدم بوسی سبہ خلق کریندی ہر ہک جلوہ پاوے
 چمکیا نور لاہوت دا جانے متھے اُسدے اونٹے
 جاگ پوئے دل اونہان تائین قلب جہاندے سٹے
 پر اوڑک عمر انہاندے پوہتی فریا چھڈ جہان
 پنجسو ہک جو ہجری سنہ ۵۰۱ پنجسو یار بیان
 محمد کیف دا بیٹا بچے محمد حمید پہچان
 نکڑی عمرا شوق از باطن ہویا تس عیان
 ہور علم فقہ دا حاصل کیتس نالے نظم تمام
 فضل خدا دا بہتا اتی ہویا عالی نام
 زیارت حرین مشرف ہویا فوائد وچ کبیر
 فیوض تمام جو حاصل کیتس بنیا جیون اکیر
 بعد تمتع یابی واپس طرف وطن دے آیا
 ایپر ملک شام دے کولون فکرون دل اوٹھایا
 سمیت قبائل فردا فردا غزنی اندر پوہتا
 اوتھے آء سکونت پکڑی محکم فکر کہلوتا
 محو ہویا وچہ شغل خدا دے ہستی کیتس دور
 کلن ہواء نفسانی جھڑی پل وچ کیتس پور

وچہ ریاضت پکا ہویا صاحب سلک طریق
 مشاہدہ اتی مجاہدہ اندر وچ سخت قیام رفیق
 آئینہ روشن باطن خاص چمکیا نور لاهوتی
 صاحب فیض تی اہل حضوری وچہ لاهوت ثبوتی
 ہویا تیز اوجالا نورون جیون کر نور درخشان
 کیونجی اتی اسم خدا دا دل وچ وانگن نقشان
 صاحب عین مئے عین بعینی سبہ زلت قلت دوری
 جیونکر چن آسمانی اندر دیوے جلوہ نوری
 قاف تان قاف جہان تمامی خالی جاء نہ کوئی
 تینوین جلوہ اس ولی دا وچہ شمار نہ ہوئی
 ایپر اوڑک غروبہ جو ہویا تدا بچہ آفتاب
 کتنی سالان پچے رخصت صاحب فیض جناب
 سفر آخر مئے واؤ خزان دے پوہتی تدا تاء۔
 چھیسو دو بجھہ سنہ ۶۰۲ جو ہجری آہے وچ رضاء
 قاسم شاہ جو بیٹا تدا پچے رہیا جان
 صاحب حلم حلیمی اندر جلوہ نور جہان
 علمون روشن فتوا تدا ملکان اندر جاری
 باطن علمون اہل ارشاد ہویا اے دلداری
 احکام ارشاد وظائف کٹی محکم مثبت ثبوتی
 ہور کدے نہ داخل نفس تدا طرف خطا مضبوتی

یعنی وچہ خطائی ہر گز داخل کدے نہ ہو یا
 ہور بہت کرامت جو کچھ کہندا ہوندا جانی سویا
 ایہ خاص مشائخ عظمیا ظاہر عالی جلوہ نوری
 حصہ وافر لوکان پایا استہین با منظوری
 چلن عاشق ہن چلن اوڑک زین اسپ مے پائی
 ہو ہسوار اس دار فتاہ تہین تکیہ عقبی لائی
 چھیسو ہور بونجہ ۶۵۲ ہجری ہوئی خاص تیاری
 قاسم شاہ دی سنو حقیقت تم تمام ایہ ساری
 اے زاغ کیا کرین تماشا اندر اس چمن دے
 ایہ باغ فانی کیا غوغا کردا ہور وچ حال امن دے
 قاسم شاہ دا بیٹا رہیا بدرالدین جو روشن
 وچ دین متین دے عالی ہمت صاحب عین جو گلشن
 ہور محو جو ذات توحید دے اندر عالی ذات سلوکی
 نظر افلاک تی خاص تجربہ وچ فرحت حال ملوکی
 ہفت اقلیم جو سمجھا اندر باہر کچہ نہ ذرہ
 کشف قلوب از نور منور نور و نور مقررہ
 حصہ وافر لوکان تائین دتا اسے جانو
 پایا فیض جو بہتیاں لوکان تستہین خوب سیانو
 کھندی لولاک جو وقت نماشان نیت نماز کہویا
 فر وچہ سجودے روح تسدا بحق تسلیمی ہو یا

ست سو ۷۰۰ ہجری سنہ ملاحظہ راوی کرن روایت
 چلیا چھوڑ جہان فانی نون عالیشان ہدایت
 بہتے لوک تحیر ہوئے رخصت اسدے وتوں
 ایہ کیا اچن چیت آسانتھے پہتا تیر دون سلون
 فر کفن نوہالن گور جنازہ کیتی خوب تیاری
 منزل کھر پوہچایا لوکان ہن میلا آخر واری
 جنیدالدین جو بعد انہان دے بیٹا تس دا رہیا
 وچ خاص شریعت اہل طریقت عالی درجہ رہیا
 شہباز بلند پرواز حقیقت معرفت وچ شہودے
 از وقت طفل تان یوم وصال ریاضت طرف معبودے
 مجاہدہ اتے مشاہدہ کولون گذریا لنگھ آگیرے
 قطرہ وچہ سمندر لیا کون ہن کوئی نکھیرے
 اکثر شب وچ قبرستانی رات اس عمر گذاری
 بہت عبادت وچ مشقت ایسا حال جو طاری
 صوم افطار جو بہتے وتین دانہ ہک شعیرون
 کردا اینوین دید نوشتہ حال پایا تقریرون
 راوی واقف کرن جہان اکھتین ڈٹھا
 دو لقمیون وڈہ طعام نہ کھادا عمر تمام اس چھٹا
 ہن پہتی عمر با عہد موافق جو ہے عہد حقیقی
 ست سو ۷۵۰ پنجاہ سنہ ہجری نکتہ ایہ تحقیقی

حسام الدین ہُن بیٹا اُسدا بچے رہیا معصوم
 یاران باہران عمر انہاندی راوی کہے مفہوم
 ایہ نال رفیقان ہم عمر جو رہندا من پرچاوے
 لے ہمراہیان باشیمان بازان کرن شکاران جاوے
 کوئی بہتی مدت اینوں گذری نال رفیقان رہناں
 شکار اندر ہور ہسن کھیڈن نال ہمراہیا بہناں
 اک دینہ نیت شکار کرن نون زین پائی شبدیزاں
 پان جدائی وچ حیوانان کرسان ریزاں ریزاں
 نال ہمراہی بہتی چلی جنگل طرف پہاڑاں
 ہر ہر طرفا ہر ہک کڑکی موجان وانگ بہاران
 اچن چیت حسام الدین فقیر ہک نظری آیا
 صاحب حُسن تے جلوہ نوری عالی ہمت پایا
 آ ہُن چن بدر دا چڑھیا آیان نشیان عیدیاں
 حسام الدین بہین کول جو اوسدے آیا نال تاکیداں
 کہیا فقیر حسام الدین جلدی آب پلاؤ
 باہجون پانی دیمان آسانون ہور نہ بات ہلاؤ
 حسام الدین با چست چلاکی یور شتاب دوڑایا
 کوزہ بہر کے پانی سندا نال شتاب لیایا
 ایپر پانی بہت دوڑادا اوٹھوں آہا جانی
 اس قوت نال جو اسپ ترکھا جلدی آندا پانی

کول فقیر ہک عجب پیالہ کڈہین پایا پانی
 نہ جانان اکسیر اعظم ہے یا معجون روحانی
 اوس قدر موافق پانی پیتا کچہ اندک پانی رہیا
 وچ پیالی پو ایہ پانی حسام الدین نون کہیا
 حسام الدین اوہ جوٹھا اوسدا پانی ساجد پیتا
 گئی کدورت دلدی اوتون صاف ہویا دل نیتا
 دیکھو قدرت لا یزالی آن نصیبان ولیا
 گیا آہا شکار کرن نون آپ شکار ہو چلیا
 توبہ استغفار جو کیتی حسام الدین شتابی
 پیش فقیر شکار دے طرفون ہن رہسان جال بیتابی
 بیتاب مراد سلوک دے اندر وچ سلک طریقت والی
 پر جہان نظر افلاک معین واہ واہ قرب کمالی
 ہور چند وصیت خاص نصیحت کیتی اوس فقیر
 ایہ اوہ دونوین راز مذکر کیا حاجت تقریر
 چل عاشق ہن آگیرے چلیے کر تون راز مدور
 جستہین پہیت جو عامان لوکان آوے سمجھ مقدر
 اوہ پانی اہل نظر دا جوٹھا مؤیان زندہ کردا
 وانگن آب شراب طہورا وچ حال سیرابی دہردا
 حسام الدین اکسیر اعظم تہین بسم ہویا تر تہیزان
 فقیرون رخصت لیکے مڑیا ہسوار اوتی شبدیزان

ہک عجب رباعی دُرّ زبانوں کہندا رہیا ہمیشاں
 صفت اوصاف توحید رباعی حال پایا درویشاں
 کہندا جدھر ویکھان آوے نظر اندر لاوبالی
 اوسدے باہجون کوئی نہ ویکھان عاشق راز سماہلی
 اس حدّ توڑین رتبہ اسدا عقلوں فکرون باہر
 ہن عہد برابر پورا ہویا ہر کوئی استہین ماہر
 اے سو پنج ۸۰۵ سنہ جو ہجری اسدے ہوئی تیاری
 قالوا انا لله و انا الیہ راجعون ہن میلا آخرواری
 بعد تنہاں ہک بیٹا رہیا محمد اسمعیل
 بہت عبادت بہت ریاضت صاف ضمیر بے قیل
 محو طریقت محو حقیقت وچہ محو شریعت خاصا
 مارے شعلہ جلوہ نوری از دنیاں مال بی راسا
 ذرا نگاہ بر ورم دیناران ہر گز کدی نہ رکھتے
 پہلے لگتے تان پتر روکھان قوت برابر چکھتے
 وچہ قبرستان تے جو ہے پیلے رہندا سر گردانی
 اوس کدی ارادہ طرف آبادی رکھیا نہ دل جانی
 جیکدی آدم نظری آوے نس پران ویندا
 وچ پہاڑان صرف بہکلا ربون یاد کریندا
 جان عہد موافق نیڑے دھکا کیس دلون معامے
 شتابی طرف کہیدی آیا اوہ عالی مخدومے

فر چند نصیحت بیٹے تائین کیتن دلون بجانو
 ولی الدین جو بیٹا اوسدا عزت حرمت شانو
 کہے عزیزا رکھ دے دے جو کچھ تینون دستان
 نال حضور دے دے تین پڑ بدل وانگن وسان
 جوہر خرید جو رب تعالیٰ عطاء آدم نے کیتا
 برائے اوس کیفیت رتبہ حقیقت شے دل نیتا
 جیونکر ہے تس پانویں چھبدی اندر حال وجودے
 جسمانی خلعت روح انسانی وچ کار حکم معبودے
 ایہ کہیا جوہر جو کتھون آیا وہ فر کدہر جاسی
 عدم با عدم آمیز شتابی وہ مُر فیر نہ آسی
 یعنی کجا کُلن روانہ باہر کوئی نہ رہسی
 توڑی حقیقت کار عوامان معلم حال نہ بہسی
 ایپر عقل فکر تہین جانے مقامون لوڑ مقڑہ
 غرض آنوان از عدم سیان وڈہ کلام نہ ذرہ
 ایہ کل اعضاء جے آدم تائین دتے رب تعالیٰ
 برائی عبادت راز عدم دا کار موقوف سمہالا
 لہر نچھد رست دے تائین وچ حاصل اس سعادت
 دخل تمام تے اثر عظیمی با کرم کریم عبادت
 خلاصہ اوقات مصروف تحصیل جو امور ضروری
 عبادہ علمی کولون عمل لوڑ کرین مسرورے

طفل بازی وچ عمر نہ جاوے ہوش لوڑیندا آگے
 مت اختیار آخر کچے آوے قلم ربانی وگے
 آج کیتا کل کاری آوے نہ کیتا تان خالی
 پہلکے چنگا اوہا جانی جو عملون کار سمہالی
 اتی رونشا بہت نصیحت کیتس بیٹی تائیں
 فر چشمان مے بوسہ دیتس دلدے نال رضائیں
 وہ فر الوداع سہ کولون ہوئی جان تیاری
 اٹھ سو پینسٹھ سنہ ۸۶۵ جو ہجری دتیس جان پیاری
 ولی الدین جو بیٹا تسدا رہیا بزرگوار
 وانگن عاشق جو مذکورہ کیتس جان نثار
 نصیحت باپ دی محکم پکڑی اسے نال یقین
 دنیا ترک پراہان کیتس عالی صاحب دین
 تازہ باغ دماغ دا ہویا نال عبادت مگھی
 دنیان وہم اندیشہ دوری واو رحمت دی مچھلے
 لگا پنہ و نصیحت سنانون خاص عوامان تائیں
 حضرت ولی الدین بہادر ہادی اہل صفائیں
 حواس خمس تاثیر جسم دے دید شنید جو باقی
 قالب ساتہ خمیر جو قالب اربع عناصر کافی
 اس تہین دکھ ہر چیز علیحدہ پالش قالب آئی
 گرفتار آگے حواس جو خمہ قاتل زہر ایہائی

گلزار انہان تہمین مہر محبت حلیمی کار جو وڑیا
 دور غصہ جیون آپ حیاتی کڈہ پراہان کھڑیا
 ہر ہک تائین تار زلف دے دیشے کری نہ اوہلا
 حضرت ولی الدین بہادر نور نورانی شعلہ
 عناصر اندر قالب ایہی تے قالب اندر ہستی
 قالب قدرت حرکت وارد عاری خاک جان مستی
 تسین قطرہ از دریا آراست جسم با حال جدائی
 کیونچے خوشہ خرمن وانگن باطل مثبت نہ پائی
 اراست کذب جی اختلاطی کار بے خبر خبر تمامی
 چنگا آراست آمیز بہتان گذرن نیک انجامی
 دنیا فانی کوچ دسیوے پر اندر بھد تساڈے
 مین خود بزرگ ہور آسافل کہندا مغد فسادے
 دعوا مہتر کہتر ناہین ایہ فرق تاثیر جسم دے
 باطل ہے بنیاد تساڈی جانجان فخر بی غمدے
 جانجان آپنان آپ نہ جانو کہتر اندر پہائی
 تانتان باطل وہم تساڈا قید خلاص نہ آئی
 جد فارغ تہ ہوئی خلاصی نہ تان حال جنجالی
 کیونچے حرص ہوا دے اندر آئی میل خیالی
 تمام جہان با خواہش دے دی خواہش دے تہمین پیدا
 جیون موج آوے دریانوان باہر نالون نال ہویدا

یا جیون آتش باد فزونی غلبیوں باد تجربہ
 فوق نشیند جدا نہ ہووے بعد مقین غلبہ
 ای غافل مندان سخن اساڈے عمل تساڈا آوے
 تان گل خلاصی قید حرص تہین جلوہ نور سماوے
 اتے رونشا رمز سلوکی صریحا ولی الدین
 دیتے لوکان تائین جانو ہوئی صاف یقین
 اکثر چلنان چلن ہارے ایہ سبہ دنیا فانی
 کوس رحیل جو ولی الدین بجیا اے دل جانی
 سنہ تاریخ جو نون سے (۹۰۰) ہجری ہوئی خاص تیاری
 قالوا اتا لله و اتا ایہ راجعون دیتس جان پیاری
 ایہ دنیاں باغ خزانڈے لیہے ہر کوئی چلیا جاندا
 جورہندا سبہ جاسی چلیا اوڑک طرف سماندا
 ولی الدین دا بیٹا بچے علاوالدین بلندی
 تس اول عمر سپاہی پیشہ دل ہتھیاران بندی
 غزنی اندر حاکم جو سا ایہ نوکر اوسدے آگے
 علاؤ الدین جو با ہتھیاران حب دلے تے وگے
 جدہر حکم کرے تس حاکم جاوے کم سواری
 حسب الحکم کہلوتا خدمت اوس حاکم درباری
 سہتا کم درست کریندا غزنی حاکم سندا
 نمک حلال انجام پوہچاوے حاکم پیش پسندا

تقدیر الہی مدۃ بعد وچ غزنی پیا نادر
 حاکم غزنی اتے ہرات شور ملک بیداد
 حاکم غزنی دو برادر آتش شور مچائی
 آپس اندر جنگ لڑائی ڈاھڈے دہم دہمائی
 اسی موجب علاؤ الدین نکلیا آہا جانے
 سمیت قبیلے غزنی وچون عالی ہمت شانے
 ٹریا خاص تیاری کر کے ہندوستان ولایت
 جد پوہتا اندر جا چنیوٹ عالیشان ہدایت
 اس راہ ملتانوں آنوریا مین سکونت اوٹھے کیتی
 سمیت قبیلے لٹھا اوتھے خاص ولیدے نیٹی
 ظاہر ہووے کلن دے اوتے جو ایہ راز سنانوان
 مت کچھ فضل اسان تے ہووے اجر حضورون پانوان
 شاہ عباس تان گریبان ست (۷) محمد کاظم توڑین
 اندر نجف الشرق تمامی رحلت واگ نہ موڑین
 یعنی نجف الشرف دے اندر جمعیت شاہ علی دی
 عبدالرحمن دے ہتھوں ہوئی موت اوس شاہ ولی دی
 شہید ہویا سنہ چالی (۴۰) ہجری کوفے اندر جانی
 فر روضہ پاک جو نجف الشرف اندر اے دلجانی
 ابواسحاق تان پستان پنج محمد حمید دی توڑین
 گدزیان اندر شام ملک دے پکت حسابون لوڑین

فر قاسم شاه تان ولی الدین کرسیان چہے پچھانو
 غزنی اندر شک نہ ذرہ گزریان دل تھیں مانو
 جان علاؤالدین جو وچ چنیوٹ آیا آہا جانی
 خاص سکونت پکڑی او تہے موجان خوشیان مانی
 ہک دینہ شہر تہین باہر آیا شبدیز اوتے سوار
 چراغ پایہ شبدیز جو ہویا بہت تہیا لاچار
 اوڑک یور زمین تے ڈھٹھاتے بچیا علاؤالدین
 پر خوف ہلاکت گھوڑے داؤن پائی اہل یقین
 مویا گھوڑا خوف مرگ دا دل اسدے وچ دھایا
 فر اوسب ویلے دیہ مسکینان گلن اسباب لوٹایا
 آپون جنگل وچ پہاڑان گیا علاؤ الدین
 کردا یاد خدا نون دم دم ہادی اہل یقین
 پچھے گھر وچ بیٹا اوس دا جناب نہال الدین
 چودان ورہان عمر انہاندی آہے سچ آمین
 ایہ پہین ترک از دنیان کولون رہیا بہتا دور
 اندر شعل جو الا اللہ دے غرق ہویا مسرور
 صاحب یمن باعین معین عالی جلوہ پایا
 روشن جن بدر دے وانگن نور و نور سوہایا
 سبحان اللہ کیا عالی رتبہ جو یاد خدانون کردے
 دریانواندیان موجان وانگن کدہین قدم نہ ہلدے

ربّ تعالیٰ دے نان کہندا دور ہو انہا پاسون
 جھڑے یاد اللہ نون کردے تہہان قرب اگاسون
 ہن ویلا وقت وہایا سارا اوتون آئی رات
 نوسو ہجری سنہ پنجاہ (۹۵۰) علاؤ الدین وفات
 نہال الدین جو بیٹا اسدا آہا عالی شان
 کفن نوہالن گور جنازہ کیتا اس سامان
 خانقاہ جناب علاؤ الدین وچ چنیوٹے ہوئی
 زیارت گاہ او عالمیاں دی آوے سن ہر کوئی
 فر کتنے روز نہال الدین رہیا اوتہائین یار
 پر اوڑک ڈیرا چائیس اوٹھ پوھتا آء پوٹھوہار
 اندر اوتہان دنان دے آہا شیخ کہکا اولیاء
 وچہ شہر تحت پڑی رہنون والا عالیذات صفاء
 حضرت نہال الدین صدق تہین آیا اسدے پاس
 بیعت کارن بیعت ہویا کم ہوئے سب راس
 انہان پہین اوس شہرے اندر سکونت پکڑی چائے
 نالے کیتی شادی اتہوں، دلدے نال رضائے
 ہور ترکہ دولت بہتی آہے پاس انہاندے جان
 یعنی ترکہ باپ دا آہا تسی پچھان
 اوس ترکہ موجب گذر کریندا اندر اوتی جائے
 نہال الدین کمال جو ہویا از بیعت فرحت پائے

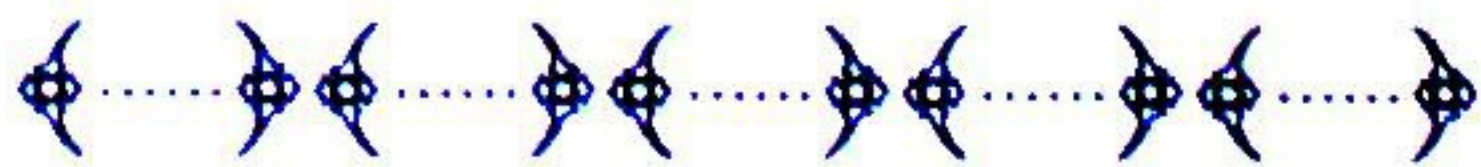
سخاوت اتے حلیمی بہتی بہکتیان دیوے نان
 پیش موجود طعام کو بوہتے دیوے اوسنو جان
 آپون بہکھان رہندا اونوین دوجے رنج کریندا
 ہور مسجد وچ مسافر جڑی اتھہان خبر رکھیندا
 ہور کپڑا لٹا بہتا دیوے بچھو تنکیان تائین
 صاحب عین صفائی والا دلدے نال رضائین
 با فضل الہی گھر اُسدے وچہ بیٹا پیدا ہویا
 عالی نور تجربہ اوستی ہر گز کدی نہ رویا
 راوی کرن روایت ظاہر اوس راتین ماہ رمضان
 شبہ پیا وچہ ویکھن لوکان چن نہ ڈٹھا جانی
 {ماہی صلاہت} ہک قاضی صاحب اوس شہرے وچ اوہ بھی آہا اولیا
 {الکلام} واصل باللہ عارف باللہ صاحب عین صفاء
 کہیا بول زبانون ظاہر اوسنے لوکان تائین
 عمل کرو میں آکھن اوتے ہونون دور بلائین
 گھر نہال الدین قریشی جھیا جو فرزند
 اوہ مادر زاد ولی ہے کامل سنو میری پند
 جاؤ خبر لیاؤ چھیدی مادر اسدے پاسون
 لڑکے پیتا دودھ یا ناہن جسدا قرب اگاسون
 پھچیا لوکان مائی کہیا راتین پیندا رہیا
 جان سُرگی ہوئی وہ نہ پیتس ہن تک لوسنھیا

فر لوکان خبر پوہچائی قاضی دتا پہیت سنائی
 رکھو روزہ ماہ رمضان قاضی ایہ فرمائی
 فر قاضی صاحب نام عبداللہ رکھیا اسدا جانو
 جناب حاجی عبداللہ ایہا صاحب فیض پہچانوں
 جان سرت سمھالی پاک عبداللہ لگا پہون پہچان
 ہر روز بسالی جا کر سہین سبق لیاوے جان
 علم فقہ نئے علم نظم دا دونوں پڑھدا آھا
 نانہ کدی نہ کردا ہر گز جاندا خواہ مخواہا
 فر نال شتابی گھر نون آوے کم گھساندا ناہن
 اوہ کم تمام بیان کریان تینوں مین سمھائیں
 وچھے کل لوکان اوس شہرے بت دیہاڑ چراوے
 ایہا کار مشقت اوسدے نالے سبق پوکاوے
 جو جو مالک وچھے والا ہر ہک گوگی دیندا
 حضرت پاک عبداللہ تائیں اینوں راوی کہندا
 ﴿.....﴾

در بیان دیگر اوصاف جناب حاجی عبداللہ

غازی خان بدہال جو اکدینہ باہر شہرون آیا
 نیت شکاری طرف اجاڑی تس وڈا تعجب پایا

کیا دیکھے عبداللہ ستا کول جو ہک پلپار
 موسم آہا تابستان تے سایہ کیتا مار
 اوس چھجلی اپنی سر عبداللہ آہے خوب کہنڈائی
 سایہ سر عبداللہ اوتے کیتا اوسنے جائی
 غازیخان تعجب ہویا تے اچران اوہ سن مار
 دیکھ کے اسنون اولے ہویا وڑیا وچ پلپار
 پرت آیا فر غازیخان وچہ سخت تخیر حال
 شاید عالی رتبہ اسدا واہ واہ نیک خصاں
 برنالی کل حقیقت پچھلی آہے تس معلوم
 چن جو ماہ رضانی والی آہے تس مفہوم
 ہن دوجی وار اوصاف جو نظری اپنی اکہین ڈٹھا
 خاص یقین تصور ہویا واہ واہ عالی چہا
 ایہ مادر زاد ولی عبداللہ کہندا غازیخان
 اگے لوکان اہل صفائی جہڑی اہل بیان
 سن کے لوک تعجب ہوئی عقلمون فکر حیرانی
 برحق عبداللہ اوتی ظاہر فضل ایہی یزدانی
 ایہ مادر زاد ولی ہے پکا سوچہ شک نہ کوئی
 آکھن لوک تمامی اسنون واہ واہ عزت ہوئی



در بیان دیگر اوصاف جناب حاجی عبداللہ

دیوان حضوری قدس سرہ

اکدینہ نو بنی بچھ مقدم خلق ہلیٹھی کیتی

ہل وہانوں کاران کٹی صاف دلے دی نیتی

لنے لیتربے نام تندا ملک اندر پوٹھوہار

ہلٹھے ہو کے ہل وہانوں خلق انبوہ بسیار

جان روٹی آئی ہالیان کارن فقیر ہک ظاہر ہویا

صافی ضمیر فقیر اوہ آہا کرے سوال کہلویا

مقدم کہیا اوسدے تائین آء اوّل کھاتون نان

چھچھے ہالی کھاسن سارے جھڑے ہل وہان

فر اوہ فقیر جو صاحب برکت بیٹھا کھان طعام

کھاندیان کھاندیان ہک نہ چھوڑی روٹی اوس مقام

اے فقیر اوہ نعرے مارے مین بھکا بہت اگایا

رجیا ناہن دیو روٹی اوچین آواز سنایا

اوہ سبھا لوک تعجب ہوئے تی ہوئی بہت حیرانی

پر روٹی ہور لیائے چھیتی اگے رکھے جانی

اچران کول عبداللہ صاحب وچھے آہا چراندا

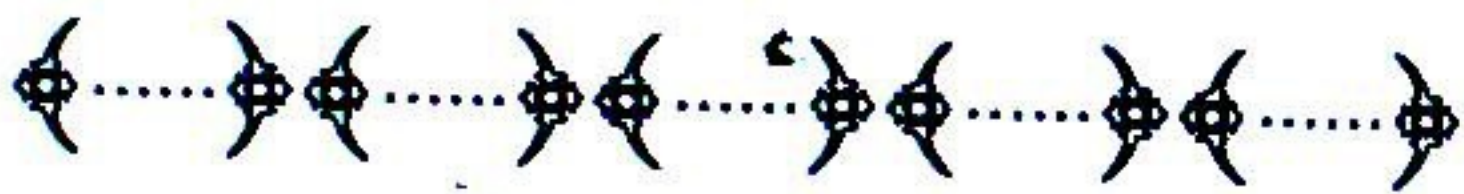
ایہ دیکھ تماشا طرف انہاندے قدم مبارک پاندا

مدت دتی لوکان تائین پاک عبداللہ نورے

پھڑ بسم اللہ روٹی کہتی دیندا اوس حضورے

رجا اوہ فقیر و پچارا جان اوہ روٹی کھائی
 ہو نہ منگی ہر گز اوس نہ سنیو مومن بھائی
 ایپر پاک عبداللہ صاحب از باطن راز معلومے
 کیتا اوس فقیر صاحب دا آگے ائی مفہومے
 ایپر منزل وچ حقیقت اوہ آہا فقیر چنگیرا
 جان ہتھ عبداللہ روٹی کھادی چوتھے منزل ڈیرا
 فر چھڑیا اندر قدم انہاندے اوہ فقیر و پچارا
 پاک عبداللہ صاحب اوسنوں دتا پھیت نیارا
 یقین ہویا گل لوکان تائین بسایہ کرامت دٹھے
 کامل اکمل ولی مکمل واہ واہ اسدے چٹے
 مادر زاد ولی کلن آکھن جہڑے لوگ خبر دے
 بے خبران نون حال نہ معلوم رہندے اندر پڑدے
 فر استھیں بعد نہال الدین اوس شہرون ڈیرا چایا
 چکڑالی وچ بدھالان والی تنبو پکا لایا
 سنی قبائل اوتھے آیا عالی مرد حضورکا
 سکونت محکم پکڑی اوتھے جاء ہوئی منظوری
 مسلمان اتے ہندو سارے جو اوس جائی رہندے
 سنج صبا حین پیش عبداللہ حاضر مجلس بہندے
 ادب قواعد بہت تنہاندا لوک کرینوں سارے
 جو کچھ کہے عبداللہ تنہان پانون پھیت نیارے

کھین وارین عبداللہ صاحب نس پراہان ویندا
 کیونجے کثرۃ آدمیان تمہین دور دورا ہڈے بہندا
 قبرستان اندر جا کے خوف دلے وچہ پاوے
 ہر دم دم اللہ اللہ کرا ہور نہ کچھ آلاوے
 کتنی وارین لوڑ لیاوے پاک نہال الدین
 جناب حاجی عبداللہ تائین بچھو اہل یقین
 تان پہن گھر وچہ ٹھہرے ناہین نس پراہان جاوے
 جتھے گوشہ جاء ہکٹے رب دا اسم دھاوے
 جتنان عاشق رہے ہکھلا ڈونی لذت پاوے
 ات سببوں عاشق تائین غیر نہ دل وچ پہاوے



حضرت دیوان حضوری کا سفر حج

جناب حاجی عبداللہ صاحب کیتی جان تیاری
 طرف کعبہ دے حج کرن نون دل تھیں ہوشیاری
 ماؤ پیو دے جازۃ باہجون ٹریا بزرگوار
 نال رفاقت شاہ سرمست او عالی ہمت کار
 شاہ سرمست سید شیرازی وڈا عالی شان
 موضع کیسوال جو روضہ اوسدا سمجھو راز بیان
 جد پوہتا کول سمندر حضرت پاک عبداللہ جانی
 ہويا سواہ حجاز دے اوتے صاحب فیض رسانی

ٹریا حجاز روانہ ہویا پر تھوڑا دور جان گیا
 ہک اوپر کنارے بجھ بریتی چڑیا شور جو پیا
 جاری ہووے ناہین ہرگز لائے بہتے زور
 حجاز روانہ ہووے ناہین لوک ہوئے کمزور

اوڑک ناخدایان کہیا کوئی اس جہاز دے اوتے
 شاید ما پو زندے تدے لاہوہ بھاگ وگوتے

لاہون لگے جہاز دے اوٹون ہک ہک بندہ جانی

اچران پاک عبداللہ صاحب بولیا آپ زبانی

میرے ما پو زندے پچھے تے مین ان پوچھیا آیا
 سن کے ناخدایان تسنون باہر ٹرت کہڈایا

سٹ گئے پاک عبداللہ تائین اونوین وچ بریتی

ملاحان چھیا کوئی وچہ جہانی ہوسی نہ بدیتی

کیونجے جسدے پاس نہ ذرہ پلا اُسدا لاہندے
 یا اونوین وچہ بریتی سٹ کے عجم جہالت راہندے

پہاویں کوئی مرے وسچارا پچھے دیکھن ناہین

ہک دمڑی کارن ضد کریندی سٹن اونوین راہین

حضرت پاک عبداللہ اوتے رہیا ہک بہتلا

نہ کو راہ عبادی ہرگز باہجون ذات جو اللہ

حضرت پاک جناب الہی جان فضلان تے آوے

اول دو کہ اندوہ پوہچا کے پچھے تخت بہاوے

ات جا بہت روایت ایہی پرایہ سبہ تھیں اعلا
 حضرت پاک عبداللہ اوتے سمجھو راز سوکہالا
 اوس جا مکان تنگی دے اندر حضرت پاک عبداللہ
 عرض کیتی درگاہ میراندی ہوئیں بخت سوائے
 یا غوث الاعظم مدت تیری مین دل میں چاہان یاری
 مہر کرو یا میر میران جیو وچہ اس سختی بہاری
 ایہ زاری پاک عبداللہ والی ہوئی ثرت قبولان
 وچہ دربار جو غوث الاعظم بچھو اے مقبولان
 وقت نماشان پاس عبداللہ آیا پیر جو نامی
 مدت کارن دیر نہ لائی صاحب فیض گرامی
 از غیب طعام لذیذ جو ظاہر پیش میراں دے آیا
 کھادا کچھ آپ کھادا کچھ باقی رہندا عبداللہ ہتھ پھڑایا
 کھادا طعام جو پاک عبداللہ آندا شکر بجائی
 پہین فر حضرت غوث الاعظم ایہ گل سی فرمائی
 حج تیرا از باطن طرفون وچ درگاہ منظوری
 پر جون ظاہر باقی حاجت رب کرسی پوری
 مین نود تینون دیان مدت اکھیں ٹوٹ شتابی
 جد ثیان اکھیں کھول تون اکھیں آکھیا پیر جنابی
 جان اکھیں بٹ ڈٹھا مین ظاہر خشک زمین پر آیا
 جتھے آنوندیاں اونہان لوکان جہازون باہر کھڈایا

کیا دیکھان جو غوث الاعظم کدھرے نظر نہ آوے
 اُوکھی منزل کہڈ کے اسانوں خود تشریف لیجاوے
 فر کتنے روز رہیا میں اوتھے آئے جہازانوالے
 دیکھ مینوں اوہ بہت تخیر پچھن بہت نرالے
 تون رکت سب اس خشکی اوتے آیا اے دل جانی
 عبداللہ کہے میں پہیت نہ ظاہر رکھیا پہیت تہانی
 ہور بعضے لوگ جو گوشے سیتی پچھن لگے مینوں
 آکھ دیکھان تون پردے سیتی کس آندا تینوں
 میں بہت خموش دے وچ ہويا اندر سخت سکوتی
 پر رکھے اندر پردے محکم تار رموز شہوتی
 فر رل مل حاجیان نال معین ٹریا با اتقانی
 کیتا ونج کے حج بیت اللہ کل دور ہوئی غمناکی
 فارغ تھون وداع ہو کے حاجی گئے کداہن
 اتے پاک عبداللہ طرف مدینے ٹریا واہوا واہن
 پہتا روضے پاک نبی دے تھوڑیان روزان
 صاحب عین صفائی والا جیونکر ٹھانٹھ سن
 الصلواة والسلام علیک یا رسول اللہ کہے جناب عبداللہ
 جان فدا کر پاک نبی تے سلام کرے ولی اللہ
 کوئی چند دیہاڑے رخصت سچے پاک نبی تھی :ریا
 بغداد دے طرف تیاری کیتس پوہچان فکر کہلویا

واہ واہ خاص تیاری ہوئی طرفہ غوث جیلانی
 ہر ہک قدمون وہ وہ قدم جاندا مرد حقانی
 دس دس قدمون دس دس کوہان ٹردا زمین لپیٹی
 منزل دا ایہ قدم اندازہ وچ جذب سلوک سمیٹی
 دس دس میل تے دس دس اوتے تس مار زمینوں کہڑیا
 اچن چیت جو نال شتابی بغداد اندر جا وڑیا
 ایہ باطن وہ باطن اگون باطن راز جو ملیا
 اوہ نور مصفا طرف صافی دے وانگ سیماب دے رلیا
 کلید لاہوتی غوث جیلانی دل اوینون پائی
 ہک پلک جدا نہ ہووے ہر گز رہندا حاضر جانی
 جاروب کشی تے دیوار روشن ہر دینہ راتی کردا
 اوتے روضہ غوث الاعظم صفت مداحین پہڑدا
 ہور رنگون رنگ طعام موجودی حاجت وڈہ نہ کھاندا
 تس ہر دینہ راتین خدمت روضہ کر کر من پرچاندا
 وانگ شکار دے نظری اندر نظر نہ ذرا چراوے
 توڑی حاجت باہر شہرون اونوین فکر نکاوے
 کیونجے جلوہ لہر تجمل تس پہلین نظرے ڈٹھا
 حضرت پاک جو غوث اعظم دا شہد شکر تہین مٹھا
 اوہ جلوہ حسن جو صورت کامل جھلمل کردی
 چار چوہیر جو پاک عبداللہ گل لا لا کے ملدی

نالے پاک مدینے طرفون مدت نبی دے ہوندی
 دل خوش حال جیون پھل گلابی تازہ رحمت پوندی
 قاف تا قاف تجربہ اونہان عبداللہ طرف سمانون
 ایہ ہر دینہ محو تجربے سیتی ہووے من پرچانون
 گہائل پل وچ بچہ کلجیا ماری تار زلف دے
 جو خاص تجربہ حال سیاہی نہ چانن نہ دزدے
 لوکان حال جو زردے اوٹنے پایا فکر تجربہ
 اتے خاصان حال سیاہی سیتی زر دے حال جو سلبا
 چل الہی بخش فقیرا مقصد کہول ضروری
 کیوں دیر کیتی وچ صفت عبداللہ جو ہے مرد حضوری
 جان کدے موسم حج دا آوے جاندا نال ہتہابی
 حضرت پاک عبداللہ صاحب جیون دریا مرغابی
 حج کرے اوہ نال ہتہابی فر مڑ پچے آوے
 اسی رونشا باران (۱۲) حج کیتے فرحت پاوے
 باران ورہان زہد عبادت حد معین ہوی
 حضرت پاک عبداللہ اتے باقی سب ہر کوئی
 بعضیان عمر جو سی ورہاندی زہد ریاضت کیتا
 جان ویکھن تان وچہ عزاتی فکر لاہوت نہ لیتا
 راجوادہ گلیانے والا حدہ معین کردا
 شجرے وچہ دیوان حضوری لکھ کے ظاہر دہردا

خمر نہیں ایہ کیا اوس کجیا کُلّے حدّ معین
 عوام الناس جو نال عبداللہ کردا حال مُزین
 شاید مت اوہ سچا ہوسی میرا فکر دروغی
 میں اپنے آپ دی خمر جو دیندا تجلا نہ افروغی

ایہ حدّ معین نال نصیپے جو وڈے نصیپے والا
 ہر ہک اوتے حدّہ نہ باقی ہوندا بہت ترالا

اتفاق جو خاص روایت ظاہر میں جو لکھہ ویکھانوان

اکتالیہ (۴۱) ورہان حدّہ معین دل تیرے تی لانوان

جان اوہ فصل کتدہ مالک فصلون فصل کریندا

چاہے نیم جو ساعت اندر درجہ غوث بنیندا

آکھہ جہمکن دی ٹہلن نہ ہووے چاہے درجہ دیوے

جی چاہے تان تخت شاہی دیون پل وچ دہک سٹیوے

حضرت پاک عبداللہ اتے گذرے سال جان باران (۱۲)

الہام از غیبی تربت وچون ہویا آن آشکاران

اے عبداللہ ریاضت تیری وچہ درگاہ منظوری

ہوئی لکھت ازل دی تختی تون دیوان حضوری

تمرک تیون میری طرفون ایہ کچھ ہویا جانی

ہک مصدّہ ڈوجا عاصا لے وُنج فیض رسائی

پوٹھوہار ملک دے اندر شہر بسیندا جو نام ایہائی

ڈیرا تیرا اوس وچ ہوسی پکو سکومت جائی

ہور کر تحقیق زبانوں کہنان اولاد آہنی دے تائین
 جو اس مصلے گرس بکری ہسی آکھ سنائین
 تمباکون نوشی اجتناب کرنا دلون تاکیدے
 جے ہٹی ناہن مرض برص دی ہووے تس بیدیدے
 یعنی پل وچ کولوہڑا ہوسی یا نال معطل تھیسسی
 اس وچہ شک ناہن گجہ ذرہ کیتا آپنان لیسسی
 یا گتتا ہلکا اوسدے تائین مارے سٹ دیوانہ
 فر اوڑک ویلے کچھوتاسی حال ہوسی پریشانہ
 ہور غیبت ہانت گوڑ زناہون یون مول نہ آیا
 جو جو اوس مصلی ہسی لیوے جان بچایا
 نالے بھتا یاد خدا نون کرنا دلون زبانوں
 فضل خدا دا بھتا نال رحمت ہوگ تسانوں
 وچہ حسین حیاتی غوث الاعظم کیتا ایہ فرمان
 خلیقے اپنے تائین ظاہر دسدا ایہ بیان
 جو سنہ فلانے سال دے اندر ہک ہوسی مرد حقانی
 از ہند ولایت اٹھے ایسی عبداللہ نام پہچانی
 او خدمت روضہ میرے سندے باران (۱۲) سال جو کرسی
 خاص دلیل حضور دے دے نال تیقن دہری
 فلان مصلّا شترے جہڑا ہور دوجا عاصا نالے
 دینا اوسون نالے تاکید کر فکرون فکر سمہالے

ایہو وصیت پشت با پشتی آئے مُنڈہ قدیمی
 خلیفہ جو جو مسند اوتے تسدے ہوش فہیمی
 جس ویلے حکم جو روضے وچون ہو یا پاک عبد اللہ
 پیش خلیفے ظاہر کیتس سوال کرے ولی اللہ
 دیوے تہرک سانوں جھڑا غوثِ اعظم فرمایا
 بول زبانوں کہے خلیفہ کرے بیان ہولایا
 اوہ تہرک امامت جہڑی اتہون واہ ڈوراہدے
 جانوین لینوین نال شتابی ایہ نصیحت آساڈے
 شاہ محمد بندگی بخاری وچ دہلی شہر سوحایا
 صاحب عین صفائی والا اوس رتبہ عالی پایا
 تہرک اوسدے پاس اہائی پوہتا اے دلجانی
 جانوین پانوین دیر نہوسی سُن تون مرد ایمانی
 اوہ تہرک خاطر تیری پوہتا اوس ولایت
 خوشی ہوئی عبد اللہ صاحب عالیشان ہدایت
 فر حسب الحکم جناب عبد اللہ بغداد شریفون فریا
 اس نون کرن روایت راوی وچ پکت روایت سُنیا
 مصلاً عاضا دوہان کارن دہلی طرف تیاری
 رکھنیں قدم جو منزل والا دور ہوئی دشواری
 ہک قدمون دو قدم زیادہ منزل حال اجالا
 فردہ مقابل وہ وہ (۱۰) زائد منزل قدم سمبالا

ہولین ہولین چڑھے اوٹرے صاحب عین صفائی
 اندر قدم جو منزل والی پاک عبداللہ سائی
 ہن آ فرسنگ اندازہ کیتس ہولین ہولین آوے
 ہک ہک میل جو سہ فرسنگا پینڈا لنگھندا جاوے
 اچن چیت جو وچ تہلانڈے پوھتا نال چلاکی
 عیشان موجان خوشیان سیتی دور ہوئی غمناکی
 فر قبر سستی دے اوتے آیا جناب حاجی عبداللہ
 کہندا جیون عاشق صادق دیہ دیدار ائمہ
 فوراً قبر شگاف سستی دی ہوئی جلدی نال
 اصل شکلیہ جیونکر اوسدے صورت حتی سمہال
 کہندی اے عبداللہ بون شتر سوار ہو گیا
 فرمایو جو ارشاد معین بہت مفاصل پیا
 اونوین فیر قبر وچہ داخل نال شتابی ہوئی
 آکھ سلام عبداللہ صاحب رخصت ہو گئیوی
 پر راوی کہندا قبر سستی دی ہوئی بند ہوتے
 جیونکر اول آخر اونوین حال اندر مضموتے
 مشہور حکایت جان عبداللہ مجلس اندر بہندا
 عاشق صادق دائم زندگی سستی لوکان کہندا
 ہر گز ناہین مردا کدین دل زندہ طرف خدائے
 مثبت مثبت ہمیشہ جانی تان جو بحث بقاء

دو قدم زیادہ وہ وہ (۱۰) غائب جناب حاجی عبداللہ
 پوہتا شہر دہلی دے اندر ژود ہادی ولی اللہ
 ڈٹہین شاہ محمد صاحب آن سلام بولاندا
 علیک السلام جو کہیں آگون اپنے کول بٹھاندا
 پچھیس حال احوال جو سارا پاک عبداللہ پاسون
 دیندا کڈھ مصلہ عاصا جسدا قرب آگاسون
 اپر پاک عبداللہ صاحب بیعت کیتی نہ ہو یا
 جان ویکھیس شاہ محمد صاحب رکھتے یقین کھلویا
 یعنی بیعت شاہ محمد بندگی بخاری کیتا جلدی نال
 حضرت پاک عبداللہ تائین مومن جانے سال
 کیونجے باہون مرشد کسے پکت ارشاد نہ ہوسی
 لکجا وچہ قرار معین باقی شور نہ ہوسی
 جان مرشد ہویا صورت ہوئی وچ صورت حال تصور
 پکڑ تصور تہے نہ ضائع کر حال با حال تصور
 جدون تصور دتا جلوہ پاک عبداللہ تائین
 لنگھ گیا کل پار سلوکون پایان موج ہوائیں
 اوہ اصلی پار سلوکون اگے پر حکم قرآن ورو دے
 واتبغوا الیہ الوسیلة جانی فرمایا پاک معبودے
 ہور دوجی جاء وچہ قرآنے بیعت شک نہ آیا
 یداللہ فوق ایدہم رب صاحب فرمایا

یا محمد علیہ السلام ہمتھ قدرت دا ہمتھ تیرے تے آیا
 جاں توں بیعت کرین مقّرہ باطن ہمتھ سمایا
 ہن توڑین اوہ بیعت محکم درج بدرجے آئی
 تاثیر ہدایت ربّ دے پارون دیوے ثرت لکھائی
 جیکو منکر بیعت کولون تس کیا دل وچ آئی
 شاید باہر نہما دے شرعون دے قرآن گواہی
 ات سبوں پاک عبداللہ مرشد ہمتھ بڑھایا
 پر باطن اندر مرشد تسدا غوث الاعظم آیا
 اپر مرشد ظاہر کولون کم جو تیری شہوتی
 امر معروف تے ہور تصور نظر جو پکت مضبوطی
 باطن صرف الہام کریندا پر کہین نظر نہ آوے
 ویکھن باہون کامل طالب جت ول چاہے جاوے
 ہور دَبَقَّہ مرشد ظاہر والا باطن طرفون ناہیں
 توڑی باطن دَبَقَّہ دیوے چھوڑے عمل اٹھائیں
 حضرت پاک دیوان حضوری جناب حاجی عبداللہ
 تکیہ ظاہر مرشد اوتے لایا ولی اللہ

﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾

مرشد نامہ

مرشد پاک عبداللہ سدا شاہ محمد جانی
 بندگی بخاری لقب انہان دا صاحب فیض رسائی
 شیخ محمود جو مرشد ایہ شاہ محمد سدا
 کامل اکمل ولی مکمل ہر ہک فیض دہندا
 وة اسدا مرشد شیخ عبداللہ صاحب جلوہ عالی
 اتے شیخ عبداللہ عبدالواحد پایا فیض کمالی
 عبدالواحد پایا رتبہ از شیخ محمد قاسم
 بہین عبدالباسط مرشد تسدا عین العلم دا عالم
 عبدالباسط عالی رتبہ پایا فیض تاکید
 شیخ شہاب الدین دے پاسو جسدا قدر مجید
 شیخ شہاب دا مرشد جانی شیخ جو بدرالدین
 اتے بدر الدین دا مرشد ایہ حضرت شمس الدین
 شیخ شمس دا مرشد ظاہر حضرت شرف الدین
 جیونکر بدر ہلال تجلا روشن حق یقین
 شیخ شرف دا مرشد ہویا شہاب الدین جو ثانی
 اتے اسدا شیخ عمادالدین عالی ہمت جانی
 شیخ عماد دا مرشد بیا حضرت عبدالرزاق
 ایہ خود بیعت غوث جیلانی ہویا با اتفاق

جناب حاجی عبداللہ کی وطن واپسی

جان شاہ محمد مرشد کولون ٹریا پاک عبداللہ
ٹرن دے ویلے شاہ محمد مودہ کہے ولی اللہ

طرفون شاہ محی الدین باران (۱۲) اسم ایہائی

عالی شان تے لقب جو تیرا دینوان تہہ سنائی

حاجی الحرمین الشریفین تون حاجی عبداللہ

سلطان الموحدین دوجا اسم تون حاجی عبداللہ

برہان انعاشقین تریجا اسم تون حاجی عبداللہ

حجتہ المشائخین چوہبا اسم تون حاجی عبداللہ

غوث المغنثین پنجوان اسم تون حاجی عبداللہ

قطب الاقالیم چھیوان اسم تون حاجی عبداللہ

امام النجباء ستوان اسم تون حاجی عبداللہ

مہدی الاولیاء اٹھوان اسم تون حاجی عبداللہ

مفتی الفقراء نوان اسم تون حاجی عبداللہ

مقتداء البدلاء دھوان اسم تون حاجی عبداللہ

ہادی المتخیرین یاروان اسم تون حاجی عبداللہ

حضرت دیوان حضوری باران اسم تون حاجی عبداللہ

ایہ باران اسم جو شاہ محمد مودہ آکھ سنایا

حضرت. پاک عبداللہ تائین ہجو جین من بہایا

ہُن رنھت خاص تیاری ہوئی حضرت پاک عبد اللہ
مصلّا عاصا لے تمرک سلام کہے ولی اللہ

وعلیکم سلام ہو شاہ محمد دے جواب قرارے
نوحدل سیتی رنھت کیتس بچھو اے دلدارے

آ ہُن چا مل حب وطن دے پاک دیوان حضوری

ٹریا منزل قدم کریندا سالم چہرہ نوری

ہک تہین زائد ده از ده (۱۰) قدم ہولین ہولین آوے

ہر ده (۱۰) زائد میل اندازہ ساعت ڈھل نہ لاوے

تپیا ہوش رحم دیان نظران پاک دیوان حضوری

وانگ پتنگ شمع دے اوتے آیا پینڈا دوری

آپوتتا پوٹھوہار دے اندر کوئی واقف اگون ملیا

عمر پتھی ما باپ دی اوستہین، دے جواب او اڑیا

باپ تیرا ہو بزرگوار محمد نہال الدین

ده سو ہجری سنہ ہو ہنخویہ (۱۰۲۵) رحلت تس یقین

ہور مائی تیری زندگی ایسی اپر گریہ زاری

فراق تیرے تہین نور اکھتین دا نظر گئی تس ساری

ایہ گل سن کے پاک عبد اللہ دعا شتابی کیتی

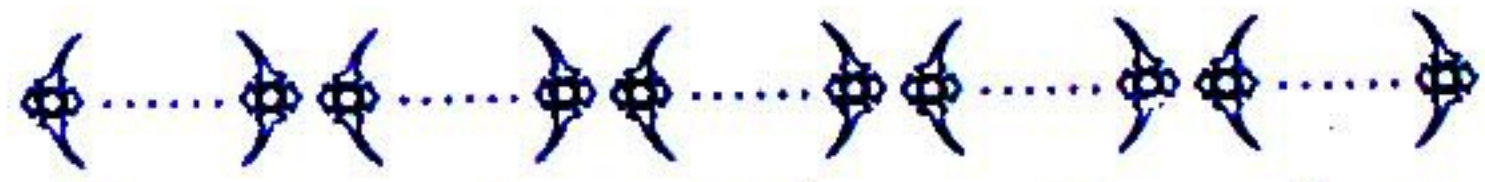
اندر حق ہو باپ آپنے دی حب دلے دے نیتی

فر نال شتابی وچہ چکڑالی آیا پاک عبد اللہ

ٹھہٹھا اوتے قدم ماٹو دے پیار دیوے ولی اللہ

پچھیا مائی کون توں کیا کچھ نام ہے تیرا
 اگون حضرت کہے عبداللہ نام عبداللہ میرا
 سُن کے نام عبداللہ والا مائی سینہ لایا
 ہور کتنے یوسے سر پشمان تے دیتس سوز ہٹایا
 پر اتھے رمز اوکھیرے جانی سمجھ نہ جانے کوئی
 جان بحق تسلیم ماؤ دی اوسی ویلے ہوئی
 ملنے ساتھ جو روح تندا قابض ہویا جانو
 اس دار فناء تہین طرف بقا دی رنھت ہوئے سیانو
 کیونجے پیش سمور غمیدا جوش اندر بہڑ کاری
 مارے شعلے سوز فراقے اندر ہر واری
 جان ملیا پیا وانگ برف دے سرد ہویا جیو پانی
 وِسی آتش درد سوزاندے نالے عمر وھانی
 ربا کدے نہ دین وچھوڑا ما پیو تے فرزندان
 ایہ سخت فراقی تیر جو قہر وتر دینین نہ دلبدان
 دلبد پیارے دل دے ٹکڑے جیکر ہون جدائی
 ماؤ پیو دا جگر کلجیا کڈہ کھڑیندے پہائی
 نرزند کسے دا غائب ہووے یا تے موت لیجاوے
 ہکو جہاء غم دوہاندا آتش وانگن آوے
 دیکھ اسدی تمثیل پچھتیری سر جہان دے ورتی
 اسی باب وچھوڑے والی داخل اندر دہرتی

فر کفن تیاری گور جنازہ کیجا کلن سامان
 اپنے مائی پاک عبداللہ بجھو یار بیان
 وڈ نال شتابی پاک عبداللہ وڈیا آء بشندور
 موجب حکم جو غوث جیلانی اوٹھ آیا فی الفور
 مصدہ خاص تمرک جہڑا کیتس جان کشادہ
 کر کے وضو یاد خدا نون لگا کرن آمادہ
 آمادہ نام بہلا جانے بہلا مفرد پانداء
 ذات الہی مفرد ایہی جو مفرد سو جاندا
 سولان (۱۶) ورہان پچے آیا پاک دیوان حضوری
 ملک اندر پوٹھوہار سفر تہین آس ہوئی گل پوری



گرامت حضرت دیوانِ حضوری قدس سرہ

جان پاک عبداللہ مدت پچے آیا وچ وطن دے
 پر وطن پیارا وانگ گلستان کھڑیا وانگ چمن دے
 جیونکر پھور گلان پر راضی یا جیون بلبلی جانی
 تینوین پاک دیوان حضوری راضی وطن پہچھانی
 ویکھ عجب تماشا بیا قدرت کھیل ربانی
 کیکن ظاہر پاک عبداللہ ہوندا سر پہچانی
 بشندور شہرے دے لوک بدھال خاص سکونت داری
 سلطان اکبر قلیجان گلکھتر دے نال ہمراہ ہمواری

نصیب خان جو نانوان ظاہر فتح خان جو دوجا آھا

ایہ ہر کاب سلطان اکبر دے فردے پتے راھا

تقدیر الہی ملک کابل وچ ہويا شور لڑائی

سلطان اکبر جو نال افغانان دتا شور مچائی

نصیب خان دے پھلے جہڑے تنگی بہتی پائی

آکھن کینوین خمر اونہاندی آسانون پونہچی آئی

اوڑک لکھتیا کاغذ انہان طرف اتہاندے جانی

پر کھڑنے والا کوئی نہ دستی ہوئی بہت حیرانی

کر کے فکر تمیز اونہان نے سدیا پاک عبداللہ

پر خمر نہ اونہان شان انہاندا کیونکر ہے ولی اللہ

مسافر کر کے جاتا اونہان پاک عبداللہ تائین

ٹورن لگے طرف کابل دے ٹھہرتی خمر لیاکین

اوڑک رقعہ دتا تنہان نال سپرد تاکیدے

نصیب خانی دے ہتھ وچ دینان کہن بدہال بیدیدے

ہور جو خمر اونہاندی جہڑی رقعہ پرت لیاونین

جو کچھ لکھت اونہاندے ہوسی آسانون ہتھ پہڑاونین

لے خط پاک عبداللہ صاحب ہولین ہولین ٹریا

منٹیس حکم جو سر چشمان تے قدم نہ چکھے مڑیا

جان نظر پوشید بلاحالان کون ہويا پاک عبداللہ

کیا دیکھے ہن کوئی نہ نیڑے جوش پیا ولی اللہ

ذاتی اسم جناب الہی رکھیں پیش مقابل
 الف اسم دا اسجائی تے لام دوہٹا ونج کابل
 بجلی وانگن نال لائے دی ہکساعت وچ پوہتا
 دتیس خط نصیب خانی نون حاضر ونج کھلوتا
 جان پھڑیا خط حیرانی اندر ہوئی سرگردانی
 تاریخ دہیاڑا کرن تمیزان کیا ایہ پہیت نہانی
 اوڑک اونہان لکھ جواب دتا پاک عبداللہ
 اوہا فیر تاریخ معین فریا لے ولی اللہ
 جان اوہلے نظر انہان تہین ہویا ذاتی ھ پہنوائی
 نال ھیدے بجلی وانگن اوتے الف پوہچائی
 ایہ نال قدم دے زمین لپٹین باج کھدبان اوڈہ جاندے
 جہان رتبہ غوٹی ملیا ساعت ڈہلن نہ لاندے
 تحت ٹرائی ذکر انہاندا الفون الف پوکارن
 ذاتی لام ھ باقی اسمون وچ لامکان موکانون
 باقی ھ اسم معلق طرف نزول اوتے جائی
 جھون الف اوٹھایا اول اوتھے آن مکائی
 ایہ ساعت اندر چوہدین طبقین فکرون سیل کریندی
 جے چاہن تان نال وھودے ادھر ادھر دیندی
 شک نہ کرنا رب تہین ڈرنا مت کوئی شک لیاوے
 شک آنے ھ کافر تھیوے مفت ایمان لگاوے

کیونچے رب فرمایا ظاہر قدسی ایہ فرمان
 الانسان سرّی وانا سرّہ وچ غوثان حق بیان
 حضرت پاک دیوان حضوری ذرّہ دیر نہ لائی
 ذاتی اسم جوہر مدور اوتے الف موکائی
 نال ہیڈے جیونکر اول گیا لام اوٹھائی
 تینوین پرت پہچاہان مڑیا نکھو جین من بھائی
 جو سرّی ہووے پکڑے سرّان سرّون سرّ ہو جاوے
 سرّ ہويا جان باقی، اگتے ذرّہ فرق نہ لاوے
 حضرت پاک دیوان حضوری آ بیٹھا اپنے جانی
 تے کاغذ ہر گز دتا ناہین رکھیس پہیت چھپائی
 فردوئے دیہاڑے کیا اوہ ویکھن آیا نظر انہاندے
 آ کہن کیوں نہ گیا شخشا کہہ حقیقت واندے
 تنگ ہوئی عبداللہ اوتے باہر حدّہ اندازی
 تبسم کر کے کاغذ کڈھیا پاک دیوان شہباز کا
 دیندا اندر ہتھ اونہاندے پہڑوے پہول شتابی
 سخت حیران پلے وچ ہوئے لازم تے بچابی
 ڈھپے اندر قدم عبداللہ توبہ توبہ پوکارن
 بخشش کارن عرضان کردے پہیل گئے سب کارن
 جان منت زاری سر حدّہ پوہتی بخشیا پاک عبداللہ
 جاو رب دا فضل تسان تے سخن کہے ولی اللہ

ایہ دعاء بدہالان حق بدعا ہو بہی
 ہن توڑین اوہ مفلس عاجز، مُلکین خمر جو گئی
 اوّل اولین ایہ کرامت استہین ظاہر ہوئی
 پایان خمران لوک جہانے ڈریا آہا سہ کوئی
 خلق خدا دی آئی بہتی پیش حاجی عبداللہ
 آون نظر تکانون ظاہر مقصد دے ولی اللہ
 بیعت خاص توجہ ظاہر لگا کرن حضوری
 جیکو آوے ہتھ پہڑاوے لے مرادان پوری

☆☆☆

ہک طالب شخص جو اس حضرت دا یعنی خاص مرید
 ہن ایہ حقیقت سو مقررہ دل تے جان تاکید
 اوس جو اپنے عاصا اندر پایان سچ دیناران
 دل وچ کہے دسوند مین حضرت پیش دیوان گزاران
 جے ایہ نال سلامت پوچھن تان کڈہ کے اول حق
 دیسان پیش دیوان حضوری نام جناب بیشک
 ٹریا اوہ کشمیر دے وچون نال تاکید ضروری
 فر راہ وچ نیت فساد دلیون بیا ہے مقدوری
 مین اتنان قدر زیان نہ کرسان دو روپے دیسان
 باقی مہران پلے اپنے محکم ضبط رکھیاں

شیطان خبیث جو دل اوسدے وچ پایا خلل ہزاران
 وسواس درونی داخل سینے بے حدہ ہشماران
 جان فُردا فُردا لب دریا تے آیا کشتی چوہیاء
 اپن چیت جو عاصا ہتھون وچ دریا دے چھریا
 فرگریہ زاری بہتی کیتس عاصا ہتھ نہ آیا
 اوہ عاصا پاک جناب الہی وچ دریا کھپایا
 اچران پار اوتارا ہویا خالی چلیا آہیا
 پیش دیوان حضوری آ کے ادب بجاء لے آیا
 چمدا قدم دیوان صاحب دل تہین بہت اوداسی
 پچھدا پاک دیوان حضوری کیون تون دل دواسی
 اوس راز تمام حقیقت جہڑی گذری آکھ سنائی
 فر سن کے گل دیوان حضوری تبسم کر فرمائی
 جو کچھ اول نذر فقیر دی تہہ معین کیتی
 جے اوہ اونوین کرین ادائی کرساں کہے دل عتی
 مرد حضرت فرمایا اوس نون دیر نہ کر تون ذرہ
 ونج فلانے چشمے اوتے مقصد پائین مقررہ
 فصل خدا دا ہوسی تہہ پر مدۃ پیر جنابی
 لیہسی عاصا تیرے تائین ہوسی دور پچابی
 طالب اوٹھ ہتابی سیتی چشمے تے ونج پوھتا
 ویکھن لگا پانی اندر عاجز مند کھلوتا

کیا دیکھے سر پانی اندر عاصا ظاہر ہویا
 لے کے عاصا طرف حضرت دی پل وچہ آن کھلویا
 اوہ نذر معین کڈہ شتابی ہتھ حضرت دے دیندا
 باقی ہور جو کار کر ضروری آپنے خرچ کریندا
 واہ واہ پاک دیوان حضوری آس کریندا پوری
 ذرہ دیر نہ لاوے ہر گز وچ درگاہ منظوری
 نال نظر دے چھیکت لیا عاصا اوسدا جانی
 صاحب عین صفائی والا وحدت موجان مانی
 ذاتی نقشہ اسم الہی تس نظرے پیش ٹکایا
 جوش اسم دا لگا کچھے عاصا جلدی آیا
 عاصا وانگ نشانی کیتس تے اسم الہی گولی
 دبقہ مار نظر دا پچھون تڑت لے آیا آ گولی
 ہن توڑین اوہ چشمہ قائم جس تہین عاصا ظاہر
 خمران ملک جہانے اندر ہر کو ہویا ماہر
 جان امساک باران دی ہوندی لوک اس گرد کدورت
 کڈہدے پانی جاری ہوندا قائم اوسدے صورت
 صورت معنی کیا کچھ ایہن عاصی کھول سناوے
 بدل بارش بھجا ہوندا ذرہ دیر نہ لاوے
 ایہ کیا حکمت بدل ہوندا اوس چشمے دی صافی
 بند بخار اسم دا اوتھتے ہن تک آوے کافی

بخاری معنی کیا کچھ ایہو مقصد آکہان سارا
 بخار تاثیر جو لاگ اسم دے ہتھو اے جگ سارا
 تاثیر دے معنی کیا کچھ ایہو ظاہر کرین نہ اوہلا
 تاثیر معجون اکسیر نون کہندے فضلون فضل جو مولا
 فضل خدا دا بے حدہ جانان، کچھ اسان شمار نہ اوے
 پر جو کچھ عاصی سمجھا اندر آیا آکھ سناوے
 جیکر بارش ہووے ناہین اوس چشمے دی صافی
 تان جانو غیر کسیدا ہتھ لگا اوسون لافی
 غیر دے معنی کیا کچھ ایہو چھیتی آکھ سناوے
 بے نماز تے پھلی غیبت کذب لافی دراء
 کیونجے رب تعالیٰ کہیا وچ قرآن مجیدے
 و اقموا الصلوٰۃ سج پیارے ایہ آیت با تاکیدے
 ہتھ لگے جتھے بے نمازی نندا یمن پدیرے
 جاگو اے بدکار غافل کچھ کریو فکر سویرے
 جیکو جاوے اوس چشمے تے سو نصیحت میری
 تان صاف مصفا ہو کر جانوین خیر ہووے سہ تیری
 اوہ آب زلال معجون روحانی یا ہے تاب ایمانی
 بے قدراتون سمجھ نہ آوے آکھن پانی پانی
 سو جہال مین ظاہر کر کے تینون پھیت ویکھالان
 غفلت والا پردا تیرا باہر کڈھ سمبالان

نظر جو نال دیوان حضوری لاگ اسم دی آئی
ہتھین ہتھین وچ زمین تھی اوہون ظاہر پائی

اے غافل کچھ کریں نہ چھیڑ آساڈے نال مزاحان
جے چھیڑ کرو اس راز دے اندر تان مین بدتر آکہان

بدتر کہڑا دس فقیرا کر تون پہیت آشکارا

جس رب رسول تیقن ناہین، سُن تون اے دل دازا

تیقن دی ہُن دس حقیقت، کس نون کہن تیقن

قربان جو رب رسول دے اوتے ہووے جان تیقن

نالے ہور کرامت ولیان حق سچ جانے ظاہر

سنت جماعت ٹولے کولون مول نہ ہووین باہر

جو باہر خواہ اوڈدا جاوے مول یقین نہ لاؤ

جھے ویکھو پکڑ سُرُوڑی پٹھو پٹھ دباؤ

حضرت پاک دیوان حضوری جناب حاجی عبداللہ

وچ سلک طریقت محو طریقت جناب عالی ولی اللہ

سلک طریقت کیا کچھ معنے ظاہر کر دکھانوان

وچ اصل شریعت محو ہونان دل تیریتے لانوان

وچہ محو شریعت محو طریقت ہستی کرنی دوری

رکھنان قدم جو نیستی اندر پانوسن چہرا نوری

☆☆☆

ہک خاص مریدا اس بحر لاہوتی یعنی پاک عبداللہ
صاحب خاص یقینے والا مدت تس ولی اللہ

موضع کھاریان نال کنارے پھاتا وچہ اجاڑی

یعنے ایہ مرید حضرت دا بچو خلقت ساری

ہک شیر خونخوردی سخت مریلا پیش مقابل آہیا

رکھیا ڈنب اوس پشت اپنے تے نالے منہ کھنڈا ہیا

اچران گوک اوس ماری ڈاہڈی کر کے عجز نیازے

طرف جناب دیوان حضوری پوچھ مینوں شہبازے

ہن مدد ویلا وقت کویلا کر جو گجھ مدد یاری

مہر تساڈی خیر اساڈی، کیتس گریہ زاری

فر اوسی وقت امداد جو اوس نون کیتی پاک عبداللہ

از راز کشف تہین سمجھ حقیقت نظر ہی ولی اللہ

پیلا وضو کردیا آہا پاک دیوان حضوری

صاحب عین تجمل والا کامل اکمل نوری

اوپر دیوار دے کوزہ مارنئیس نعرہ کر کے غضبی

حال جلالت سرخی چہرا حد و حد بیدبی

کوزہ ٹوٹے ٹوٹے ہویا تینوین شیر خونخواری

ٹوٹے ہویا وچہ اوجاڑی بچو اے دلداری

خادم صحی سلامت رہیا تے مویا شیر مریلا

واہ واہ پاک دیوان حضوری وچ آوے کم کویلا

اوس خادم حال احوال جو آپنان پیش دیوان حضوری

گذریا جو کچھ آکھ سناکئیس نال تاکید ضروری

☆☆☆

ہکواریں پاک دیوان حضوری مفتیان اندر گیا
 مشغول نماز جو وچ مستی ایوین راوی کہیا
 اونوین شغلون زیر زمیندے تھوڑ قدر جو ہویا
 پر مثبت ثبوت لوکاندے نظرے وچ نماز کہلواویا
 کیا دیکھن دو گتھہ برابر کپڑا ترجی ہویا
 اچن چیت اپہ حال جو طاری نال پامیدے گویا
 پچھیا لوکان ایہ کیا حضرت حالت تین پر ورتی
 کپڑا تر جو بازو اوتے ڈہٹھا مول نہ دہرتی
 ہور نیرے پانی کول تساڈے دسا ذرا نہ جانی
 تر کپڑا ایہ کیکن ہویا دسو پتہ نشانی
 ہک خادم وچہ جہاز سمندر میرا آھا دلجانی
 اوس مدد چاہی غرق جہازون ہنے لایا جانی
 واہ واہ پاک عبداللہ صاحب عالی جلوہ پایا
 نمازون شغل جہاز غریقون امن امان بچایا
 کوئی مدت بعد اوہ آیا خادم حقیقت کل سنائی
 جو کچھ ورتی سر اوس دے تے ظاہر کر دکھلائی
 نالے شرنی حضرت تائین دتیس با تاکیدی
 چمدا قدم دیوان صاحب دے اوہ جو خاص مریدی

☆☆☆

دارا شکوہ جو قادری ایہ بیٹا شاہ جہان
 جامع اوصاف بلند اقبال عالی ہمت شان
 نس جامہ فقر خلافت پائی مٹا شاہ دے پاسون
 فر حاضر میان میر دے خدمت پائیس قرب آگاسون
 وچ فقر نشانی عالی رتبہ بہت بلندی پایا
 دارا شکوہ جو قادری بچھو جین دل پہنایا
 شاہ جہان مع فرزندان چارے جو دل بندے
 نصارت بخش کابل دے اندر با فرحت حال پسندے
 طریق قادریہ اندر محکم دارا شکوہ پہچانی
 پر ملک اندر پوٹھوہار دی ایہ ایا اے دلجانی
 ایہ سن کے صفت، ثناء عبداللہ ملنے کارن آیا
 وڑیا آء بشندور دے اندر عالی ہمت پایا
 کتنی تہان جو اشرفیان تے نالے کہوڑا تازی
 رکھنسس حاضر مجلس اندر نذر دیوان شہبازی
 پر راتین حضرت پاک عبداللہ کہوڑا ذبح کرایا
 ونڈ دتا فقرانوان تائین عالی ہمت پایا
 واہ واہ گوشت چرب کل فقیران کہادا
 پر فحری ویلے محرم حالون ہویا اوہ شاہ زادا
 کچھ غیرت والی میل جو گزری شاہزادے دے تائین
 پر غصہ اوسدا پاک عبداللہ پایا پہیت سناہین

استخوان تمام بکھٹے کروائے جلدی نال
 پڑا سٹ کریندا جانی ٹرت دعا فی الحال
 ہوئی دعا منظور شتابی کہوڑا زندہ ہويا
 گل مجلس لوک تحیر اندر فکران وچ کھلویا
 باہر شہرون ڈیرا آہا شاہزادے دا جانی
 ترے لنگان کہوڑا بیچ دتو نی مین تہون لو نشانی
 چوتھا لنگ نہ ثابت ہويا ایہ کیا حکمت آہی
 شاہزادہ ہک غالب دے اوتے حب دے دے خواہی
 ماریا چاہندا اوسدے تائین آپون غالب بردا
 مدد خواہش عبداللہ داؤن نذر نیازان دہردا
 جان کہوڑا ڈٹھا آپ شاہزادے بہت تحیر ہويا
 گل وچ پلا پاء کرہین حاضر آن کھلویا
 عذر خواہی بہتی کیتس پیش دیوان حضوری
 ہور موضع تہیہ لکھ پدوانہ دیندا ایک ضروری
 اوس دم تہین تان آخر وقت حکومت گلکھردان والی
 وا گذاری موضع مذکوری اولاد دیوان سہالی
 شاہزادا کہندا یا ولی اللہ ایہ کیا حکمت ہوئی
 ترے لنگان کہوڑا ثابت کتو چوتھا لنگ نہ کوئی
 فر حضرت کہیا خواہش جو تیری ہوسی جان تداہین
 چوتھا لنگ تون آپون لانوسین نہ تان فتح ناہین

جے ثابت ہووے لنگت کھوڑے دا تیرے ہتھوں جانی
 تان توں فتح غالب اوتے پاسین اے دلجانی
 پر لنگت نہ ہويا ثابت اوس تہین چڑیا مار نگارے
 غالب اوتے فتح کارن خمر ہئی جگ سارے
 پوہن ساتھ، شہیدی پائی تے ہويا جان شہید
 پورا قول دیوان حضوری بکھو ایہ تاکید
 کیونجے پاک عبداللہ صاحب منع کیتا اوس تائین
 پر منع نہ ہويا چلا گیا کیتس جان آضائین

☆☆☆

ہمیشاں ہک ملیار جو عاجز عرض کرے درماندا
 پیش دیوان حضوری ہر دم کہلا کہلوتا رہندا
 ایہ خالی روکہہ حیاتی والا یا حضرت رہیا میرا
 میں کچھ منہ میوے دا دیکھان فصل ہووے جان تیرا
 پر فصل فقیران فصل الہی فصلون فصل امیدي
 جان جان فصل نہ مولی طرفون فصل فقیر نا امیدي
 یعنی اوہ نومید و بچارا پیش دیوان حضوری
 سمیت رتان دے حاضر ہويا با خاص امید ضروری
 آ ہن فصل الہی کھلا تے فصل فقیران والا
 جلالت و جج پاک عبداللہ بیٹھا حال احوالا

مالن مالی پیش عبداللہ لگتی کرن سوالان
 فر نال جلالت کہیا اکون صاحب فیک نصالان
 اہارۃ عورت گوزے وچون ہے ٹون پیونین پانی
 آس تری با فصل الہی پوری ہوسی جانی
 فرنال ہتابی پانی پیتا اوس عورت نا امیدی
 پیون ساتھ ہویا تس حمل تے لگتی حرص امیدی
 جان پورے نو (۹) مہینے ہوئے پیٹا ہوئیس پیدا
 نذر بن تے نذرانے ونڈیس بہت ہویا دل شیدا
 فر مالن تے اوہ مالی دونوسین حاضر وچ دربار
 پیش دیوان حضوری صاحب تے پیٹا نال شمار
 شکرانہ پیش دیوان حضوری رکھیا جو دل نیتی
 عہد بدھا جو بعد معین شرنی ادا جو کیتی
 فر پاک عبداللہ اپنے آپون فرمایا ایہ فرمان
 پیر بخش ہو نام اس دا رکھنان لائق جان
 کیونجے بخشش پیر صاحب دی ہویا ایہ فرزند
 میوا تازہ جھولی تیری ملیا ایہ دل بند

☆☆☆

ہک زید لاچاری فکران اندر عمر گدار ساری
 عورت فوت ہوئی تس دختر کچھے رہے ویچاری

وہ اوس زید نکاح فر کیجا عورت ہور لے آیا
مدت گذری سندہ اوہ عورت حمل قرار نہ پایا

فر آیا پیش دیوان حضوری لگا کرن بیانی
اگلی کچھلی گلن حقیقت کیتس آن عیانی

یا حضرت جی اس عورت تہین دیوے رب فرزند
تان بالغ کچھلے دختر میری وچہ خانی تسان کمند

دیشان نام خدا دے تسان وچ کنیزان رہسی
ہور عاجز مند ایہ حصہ وافر طرف تساڈیون لہسی

دعا فقیران رحم خدا دا پاک عبد اللہ کہیا

ٹریا اوٹھ شتاپی سن کے ایہ سنہیا

کوئی مدت کچھے رن اوس دی نون پیا ہویا جانی
دعاء جناب دیوان صاحب دے قدرت کھیل ربانی

فر نال شتاپی دے آپننوں لے آیا خوشحال

پیش جناب دیوان حضوری بھو ایہ مقال

فر حضرت دیر نہ لائی ہر گز جلدی عقد پڑھایا

آپنے نال با حکم شریعت بھو تے دل پہایا

پہین فر دو فرزند ہویدا گھر عبداللہ جانی

ذکر انہاندا اتے ہوسی بھو اے دل جانی

☆☆☆

ہک ہندو پوجا تیرتھ کارن گھر تین باہر گیا
 کوئی بہتی مدت گذری اسون کچھے فکر نہ پیا
 گھر دے لوکان خمر نہ کوئی کدہر گیا وپچارا
 پر خرچون اہل عیال جو اوسدا پہکھا جانی سارا
 اوڑک ہک دن عورت اوسدی پیش عبداللہ آئی
 اوس اول آخر قصہ سارا حقیقت کھول سنائی
 دیوان صاحب تعویز ہک دتا اوس عورت دے تائین
 کھیس چرخہ کتن والا ایہ نال اوسدے لٹکائین
 پر صورت حاضر کر کے بنہین فصل الہی ہوسی
 کوئی چند دیاڑے کچھے تینون خمر خوشی دی ہوسی
 گھر ونج کے اوس اونوسن کیتا خمر خوشی دی پائی
 کوئی تھوڑیان روزان اندر نھم آ پھتا اوس جائی
 فر کل حقیقت اپنے آپون اوس نے آکہہ سنائی
 مین شہر بنارس تیرتھ پوجا کردا دلون بجائی
 اچن چیت جو حب وطن دی نال شباب لیائی
 جیونکر چیز واو دی سیتی اوڈدی وچ ہوائی
 ہور جو باقی مونس اوتھے دتی خمر نہ کائی
 اوہ کے نال شبابی فریا حب وطن دے راہی
 عقل نہ جائی ہوش نہ جائی سرت ٹکالے ناہن
 ہوش آیا جان گھر وچ پھتا باہر سدہ نہ پائین

☆☆☆

ہک وارین قحط باران دا ہویا بارش ذرا نہ ہوئی
 نیلا ورق آسمان دسیوے بدل نام نہ کوئی
 فتح خان نصیب دلاور ترائی پیش عبداللہ آئی
 بارش کارن رل مل تریمان حال احوال سنائی
 کچہ جواب نہ دتا حضرت نہ کچہ بات آلائی
 اوہ مڑ کے فیر گہران دے اندر بیٹھے آہنی جائی
 وۓ دوئی دیہاڑی حاضر ہوئی پیش عبداللہ جائی
 عرض نہ کیتی رہے خموشی چامل در دل مانی
 پر کشفون معلم راز حقیقت سمجھیا پاک عبداللہ
 بارش کارن نال شتابی دعا کیتی ولی اللہ
 ہک ساعت اندر بارش نازل اوسی ویلے ہوئی
 نس بدھال وڑے وچ حجرے بدل بوند نہ کوئی
 فر حضرت کہیا جیون مین بیٹھا صحن میدان سیانو
 جے تسین بہندے بند نہ بارش ہوندی مول نہ جانو
 وۓ فر عرض گداری اونہان دعا کیتی ولی اللہ
 اتے اوہ پہین بیٹھے کول اٹھائین حضرت پاک عبداللہ
 وۓ فر بارش نازل اونوین دیر نہ لگی ذرہ
 ہران پانی وگیاں نہران سب خلق آسود مقررہ
 اوس بارش وچ سمیت بدھالان جناب حاجی عبداللہ
 باہر جریون بیٹھا رہیاء جناب عالی ولی اللہ

فر اوٹھ کے پاک عبداللہ صاحب حجرے داخل ہویا
 پہین فر دیر نہ لگی ہرگز بدل بند کہلویا
 تس ذاتی اسم جناب الہی وچہ آسمان پہنویا
 رکتہ تصور پیر میران دا بدل خوب بھراہایا
 حقت وچہ از طرف الہی نازل ہویا پانی
 اتے ظاہر ہر طرفہ پاک عبداللہ بدل لاگ پہچانی

☆☆☆

وچہ جاء ہیتہ شیر مرلا ہر ہر راتین آوے
 جو کچھ لپیہے، چھوڑے ناہین، حملہ کرلیجاوے
 حیوان ہوئے خواہ آدم زادہ ٹلدا ہرگز ناہین
 شیر خونخوارے سخت مرلا پایان تس کہائین
 لوکان اوسدے مارن کارن کیتے جتن گہنیرے
 بد شیر مرلا ہتہ نہ آوے رکھے دور بسیرے
 اوڑک پیش دیوان حضوری رل مل آئے سارے
 سب مذکور اظہار کیتونے پانوان مفت چھٹکارے
 حضرت پاک دیوان عبداللہ ہک کاغذ لکھ کے دتا
 کہہ کچہ اوس کاغذ دے اتے کہاں حقیقت چہا
 پہلین سطر اعوذ دے آہے تے دوچہ وچ بسم اللہ
 ہور تریکی سطر می الدین نام عالی فناہ فی اللہ

فر کاغذ دیکھے پاک عبداللہؑ کیتا ایہ فرمان
 روبرو اوس شیر دے کرنان ہوسی دور پہچان
 پہین فر لوکان عرض گذاری ایہ کم ہووے ناہین
 یا حضرت اوہ شیر خونخوارے کردا مار اضائین
 ایڈی طاقت کھنڈی حضرت روبرو اوس دے ہووے
 رکھ کے جان تلی تے صابر اگے شیر کہلووے
 فر حضرت دیکھ لاچار لوکان نون خادم اپنے تائین
 کیتا امر تے ناکون خادم دا بچہ داود سنائین
 ٹریا اوٹے داود ویچارا ویچ ہتھی آیا
 شیر آیا جد ویچ گرانوین کاغذ اوس دیکھایا
 دیکھ کاغذ نون شیر ویچاڑا نیون سرنون کردا
 سجدہ کر کے کاغذ اگے فیر پہچان مُردا
 واللہ اعلم کدہر گیا پہین فر وٹ نہ آیا
 حضرت پاک دیوان حضوری دیکھو لوک چہڑایا
 واہ واہ ہمت عالی ہمت جس کاغذ آہا دیکھایا
 روبرو اوس شیر دے ہوکے واہ واہ قرب سوایا
 جس ہتھون اوہ لکھن ہویا اوہ ہتھ اکسیر ^{عظیمی}
 نظر اکسیر زبان اکسیری پہن فکر اکسیر ^{فہمی}
 ایہ چار اکسیر ویچ داخل ہوئے اوس بحر اکسیر عظیمان
 چار تے ہک ایہ پنج اکسیران عاقل کرو فہیمان

☆☆☆

جس ویلے پاک عبداللہ صاحب بشدور شہر وچ آیا
 اوس ویلے محمود بدھال صحیح سلامت پایا
 بیٹا ایہ نجابت خان خاص سکونت دارے
 نجابت بن عباس دا جانی اے دلدارے
 وچہ طریقے نقشبندیہ دے محمود مینون جانی
 دیوان صاحب قادریہ اندر محکم خاص پہچانی
 ہک چشمے اوتے پاک عبداللہ بعضین وقتے جاندا
 کردا یاد خدا نون اوتھے بہہ کے من پرچاندا
 دو درخت اوس چشمے اوتے آہے بہت غراب
 دل وچ بہت پسند عبداللہ واہ واہ چھاؤن عجائب
 پر کئین وارین عبداللہ کہیا پیش بدہالان جانی
 جہڑے ایہ مذکورہ اسمون بے عاقل نادانی
 دو درخت جو چشمے اوتے مت کوکری آضائین
 نال تاکید سپرد تنہان نون کیتس دلون رضائین
 پر جان پاک جناب الہی قہر غضب تے آوے
 او پر کسے دے دور کریندا نیکان تہین مرواوس
 یعنی دامن نیکان اندر ہتہ اوس دے نو باندا
 نال بہانے قہر غضب تہین اوسدے شیخ پھاندا
 فراک دن پاک عبداللہ صاحب اوس چشمے تے آیا
 بہت حیران تھیر ہویا ذرا نہ رہیا سایا

درخت دوئے مذکور بدہالان گئے منہڈون جانی
 شیخ بیاد نہ چھوڑے ہر گز ہویا دیکھ حیرانی
 آء ہُن قہر خدا دا نازل چوہیا غضب عبداللہ
 اوتے اوس محمود خان دے پاک والی ولی اللہ
 کہندا بول زبان عبداللہ مین جھرو ہٹی تیری
 جیونکر تڈہ درختان پینا کر کے شور دلیری
 مثل مشہور محمود خانے دی بھو کیا کچھ ہویا
 ناہود ہویا تَس پل وچ نامہ غضبون غضب کھلویا
 آ ہُن الہی بخش فقیرا چلنان قدم آگیرے
 غضب ولی دا ہووے جتی کون کوئی وے پھیرے
 غضب ولی دا قہر خدا دا نازل ہوندا جانی
 ولی راضی رب راضی تہیندا نہ تان دور پہچانی
 کسین ہزار مرید عبداللہ ہک تون ہک سوایا
 ہر سہنان وچون صاحب قابل فیض جو دہان پایا
 ہک عبدالباقی بول اندر عالی ہمت ہائی
 روضہ اوسدا اوتھے جانی ہور نہ کوئی ہائی
 وانکن آب حیاتی چشمہ صاحب عبدالباقی
 کیونجے فیض درختان نوری غم سوز دلیل فراقی
 اوس ہکا سوز جو وحدت والا وچ راز تے راز مزین
 نظر افلاک لاہوت دے اندر محکم ہبت معین

کیا جانان اوہ بدر ہلالی یا شمس آسمانی
 مدد کرو یا عبدالباقی مین ہان در درنجانی
 بین تون ولی مکمل ربّ دا مدد تیری خاصی
 مدد کرو یا عبدالباقی مین عاجز وسواسی
 وسواس مراد مین درد رنجانی آ پوہتا در تیرے
 مدد کرو یا عبدالباقی مشکل حل جو میرے
 دویا مرید عبداللہ سدا عبدالقادر جانی
 خاص سکونت وچ جھلیاری صاحب فیض پہچانی
 خلف انہاندے محمد عاشق صاحب تقویداری
 عالی شان تے ہمت والا اندر سز اسراری
 پر انہان دوہان مریدان تائین حضرت بہت نصیحت
 دتی کڈھیس انہاں وچون باہر کل فضیحت
 اے مرید از خواب بیداری رہناں نال پیشاری
 نقش نگار اس دُنیاں والا آوے ناہین کاری
 پر نیڑے مول نہ جانان ہر گز نیستی کپڑا لاؤ
 فنا ہوناں وچہ راہ خدا دے ہستی جال ہٹاؤ
 ایہ دُنیاں فانی کوچ نقابہ۔ اوڑک استہین جانان
 کم کرناں جس کم دے اندر کم حصول پہچانان
 جو دم گیا فیر نہ آوے تے دم دا کیا پیر و اساء
 اوڑک واہا اللہ دے سیتی مت کر جاو ہاسا

علم الہی نال علم دے سمجھو نال تاکیدان
 تھوڑا علم تے بہتا عمل با خاص دلیل مفیدان
 بہتا علم بے عملی بہتی ہے نال کیدے ہووے
 تان اوہ ویلے حشر نثر دے مارے ٹہائین رووے
 بالا علم جو کل دے اوتے فخر و فخر سماوے
 جیکو فخر و فخر پرین پریرے وچ عمل ریاست پاوے
 علم مراد عمل دے ایہی باہون عمل غبارے
 سب گرد کدورت دور دے تہین عملون غفارے
 خاص تعلق وحدت اندر وحدت طرف سماان
 کیونجے اوڑک حال نہ باقی زمینان تے آسمانان
 ہور مجلس کرنی نیکان سندی حفظ وجودی آئے
 جہد تمام جوانی اندر لائق نظر نہ پائے
 عین دے اندر عین تعلق خاص سرشتہ آیا
 جہد موافق قدر اندازہ قدرون قدر جو سایا
 طاری جہد سکر دی اندر مار غریب و نجاوے
 قدر موافق زہد غرقی شامل حال دساوے
 فرہتھہ ہتھ دوہان عرض گذاری حضرت سچ فرمایا
 ایہ وعظ تساڈا آب حیاتی منزل تے پوچھایا
 پر جانجان منزل تری نہ معلوم کیونکر چوتھے پاوے
 شریعت طریقت حقیقت باہون شاید جان و نجاوے

مرد حضرت تشریح تمامی کیتی گل بیانی
 جو فرمایا اول تنہا نکتہ ورفشانی
 اول نال نفی دے کر نال نفی تمام وجود
 دوجا فیر فناء فی الشیخ ہک وجود ورود
 فناء فی الرسول تریجا درجہ اندر جسم رسولی
 فناء فی اللہ وۃ درجہ چوتھا بچھو اے مقبولی
 اول حال شریعت آئی وچہ دوجا حال طریقت
 وۃ تریجا حال جو مثبت ثبوتی نال ثبوت حقیقت
 معرفت حال لاہوتی جہڑا فنا فی اللہ وچہ آیا
 جستہن شہاٹھ سمندر وانکن جلوہ لیوے پایا
 نیکی بدی معلوم جو کرنی تے نالے حل حرام
 ایہ کل شریعت نال جو اسدے باقی ہور پیغام
 معلوم شریعت عمل نمودن خواہ نیکی بریائی
 خواہ ترک حلال پائے
 ایہ اسی رونشا کل مضمون طریقت کار ایہائی
 ہن طریقت بعد حقیقت جانو دل دے نال رضائی
 نیک پاوے تان جز ثوابان بدیوں بدی لگاوے
 نال عقاب بدی دے آیا سمجھا اندر پاوے
 اتے حلوں برکت سچے اندر کر نال لوڑی پایا
 رسوائی نال حرام ٹکائی ہناں حق سچ آیا

ایہ کل تعلق رمز حقیقت ہُن اگے معرفت آئی
 اللہ بس ماسواللہ ہوس پائی کل جدائی
 اللہ صاحب خلقت سازی درج بدرجے پائی
 جمال تجلّا انوار وصالی وچ دل انہان چمکائی
 کہڑیسیں طرف بلندی تنہان نال جو علم الیقین
 عیشان موجان خوشیان پایان نال بحق الیقین
 ایہ درجہ نال متابعت دے وچ قول نہی دے رہنان
 باج متابعت سرور عالم علیہ صلوٰۃ اللہ
 وانا اطلب رضاگ یا محمد علیہ صلوٰۃ اللہ ایہ پاک نہی دا شان
 روشن دوہان جہانان اندر ہویا سررعیان
 متابعت پاک رسول اللہ دے چوہنہ (4) قسمان پر آئی
 ہک افعال محمدی علیہ صلوٰۃ اللہ ایہی تے دوم نصال سنائی
 سیوم احوال محمدی علیہ صلوٰۃ اللہ جانو نال قلوب خلاصہ
 وصال محمدی علیہ صلوٰۃ اللہ چوتھے ایہی مت کر جانو ہاسہ
 افعال محمدی علیہ صلوٰۃ اللہ کیکن جاپے کھول کر فقیر جواب
 نہی منکر تے امر معروف کر وکتو وکتو شباب
 یہ لہنتی نال احکام شریعت رہنان مثبت ثبوتی
 ہک وال مخالف ہونان ناہین تار پاء مضبوطی
 منہیت کار نہ کرنی ہر گز مت پاء رسوائی
 ہور فصل خلفاء الراہدین آنوں دلوں بجائی

وچ سبت اہل جماعت ٹولا نال عقیدت رہناں
 ہور توبہ طاعت مستقل وچ عین شریعت بہناں
 نصال محمدی ﷺ سچ کرو ہن ظاہر آکھتہ ویکہاںواں
 نو نصلت باطن اخلاق ذمہ باہر آنون لاناں
 نال نصال جو حسنہ ظاہر کرو فضیلت دُوراں
 ارادہ حُب جو ذات الہی کرناں طرف ضروراں
 امارہ نفس جان بعد معین فر نفس لوامہ تہیسی
 جان اوستہین اگے لنگھ کھلوتا ملہمہ نام رکھسی
 جان فر بالا پیش اگیرے فر مطمئنہ ہویا
 ہن قدم نہادہ وچ طریقت مثبت شہوتہ کھلویا
 احوال محمدی ﷺ سمجھ پہچانو اس اندرون سنیوں گلن
 غبار وساوس جو نفسانی مارو وحدہ کہتی
 بہاری نفی اثبات دی سیٹی کوڑا دور کراؤ
 تصفیہ قلب تزکیہ روح حاصل خوب بناؤ
 ہن جلوہ خاص تجلًا ظاہر نال شتابی ہوسی
 جسم ہلاک فنا فی اللہ وچ تا رمز دے پوسی
 کل پریشانی طبعی جہڑی اٹ جاء باہر آئی
 نال جمعیت انوار حقیقت کشف بہار بنائی
 وصال محمدی ﷺ ایہ ہن جانو سہ تہین بالا پائی
 تریہین مقاموں وداع ہو کے تکیہ چوتھا لائی

آ ہن پک تجل کال شی بعد مواتے
 حیاتی پیش اموات مقابل فر قبل موات حیاتی
 موتوا قبل انت تموتوا ہو کے چلیو قدم اگیرے
 جان تو حقیقت پیش کہلوتا اپنے آپ نیڑے
 آ ہن ذکر نہ ذاکر رہیا نہ کوئی فکر وہماتے
 ادھر ادھر نظر نہ خارج اتے نہ متعارض باتے
 جان ایہ حال تنہاندے اوتے کیتس دلون بیانی
 ہوئی سن کے محو توحیدے اندر ذات ربانی
 دتی پاک عبداللہ صاحب جان ایہ نصیحت پوری
 سن کے ہوئی خالص مخلص صاحب فیض حضوری
 جان پایا فیض جناب عبداللہ پیر جیلانی پاسوں
 فر بعد کرامت کین ہن اران پائیس قرب اگاسوں
 لکھن وچ شمار نہ آوے ایڈا عالی پایا
 واہ واہ خاص دیوان حضوری عالی قرب سوایا
 ﴿.....﴾

حضرت دیوان حضوری کا اپنے دو

فرزندوں کو بوقت وفات نصیحت فرمانا

حضرت شاہ رحمت اللہ ایہی بیٹا پاک عبداللہ
 اتے عبدالعزیز جو دوجا بیٹا آہا تس ولی اللہ

لگا نصیحت کرن دوہاں نوں صاحب فیض رسانی
 عالی ہمت عالی پایا صاحب فیض حقانی
 پر خدمت اندر نکڑا بیٹا رہیا بھتا جانی
 اتے دوجا بیٹا پھین بھی وچ خدمت ہر دو نور نورانی
 اے پر باطن حب کہنیری شاہ رحمۃ اللہ اوتے
 لگا پند نصیحت دینوں جاگ پیئے دل مصدقے
 اول کھوڑتے غیبت کولون ہونان پرے پریرے
 تمباکو نوشی کرو نہ ہر گز رکھناں قدم کچھہتیرے
 ہر دم یاد اللہ نون کرنا دلدے نال حضوری
 نیک اعمالون تے چھٹکارا بدیون کدے نہ پوری
 سختی گرمی سردی سر تے نال تحمل رہناں
 دائم زیر ہواء نفسانی کر نال درستی بہناں
 اندیشہ مارن بہتن والا کدے نہ دلوج آنو
 ملاقات نیکاں دے اندر بہتان ہٹناں کدی نہ جانو
 ہشیار ہونا وچہ ذکر الہی دشمن ہونون دوری
 فکر توحید الہی والا کرناں با منظوری
 ایہ حیاتی نت نہ رہسی تے نہ ایہ ساعت دیا
 مئے حب دی وچ خواہش ہمیشاں کرناں فکر سویلا
 ملحدان دی مجلس اندر کدے نہ قدم ٹکاناں
 کیونجے نال تاثیر منہاندی قلب سیاہ پریشاناں

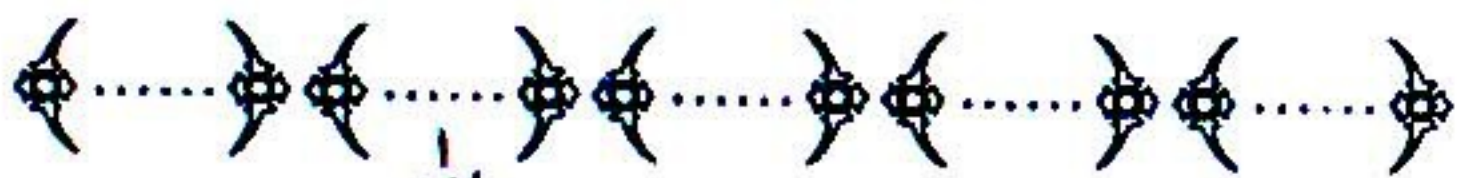
شریعت اتے طریقت سیتی رہنان خوشدل ہوئی
 حقیقت طرفہ دوڑ شتابی وقت رہے نہ کوئی
 حقیقت تہین تان معرفت توڑیں پوچھو باتقانی
 جان جان معرفت پوچھے ناہیں گہلدی ناہیں طاقی
 ملاقات مشائخ ترک نہ کرنی جیکر لیتے کوئی
 پاؤ فیض شتابی اوٹھوں مطلب سارا ہوئی
 جس جس طرفہ کرن اشارۃ اوسی راہ پر پڑناں
 پاؤ فیض سلوک ہمیشاں قدم نہ چکھتے مڑناں
 ایہ عمر تساڈی لعل جواہر غفلت قدم نہ پاناں
 جان عمر نکہٹی کچہ نہ حاصل نیک کرو سمیاناں
 غصہ کینہ بخل ریائی کدے نہ دل وچ لاناں
 کشتی صبرے والی اوتے چڑھنا تے چڑھ جاناں
 دیوا باغ عمل دا جہڑا اوہ کاری دوہین جہاناں
 اوس دیوے باغ عمل دے وچوں باہر کدی نہ آناں
 ایہ زن فرزندان نال نہ جاسن جاسی جان بکلیی
 ہور دوجا ساتھی باہجون عملاں لگتے کوئی نہ بیلی
 دولت دنیا جمع نہ کرنی، لگتے مشکل بہاری
 سبہ مال اموال دیو راہ مولا کرسی فضل غفاری
 ہر دم طرفہ ذات الہی ایہ دل تے جان نکاؤ
 ہور ہمتیں دیناں نام خدا دے بہکیاں رنج کہواؤ

کیونجے ملک الموت تسان تے اوڑک کرسی پھیرا
 کڈہ کے روح بدن دے وچن خالی کرسی ڈیرا
 ہور فوج ملائک عزرائیل آپنے نال لیا سی
 جے حسنہ عمل تان روح ٹساڈا سچے طرف پہڑا سی
 جے سدیہ عمل تان گتہے اوسدے ملک طبیعت سختی
 عزرائیل دیوے چا انہان پیش آوے کبختی
 اسی رونشان بہت نصیحت کیتی پاک عبداللہ
 دوہان بیٹیان آپنیاں تائین پر زائد شاہ رحمت اللہ
 کیونجے اندر خدمت حاضر ہو دن راتی رہندا
 تان رحلت تیک رہیا وچ خدمت پاس پدے بہندا
 ات سبتوں پاک عبداللہ اوہدے اسدے راضی
 یعنی شاہ رحمت اللہ اُتے مت کر جانو بازی
 فر پچھے اپنے اُس دے تائین حکم کیجا عبداللہ
 مند نشین مصلے اوتے بیٹھو اے ولی اللہ
 ایہ تم تمام نصیحت ہوئی ویہوین (۲۰) ماہ شوال
 روز آہا پنجشنبہ جانے وقت صبح سمہال
 اتے ساعت آہے وصل دے طرفون ذوالجلال
 راحت موت جو عاشقان بچھو ایہ مثال
 ہور قطرہ قطرہ بدل نازل حکم ہوا سبحانی
 فر عزرائیل با حکم الہی رکھیا ہتھ سبحانی

قبض کیتس ارواح عبداللہ ذرہ دیر نہ لائی
 وہ سو ہجری سنہ بہتر (1072) پوہتا اپنی جائی
 صاحب عین صفائی والا جناب حاجی عبداللہ
 صاحب اکمل ولی مکمل پاک جناب عبداللہ
 صاحب نظر اکسیر اعظم دا پاک ولی عبداللہ
 صاحب جوش فقر دے والا جناب عالی عبداللہ
 صاحب فیض رسائی والا عالی خاص تجمل
 صاحب خاص ہدایت والا کامل سر مکمل
 اوپر جنازے پاک عبداللہ اتنی خلقت آئی
 جتنی وچ حساب نہ آوے مددی ناہین لوکائی
 خوشبو ناک معطر ساراء ہويا اوہ میدان
 خلقت پکت یقین ملائک لیتی آء آسمان
 اپیا پکت روایت کیتی جہان اوہ خوشبوئی
 پوہتی ملک تیقن لوکان چا مل ہويا سہ کوئی
 ہن توڑین ایہ پکت عقیدہ لوکان سہنان ہوآیا
 پر ایہ رمز نہ کڈھی کسے ڈاڈا فکر کہلویا
 اوہ خوشبو عطر دے وانگن جھڑی ہوئی ظاہر
 وچہ میدان معطر کیتس پھر کوئی نہ ہويا ماہر
 اوہ ذاتی اسم دے اندر ہويا وانگ مثالا
 وانگن عطر جسم اسم تہین پیا ستر نرالا

عشقون نژی وچ وجودے ضابط تیک حیاتی
 روح ضابط سر پوش دے وانگن کہلا بعد مواتی
 کہین ہزاران مونہ ہانڈی دے پر ہک تقدیرون کہلا
 خوشبو ناک میدان اوہ سارا آوے ہر ہر محلّا
 عجب نہ کرنان رب تہین ڈرنان جو ایہ بات آلائی
 میں ایہ حصہ پاس ولی دیون پایا آپنی جائی
 جاں فارغ ہوئے جنازے کولون گہر نون آئے سارے
 خاص الخاص سہ رل مل بیٹھے ہک دوجے دے پیارے
 موارج خان بدہال تمامی سخن ترازو کر کے
 بہایا مسند شاہ رحمت اللہ نال دلے دے پھڑ کے
 کیونجے آپ دیوان حضوری فرمایا اہا فرمان
 اٹ سبوں شاہ رحمت اللہ مصلے بیٹھا جان
 عبدالعزیز برادر تدا خالی سند رہیا
 شور تے غوغا بہتے کیتس ہر ہر طرف سنہیا
 پر ہمراہی کسے نہ کیتی تے بہتی وقت پائی
 بہت ملائی تے رسوائی پر پہن ہار نہ کائی
 اوڑک عاصا زور تہنگانے شاہ جیلانی والا
 لے کے ٹریا باہر شہرون مونہہ گجرات حوالا
 بشندور شہر تہین وداع ہویا عالی ہمت پایا
 موضع گوکی اندر اُونے قدم مبارک لایا

پرگنہ وچ گجرات دے گوکی نال بہک جائے
 پکڑ سکونت بیٹھا اوتھے خاص دے دے رائے
 ہن ہورین اولاد جو اسدے گوکی اندر جانی
 فضل خدا دا بہتا اونہاں صاحب فیض رسائی
 شاہ رحمت اللہ وچ بشندورے خاص سکونت ہویا
 صائم الدہر تے قائم اللیل وچ زہد جناب کہلواوایا
 صاحب عالی ظاہر باطن کرامت حال ضروری
 جیکو در انہاندے آوے آس کریندا پوری
 جد فقر ظہور انہاں تہیں ہویا مُلکین خبراں گمیاں
 واہ واہ عالی ہمت والا دُہماں مُلکین پیاں
 فوراً درجہ وڈا تدا کھیتا ذات ربّانی
 پر جو کچھ روز ازل دا لکھیا اونویں ہوندا جانی



کرامات شاہ رحمت اللہ قدس سرہ

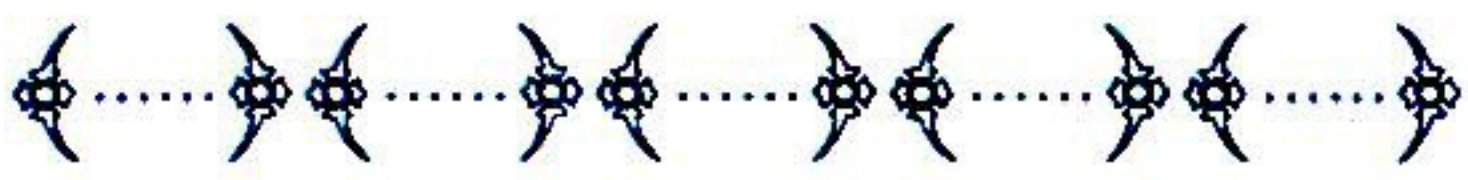
سلطان مراد قلی خان گکھڑ مُلک اندر پوٹھوہار
 شوکت حشمت نال معین زور اندر بسیار
 اورنگ زیب شاہ دے لگے نوکر اُس نوں جانی
 اورنگ زیب وچ ملک پنجاب آہا ہمت شانی
 شاہ شجاع وچ ملک پشاور برادر اُسدا سگا
 چڑھیا اورنگ زیب دیے اوتے لگا دینوں دہکا

اوس آدم بہت بکٹھا کیتا سو ہزاران تائین
 لنگھ آیا دریا سندھ تہین چال کہت کہا تین
 اتے گلکھڑ تائین حکم لڑائی دتا شاہ اورنگ زہی
 چڑھ تون شاہ شجاع دے اوتے کرناں دور فریبی
 فر گلکھڑ نال شتابی آیا شاہ رحمت اللہ پاس
 کہندا مینوں حکم لڑائی ایہ پر دلوں ہراس
 نالے ہور بدہال بندورے شاہ رحمت اللہ کول
 منت زاری کرن سوالاں جہیوں بیٹھا بول
 یا حضرت اس گلکھڑ تائیں مدد تیری لوڑ
 چڑھیا شاہ شجاع دے اوتے فوج تھوڑی کمزور
 سن کے حضرت گریہ زاری لکھتے تعویز بہک دتا
 چڑھیا شاہ شجاع دے اوتے کڈہ توں اوسدا پتا
 قبضے نال شمشیر اپنی دے بنھ توں ایہ تعویز
 فتح ہوگ نصیب تاں لوں سوہنی خوب تمیز
 فر لے کے رخصت ٹریا گلکھڑ اندک فوجاں نال
 اندر علاقہ چھچھ دے مچیا نعرہ جدل جدال
 تھوڑی فوج گلکھڑ دے آہی تے اودہر لاکھ سپاہی
 ہر ہر طرف نعرہ مارو خونی فوج بے راہی
 آغوش الاعظم مدد کیتی تے فتح پانی گلکھڑ
 تنگ ہوئی سب فوج شجاع دی دیں دوہائی تکھڑ

کیونجے اندر شور لڑائی نام گلکشر دا پُہلا
 ہوئی ہزیمت شاہ شجاع دی شور غضب دا چُہلا
 نس کے ونج پہاڑیں وڑیا چھپدا لگدا ویندا
 اتے گلکشر مُڑ کے شاہ رحمت اللہ نذر نیازاں ویندا
 وڑیا بشندور دے اندر گلکشر جو موصوفی
 قدم بوسی کر حضرت والی بیٹھا حال وقوفی
 دیکھو شاہ رحمت اللہ صاحب عالی رتبہ والا
 دتا فیض جناب عبداللہ تیس نوں حال احوالا
 جو کچھ کہے زبانوں باہر اونویں ہوندا جانی
 حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب عالی فیض رسائی
 اوڑک اک دن کوچ نقاراً چلناں سبہناں جانی
 ایہ موت سرے تے ہر دم قائم بچھو اے دلجانی
 پوہتا آن غروب دے نیڑے دینہ حیاتی والا
 پائی رحلت شاہ رحمت اللہ دساں کھول حوالا
 وہ سو سن تریانویں (۱۰۹۳) ہجری پائی تیس وفات
 چھوڑ فناہ تے دارِ بقاء ٹڑیا عالی ذات
 چار فرزند انہان دے باقی انہان کرس شمارے
 عنایت اللہ تے عبدالسلام صاحب تقویٰ دارے
 تریجا محمد امین ایہائی شیخ محمد نالے
 صاحب عین صفائی اندر خاص تجربہ والے

وصیت شاہ رحمت اللہ سندے شیخ محمد تائیں
 چچے میرے مند اوتے بیٹھا عمل کمائیں
 ایہ بیٹا عین مقام دے اندر صاحب فیض حضوری
 بہتے طالب اسدے پاسون پان مراداں پوری
 ہک حضرت شاہ مراد حضوری عین با حال قلندر
 قلندر ذات بذات امیزہ روضہ خانپور اندر
 ایہ کامل اکمل ولی مکمل صالح مادر زاد
 یاران سوتے چودان (۱۱۴) ہجری سنہ رحلت شاہ مراد
 ہور ہک صاحب فیض پہچانی سلطان صاحب جو نام
 مظفر آباد دے اندر روضہ اوسدا صحیح مقام
 انہاں دوہاں شیخ محمد مرشد پکویا جانی
 آواز کرامت دوروں سگے بیعت ہوئی پہچانی
 نال شیبانی فیض انہاں نوں شیخ مند پاسون
 فر ہویا فیض اونہاندا ظاہر پایا قرب اگاسوں
 حضرت شیخ محمد صاحب اندر حق دوہاں دے
 سلطان صاحب تے شاہ مراد از غزلوں شان الاں دے
 ایڈا عالی پایہ ڈٹھا شیخ محمد جانو
 انہاں دوہاں مریداں تائیں دل کر فکر سیانو
 یعنی راز غزل دا جھہڑا اونہاں دوہاں تائیں
 سلوک اندر ممتاز دوہاں نوں رکھیں جا بجائیں

یعنے پار سلوک دوہاں نوں چھوڑاوتے مڑ آیا
 حضرت شیخ محمد صاحب دیکھو جیں من بہایا
 اتے شاہ مراد دے شعر عجبہ عقلوں فکروں باہر
 ہک تھوڑا جھیا آکھ سنائی تینوں کریئے ماہر
 دل دنیاں دے سبہ کو جانی پر نام سائیں دا ہے دم دم
 کوئی قاضی کوئی ملاں مفتی شاہ مراد خدائے دم دم



گرامات حضرت شیخ محمد قدس سرہ

اک دن حضرت شیخ محمد وچ حجرے بیٹھا آے
 اوتھ شتابی خادم تائیں کہتیس دلدے خواہا
 بشارت خان نون شتابی کھڑا ایہہ پیغام پوچھا
 چھیتی خانیموں باہر آنوین ذرہ دیر نہ لاء
 خادم پوہتا آکھ سنایا جو کچھ حضرت کہیا
 اوہ نال شتابی سن کے باہر فر حال متخیر رہیا
 کیا دیکھے جو اچن چیت سقف خانے دا تھڑیا
 فر کہندا شاید اندر ہوندا مردا تے دل ڈریا
 سر صدقہ اوس نقل تے جنس دتا ابا مسکینان
 ہور نذر علیحدہ پیش حضرت دے دتیس نال یقینان
 ایہ گل سن کے گل بدہالان خاص یقین جو ہویا
 حضرت شیخ محمد اوتے ریہن حضور کہوایا



ہک جمعہ بافندہ شیر پیالہ ہر دینہ رات لیاوئے
 واسطے حضرت شیخ محمد اجر حضوروں پاوے
 پر اک دینہ دُزد جو موضع لہڑی لے گئے مال بافندہ
 گاؤءِ میش تمامی اوس دا وانگ عجل درندہ
 رات ہی تان مال نہ آیا بافندہ ہویا اوداسی
 بھلید دُزداں دُزدی کیتی دل ہوئیس وسواسی
 فرگریہ زاری کردا آیا تے عرض حضور پوچھائی
 یا حضرت گاؤءِ میش جو میرا چور لے گیا کائی
 نہ تان دُوڈہ میں تیرے کارن آناں دلوں بجائی
 یا حضرت دیہ مدد مینوں لوڑ اسانوں آئی
 بھیلکے دو، پیالہ شیرون میں پہیں جلد لیاواں
 جے اوہ گائین منجھتین لبھن ذرہ فرق نہ لاناواں
 اینویں کوئی نہ جانے ہرگز اہل اللہ دے تائیں
 ڈانگ آوے جان ڈبرے اندر جان خاص تدائیں
 فر حضرت کہیا گھر اپنے وچ توں وُج پٹھیں یار
 ویکھ ارادہ لایزالی گرسی فصل غفار
 فر بافندہ بیٹھا گھر دے اندر باہر مول نہ گیا
 اچراں ویکھو ہر چوراں دے کیا کچھ شورش پیا
 جاں اوہ کول گھراں دے پوہتے چشموں ہوئے دینے
 راہ نہ دیکھے عقل نہ رہیا ہاے کرماں دے دینے

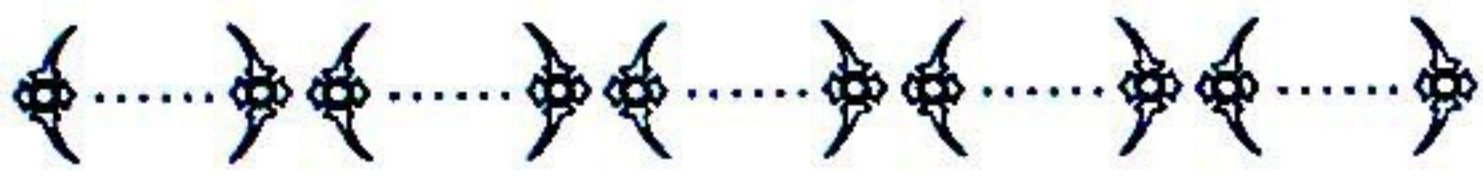
جان مُرد طرف بشندور دے ویکھن اونویں صحیح سلامت
 جان فر طرف گھراں دے ویکھن اونویں صحیح ندامت
 واہ واہ ڈانگ جو غضبے والی سر چوران دے بچی
 ہوئے نایبے پل وچ عاجز لو چشم دیا بچی
 باہون ڈانگ نہ جانے کوئی ڈانگ ڈیر جد آوے
 تائیں کوشش آگا پچھا کردا فرحت پاوے
 ہاڑے ترے بہتے کیتے پر چوران وس نہ چلیا
 سخت غبارے دہند وکاری نور اکہیں دا ولیا
 وہ سئے (۱۰۰) کوہان لتمیں ڈانگ سر چوران دے ورتی
 فر مال بافندہ راتو راتیں چھوڑ گئے اوس دہرتی
 جھون مال اٹھایا اونہاں آندا اوسے جانی
 نٹھے فیر گھراں نوں چلے لو چشم دی پائی
 فجر ہوئی تاں مال بافندہ اونویں گھر ول آیا
 ہک ذرہ کچھ نقصان نہ ہویا امن آمین جو پایا
 فر لے کے ڈوڈہ شیبانی سیتی آیا طرف جنابی
 یعنی طرف شیخ محمد پوہتا آء فیض یابی
 آکھ ہن الہی بخش فقیرا چوراں دا احوال
 کیکن ظاہر وچ جہانی ہویا بہت ویکہال
 درد ہوندا جان کسے تائیں اوہ آپوں آکھ سندا
 سر ورتی دا کُل اندازہ ظاہر کر وکھلانددا

اونہان آپ زبانی لوکان اگے کہیا حال احوالا
 فر رفتہ رفتہ مُلکان اندر خمر گئی ور حالا
 واہ واہ ولی مکمل کامل حضرت شیخ محمد
 واہ واہ سلگ طریقت والا ہادی شیخ محمد
 الممدو یا شیخ محمد ، مین درداں بہتا اکایا
 عاجز مفلس شہد غریبی حال غریبی پایا

☆☆☆

ہور ہک خادم اس حضرت دا کالو اوسدا نام
 آہا صدق تے برکت والا عرفون خاص حجام
 اک دن پیش جو شیخ محمد حاضر آن کہلویا
 کہندا ہک دلہند جو میرا حضرت عاجز ہویا
 مرض چچک تہیں دونویں پشماں رنگ سفیدی پایا
 ہک ذرہ لو اکھیں دی ناہیں پاس تہاں لے آیا
 توں دریاء کرامت رحمت ہے ہک قطرہ پائی
 اس عاجز دی جھولی اندر بہتی فرحت لائی
 فر تپیا حضرت جوش تجربہ ویکھن والیاں ڈٹھا
 واہ واہ بہاگ نصیب نائی دا بدل وانگن وٹھا
 لب سنہیں دے حضرت اپنے اکھیں اوسدے پائے
 جتنی گرد کدورت چشموں کڈہ کے دور وگائے
 روشن ہویاں پل وچ اکھیں چنگا پہلا ہویا
 واہ واہ شیخ محمد صاحب درد تمامی دہویا

اسی روش کرامت حضرت بہتی وچہ جہانے
 میں عاجز در دی لکھ نہ سگاں عقل نہ سرت ٹھکانے
 آء آفتاب غروب دے نیڑے پوہتا یار سمہاں
 تم تمام حیاتی دُنیاں حضرت شیخ کمال
 یعنی حضرت شیخ محمد رحلت جانو پائے
 یاران سو تی نون (۱۱۰۹) بچھ بگری خاص وصال لائے



چار صاحبان معرفت کی کرامات

حضرت جناب عنایت اللہ صاحب عالی ہمت شانی
 صاحب علم حلیمی والا تے صاحب فیض رسانی
 چلیا چھڈ جہان نون صاحب تقوی داری
 وئی نوبت کوچ دی بچھو اے دلداری
 قطب دوران مُرشدِ کامل
 سالِ وصلش چو بستم از ہاتف
 کرد رحلت ز دارِ دُنیا رُود
 جائے او روضہء (۱۱۳۶ھ) عدن فرمود
 چار پُتر عنایت اللہ صاحب چار عالی شان
 اول عارف دُنویا قائم تریجا معصوم عیان
 چوتھا حضرت مراد پہچانی عالی ہمت والا
 پر قائم صاحب لاولد جو رہیا بچھو حال احوالا

عارف صاحب دے پتر ترائے سمجھو ایہ تقریر
 فتح محمد دل محمد روشن بدر منیر
 تریجا عبدالنسی ایہائی وانکن پھلن گلابی
 ہن وکھو وکھو احوال انہاندا کرسان جیوں آختابی
 پر حضرت دل محمد صاحب لاولد ہے جو گیا
 اس دار فنا تہیں طرف بقا دے پچھے کوئی نہ رہیا
 حضرت فتح محمد صاحب وچ سلک طریقت جانی
 وچ زہد ریاضت تقویٰ سیتی آھا فیض رسانی
 فوت ہویا ترے پیٹے پچھے تے نام اول ولی اللہ
 حفیظ اللہ دوہے دا نانواں ولی والی ولی اللہ
 غلام علی تریجے دا اسم ایہ ترائے عالیشان
 دانشور تے طاعت اندر خرچیا زور تران
 ولی اللہ دے گھر دے اندر جے دو فرزند
 وانگ چراغ اونہاں روشنائی اوہ عالی دلبد
 ہک دا نام غلام محمد تے دو جا شیر جوان
 خاص عبادت الہی اندر دونویں مو پکھان
 غلام محمد دا پیا ہک تے نام حسین علی
 علم عمل وچ محکم آھا صاحب عین ولی
 حفیظ اللہ دے پیٹے دونویں عالی عین صفاء
 قادر بخش تے پیر بخش صاحب اہل ہداء

قادر بخش اولاد نہ ظاہر ہرگز ناہیں ہوئی
 پیر بخش بھی قائم جانی اتھے شک نہ کوئی
 غلام علی دے گھر دے اندر ہوئے ترے فرزند
 ہاشم علی حسین علی مدد علی سن پند
 ہن ذکر اولاد جو عبدالنہی کرساں خوب بیان
 تا حی معلم ہووے لوکاں سارا راز عیان
 عبد نہی دے گھر دے اندر ہکا بیٹا جانی
 صاحب اہل عبادت والا عالی مرد حقانی
 محمد وارث نام تسدا صاحب اہل ہدایت
 فر اسدے گھر وچہ دو فرزند کافی اہل کفایت
 خدا بخش جو نانواں ہک دا تیس اولاد نہ کوئی
 حضرت شیر دوچہ دا نانواں اولادوں خالی ہوئی

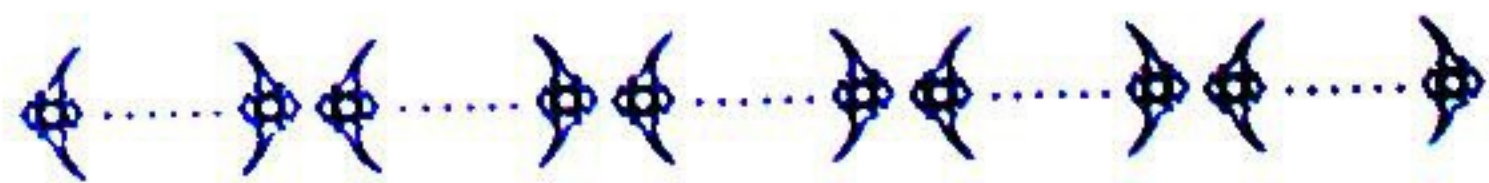


ذکر اولاد معصوم شاہ

حضرت شاہ معصوم تجربہ کہنڈیا وچہ جہانے
 صاحب فیض تے عالی ہمت صاحب قطب ربانی
 آء ہن ویلا اوڑک آیا تے ہویا غروب آفتابی
 تاریخ وصال محمد معصوم سمجھو اہل حسابی

سولہویں (۱۶) ماہ ربیع الاول ہوئی خاص تیاری
شب پینچبہ وقت نماشاں جا مل حُب دیداری

یاران سوتے پیٹھ (۱۱۶۵) ہجری سنہ مقررہ ہویا
واللہ اعلم روح تسودا کت جا ونج کہلویا
دو پیٹے تس چکھے رہیا عالی بزرگوار
فقیر محمد تے محمد روشن زہد اندر بسیار
فقیر محمد دے گہر دے اندر روشن دو چراغ
سلطان علی تے محمد لطیف گل گلابی داغ
سلطان علی لاورد پہچانی کیا چھڈ جہان
محمد لطیف دے ترے فرزند کہلویا باغ عیان
احمد شاہ تے محمد شاہ رستم علی ایہائی
ترائے وچہ شریعت محکم تار توحید بجائی
فر وارو واری ترائے چلے اندر دارِ بقاء
کیا ہویا جے بہت حیاتی اوڑک جان فناء
محمد شاہ دا بیٹا چکھے کرم شاہ اسدا نام
تے احمد شاہ دے چارے پیٹے صاحب فیض انجم
محبوب شاہ تے فصل شاہ وچ سلک طریقت قائم
بہار شاہ تے جیون شاہ رہے وچ شریعت دائم



حضرت محمد روشنؐ کی اولاد کا بیان

حضرت محمد روشن گھر بک بیٹا ہوا پیدا
قاسم علی ہے نام تسدا وچ زہد عبادت شیدا
سفر ہوا تس پیٹے کچھے ترائے خاص پہچانی
پیر بخش تے الہی بخش محمد علی بھی جانی
پیر بخش تے الہی بخش تنہاں اولاد نہ کوئی
محمد علی تے عباس علی خمر جہانے ہوئی
﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾﴿.....﴾

حضرت مرادؐ کی اولاد کا بیان

مراد صاحب دے دونویں پیٹے صاحب زہد ریاضت
شرف دین تے محمد غلام وچ محکم حال عبادت
شرف دین لاولد جو گیا طرف اوس دارِ بقاء
اتے محمد غلام دے پیٹے صاحب فیض آہا
فیض بخش تے کرم بخش عالی جلوے دار
فر فیض بخش دے دو فرزند دونویں بزرگوار
تقدیر الہی دوئے لاولد چلے جھوڑ جہان
صاحب عین صفائی والے عالی ہمت شان

اسم انہاں دا ظاہر کر کے تینوں لکھ ویکھاواں
 مردان علی تے سید علی دل تیرے تے لانواں
 کرم بخش صاحب اولاد پہچانی ہکا پیا جان
 الہی بخش جو نانواں اوس دا عالی ہمت شان
 فوت ہویا دو پیٹے اُسدے بچھو بزرگوار
 فیض علی تے شرف علی بچھو اے دلدار
 باقی ہور تمام اندازہ اگتے حد نہ کوئی
 جس نوں چاہے ودہائی مولا جس نوں چاہے نہ ہوئی

حضرت عبدالسلام کی اولاد کا بیان

عبدالسلام دی کراں حقیقت بچھو ایہ مضمون
 ایہ پیا شاہ رحمت اللہ سدا وچ سالم دین قانون
 ہور سلک طریقت محکم آہا عالی اہل ہدایہ
 والی ولی مکمل کامل صاحب بے ریاء
 فر اچن چیت جو کوس رحلت اس نے پائی
 وجیا با تقدیر الہی فر گیا طرف بقائی
 عبدالسلام دا ہکا پیا صاحب فیض بلندی
 وچ مثبت شریعت مثبت طریقت کوئی صفت نہ تنہاں سدی
 خیر محمد نانواں اوسدا جلوہ جیوں آفتابی
 عالی شان تے عالی ہمت کیا حاجت مہتابی

غروب آفتاب ہو ہویا اسدا ٹریا عالیشان
 جان محمد دین محمد دو پیٹے بعد عیان
 صاحب اہل صفائی واں دونویں کامل جانی
 وچ خاص شریعت مثبت طریقت محکم دلوں بجانی
 آء وحی نوبت کوچ دی فر رحلت دوہاں پائی
 ایہ دنیاں فانی چھوڑ کے چلی طرف بقائی
 جان محمد دے پیٹے کچھے چارے بزرگوار
 غلام دین تے ناصر دین عالی جلویدار
 تریجا فصل دین ایہائی صاحب عین نصال
 پوتھا نبجھ چراغ الدین لاولد تم سمہال
 دین محمد دے پیٹے ترائے اول شاہر دین
 وہاب دین تے محمد علی فر تم تمام یقین
 ﴿.....﴾

حضرت محمد امین کی اولاد کا بیان

حضرت جناب محمد امین ایہ بیٹا شاہ رحمت اللہ
 صاحب صدق صفائی والا پاک والی ولی اللہ
 وچ مو شریعت مو حقیقت ہور مو طریق لاہوتی
 فضل کمال شجاعت والا وچ تار رمز مضبوطی

بیان کرامت جناب محمد امین^{رح}

ہکواریں شاہ تیرے لوک بالا سقف کراندے
پر پتے آدم چک نہ سکن سخت ہوئے درماندے
محمد امین ایہ دیکھ تماشا جنبش چڑھیا جانی
زردی حال وچ جوش تجربہ ہویا سرخ پہچانی
تس نعرہ ذاتی اسم الہی ہگا وار آلیاء
کر کے یاد اللہ دے تائین ونج ہتھ شاہ ترے پایا
وانگن سوئی چک لے گیا کھڑ اوتے جہت نکائی
لوک حیران تحیر اندر بات نہ آوے کائی
ایہ ہر دف راتی یاد خدا نوں کردا رہندا جانی
اندر رمز توحید الہی داخل خاص پہچانی
آء وتی نوبت کوچ دی فر چلیا چھڈ جہان
حضرت پاک جناب امین صاحب فیض رسان
فر محمد جعفر پیا اسدا چکھے رہیا ہک
صاحب عین صفائی والا پر کدی نہ ہویا دک
ظاہر وچ شریعت قائم تے اصلی راز حقیقت
زہد ریاضت مقوی سیتی ہور ثابت وچ طریقت

بھی فر وصلت روز مقرہ بڑے ڈھنگا جانی
 قالو انا لله وانا اليه راجعون ہویا سفر پہچانی
 محمد جعفر دے پیٹے پچھے چارے عالی نام
 محمد عظیم سلطان محمد با فرحت عیش انجام
 ہور تریجا پیا اس ولی دا نام اس دا کلیم اللہ
 صاحب راز حقیقت والا چوتھا ہے عزیز اللہ
 ﴿.....﴾

حضرت محمد عظیمؑ کی اولاد کا بیان

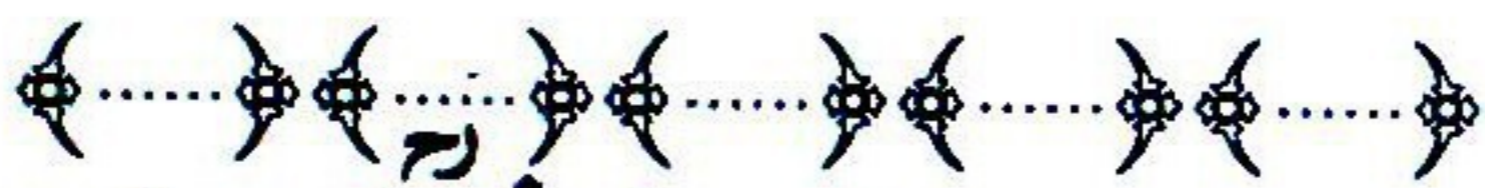
فر محمد عظیم دے پیٹے دوئے دونویں عالی شان
 شرف شاہ تے جان محمد ء صاحب راز عیان
 بہتیاں لوکاں فیض جو پایا انہاں دوہاں پاسوں
 لاولد گئے تے دوہاں سدا ظاہر قرب اگاسوں
 ﴿.....﴾

حضرت سلطان محمدؑ کی اولاد کا بیان

ترے پیٹے سلطان محمد روشن جیوں آنتا ہے
 محمد حیات تے محمد علی کیا حاجت مہتا ہے
 شاہ والی ایہ تریجا پیا بھی عالی عزت نام
 وجہ سلک طریقت محکم ترائے پچتا عشقوں جام
 ﴿.....﴾

محمد حیات فرزند نہ کوئی خالی اینویں رہیا
 محمد علی دے دونویں پیٹے حق سچ راوی کہیا
 قطب الدین پہلیں دا نانواں تے دویا چراغ الدین
 دونویں حضرت گذرے ہیں ایہ صاحب صدق و یقین
 شاہ ولی دے گہر دے اندر چھے فرزنداں پہچانی
 صاحب عین صفائی والے سارے یکساں جانی
 قادر بخش پہلیں دا اسم وانگن مہل گلاب
 حیات بخش دوہے دا نانواں اندر ذیل حساب
 کریم بخش تے فیض بخش پنجواں فضل الدین
 محسن علی چھینویں دا اسم بھجو اہل یقین
 قادر بخش اونہون کر رخصت آئے وچہ اراضی
 اوہ اراضی روشن نوروں جہتے وسن قاضی
 فضل کرم تہین اللہ دتے دو فرزند پیارے
 محمد شاہ وڈیرے جیہڑے بے اولاد سدہارے
 محمود شاہ جوتکے بہائی آئے وچ کلاڑی
 ساری اپنی عمر اونہاں نے اوتھے آن گذاری
 دو فرزند اونہاندے باقی دتے مالک
 محمد ہاشم نور حسن دو کہتے اللہ خالق
 نور حسن دے پیٹے دو غلام حسن تک جانو
 محمد لطیف دوہے دا نانواں وچ کلاڑی مانو

کریم بخش ہو پہائی دو جے قادر بخش دا آیا
 تھوہے اندر اوس نے جا کے ڈیرا اپنا لایا
 روشن علی زمان علی دو پسر انہاں نے چھوڑی
 زمان علی چھڈ فانی دنیا طرف بقا لکھ موڑی
 روشن علی بقا وچ دنیا تھوہے اندر وستی
 محسن علی جو وچ بشندور سنے اولاد ہی ہن وستی
 دو اونہاندے پیٹے قاسم علی جو جگ تہیں چلے
 محمد ولی بقا وچ دنیا کچھے رہے ہکلے



حضرت حیات بخش اور ان کے صاحبزادگان کا بیان

جناب حیات بخش صاحب فیض عالی کہ شد ہویدا درجہان
 نام نامی متصل شد آن گرامی صاحب آن خاص عالی خوبر
 نظر صیقل ایشاہا مشکل کشاہا صاحب آن در بیان
 دروین دنیا مثبت دایم صائم قائم کامل اکمل باخبر
 نھوصا برکت و یمن ہاء در نہانی لاخبر خلق این جہان
 بوقت آن کہ مرگ آمد تفریق ذرہ لاپوشیدہ سوز تر
 ثابت دین نہی دے اندر صاحب نیک نھال
 جناب حیات بخش نوں جانے اندر حُب جمال

ہمیشاں روٹی رزق حلالی ثابت کر کے کہاندا
 ہل واہے تے فکرے سیتی ذاتی اسم ویہاندا
 رہے ہمیشاں مہلو اندر وچہ مسیتے جانی
 علم عمل وچ پکا آہا صاحب فیض رسانی
 پر واسطے روٹی رزق حلالے آپوں کم کریندا
 ہور کسے نون مول نہ آکھے آپوں ہل وھیندا
 جو ہتھان پیراں کرن ملائم کم نہ مول کریندے
 اوہ اپنے آپوں سختی اندر جانو دوزخ ٹھندے
 جو لوکاں کولوں کم کراوے تے آپوں ہتھ نہ لاوے
 اوس جہیا ہور بُرا نہ کوئی مفت ایمان لٹاوے
 جے نال مزدوری لوکان کولوں کم کراوے کوئی
 جو اپنے ہتھوں ہو نہ سکے جانو جائز ہوئی
 آہن الہی بخش فقیرا کدہر گیا خیال
 جناب حیات بخش دے صفت کر توں جلدی نال
 اوہ عالی ہمت آب حیاتی صاحب فیض گرامی
 صیقل نظر تے کشف قلبی وچ اصلی حال مداہی
 اوہ عاشق رب رسول دا آہا سبہ ننگ نموشی دوری
 وچ کامل شوق خدا دے ہر دم سالم چہرہ نوری
 ﴿.....﴾

جناب حیات بخش کی کرامات کا ذکر

زراعت ربیع جو خرمن اندر سٹی تس ہکواری
 سوکانوں کارن تموز آفتابوں ٹھٹلی آں غباری
 ایسی واؤ غضب دی وٹے کہیا کچھ نہ جاوے
 پر جلدی چار چوہیر زراعت حضرت کہیرا پاوے
 یعنی سیف زبانوں حضرت پھڑے کلام ربانی
 ہک ڈرہ تیلہ ہلٹیا ناہیں زراعت امن امانی
 جو فیر زراعت رعد آوازہ گرد غبارے جاوے
 جیکر ہوندا ہور کوئی جی جلدی ہوش ونجاوے
 حیات بخش جو ڈریا ناہیں اوہیں رہیا کہلویا
 وچ خرمن بافضل الہی دور نہ ہرگز ہويا
 صاحب فیض اوجالا نوری واہ واہ ہمت والا
 ہادی اہل ہدایت والا تے نور ترالا
 اتے ہور لوکاندے خرمن اندر تیلہ رہیا نہ کائی
 پہلے حملے نال شتابی لے گئی واؤ اوڈائی
 جان ویکھیا لوکان خرمن تسدا زراعت صحیح سلامت
 بہت حیران تحیر ہوئے تے آئے پیش ندامت
 فر او تدینہ لوکان ادب انہاندا حق سچ ظاہر جانتا
 چھپتیا ہويا ظاہر ہويا تے لوکان صحیح پہچانتا
 ☆☆☆

حضرت حیات بخش کی وفات اور ان

کی کرامات بعد از وفات

جس ویلے آن بیماری تسون پوہتی موتا والی
صاحب زادیان عرض گذاری ہوئے پیش سوا لی

یا حضرت اسین وطن مالوفہ بشندور اندر لے چلیے
جھے برزگ ہور تمامی اوتھے خاکو رلیئے

فر حضرت کہیا انہاں تائیں دے جواب قرارے
مینوں لائق اسی جائے دفن کرو دلدارے

واسطے حفاظت مہلو اندر لوکان کارن رہسان
اس جائی دے خاکو اندر اپنا آپ رلیسان

کھڑیو نہ بشندورے اوتھے ویسان ناہیں
ایہ گل آکھ بحق تسلیمان ہویا شتابی راہیں

ششم ماہ جمادی الاول روز جمعہ دا خاصا
باران سے چھہتر (۱۲۷۶) ہجری ٹریا شک نہ ماسا

فر صاحب زادیان دوہاں رل کے کیتی جھٹ تیاری
ہُن لے چلاں بشندور دے اندر آن ہوئی ہشیاری

تقدیر الہی بدل نازل اوسی ویلے ہویا
فر ہر ہک آپ آہنی جائی وچہ یقین کہلوایا

موضع مہلو سنجی مسجد روضہ تسدا بیاں
سبحان اللہ الحمد لله فکر کریں تون جیاں

ایہ کرامت بارش والی مرنے چکھے ہوئی
 بچھو سمجھو کرو عقیدہ اتھے شک نہ کوئی
 صاحب حیات بخش دے چکھے باقی دو فرزند
 صاحب عین صفائی والے عالی قدر بلند
 ہشت علی پہلے دا ناواں لکھیا ویکھ ضروری
 نواب علی دوجیدا اسم وچ درگاہ منظوری
 ایہ دونویں دین نہی دے اندر محکم تقویداری
 صحیح سلامت عیشان موجان فضل جو ایزد باری
 انہان شرک بدعت والی ساری چٹی ہے بیاد
 ہور غصہ شہوت حرص ہوائے کیتا دور فساد
 جس جائی تے قدم انہان دا روشن ہووے دین
 دیر نہ لگدی ہرگز ذرہ صافی اہل یقین
 نواب علی وچ دار فنا دے دیوے وانگن بلدا
 ثابت خاص شریعت سیتی ذرہ قدم نہ بلدا
 ہشت علی جیون ماہ آسمانی صاحب فیض رسانی
 چت ول نظر کرم دی کردا سب مشکل حل پہچانی
 ایہ دونویں عقلوں فکروں زائد وچ توحید الہی
 سے ورہان دا کفر کیسور بہن بنانوں راہی
 جے ہندو پنڈت اکے تیہاں پل وچ موم ہو جاوے
 صیقل اسم جو ذات الہی جلوہ دے چمکاوے

کیا حاجت ہے ہندو پنڈت گیر جو ماریا جاوے
پیش جناب نواب علی دے بچھو جیں من بہاوے

باب در بیان کرامت نواب علی صاحب

از زبان درفشان خود بخود ظہور کردہ اند

وچ موضع بل کرامت ظاہر نواب علی تہین ہوئی
دساں کھول حقیقت ساری شک نہ ذرہ کوئی
امیر بخش نوکر انگریزاں لاناواں موس جو گیا
اندر جائے بل پیراندے بچھو ایہ سنہیا
نواب علی بعد جو اوسدے پھر دا سیل کریندا
خواہش دے وچ لکڑی کوئی لپتے من پرچیندا
آ ہن حکم عیلامی لکڑو باو حکم چلایا
لیکے موس جوان کسے نے ہر سر لکڑی لایا
جان لگا موس ہک لکڑو عجائب سوہنی نظری آئی
دونوسن ہر کپوڑ اوہ لکڑو لیک شگاف نہ کائی
صاحب نواب علی نے کہیا ایہ ہے لکڑی میری
اچراں کولوں بولیا کوئی کیا حاجت ہے تیری
ایہ لکڑی میری تیرے تائیں دیساں ہر گز ناہین
توڑی کرسین جتن کہنیرے خالی جانوس راہین
فیر نواب علی نے کہیا میں سولان پینسی ویساں
تارے موجب تیرے تائیں تے لکڑی ضبط کریساں

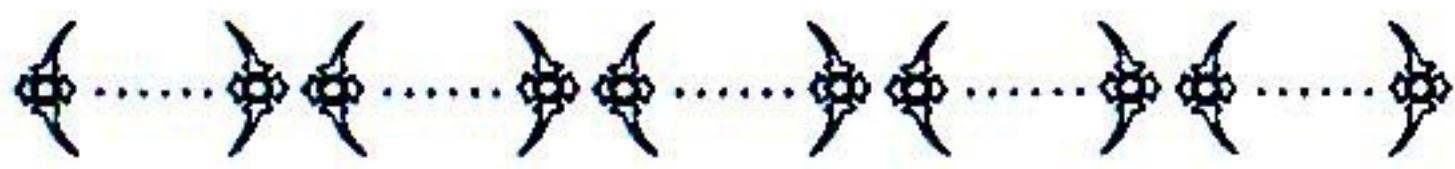
فیر اوہ نال غضب دے اگون بولیا آہا منحوسی
 میں عرض نہ تاری لکڑی میری بہت نفع میں ہوسی
 صاحب نواب علی فر کہیا میں ہک روپیہ دیواں
 نال رضاوی تیرے ہتھوں لکڑی ملین لیواں
 فیر اوس گل نہ منی ہر گز میں لکڑی دیواں ناہیں
 پر منحوساں دی بولی مندی مول نہ پونوں راہیں
 آء ہن الہی بخش فقیرا جھگڑا گل موکایے
 حق بحق تے باطل باطل حقیقت کھول سناہے
 نواب علی فر چپ ہو رہیا جھگڑا مگا سارا
 پر منہڈ قدیمی رسم فقیراں کرنا نہیں ککارا
 کہڑا اوہ منحوسی آہا نام پتا دس کوئی
 جس نال اولاد دیوان صاحب دی سخت معارض ہوئی
 خود اوس دا نام جو آہا تے عرفوں دوز نعلینی
 نور اللہ اوس دا باپ پہچانی وچ رہندا بن بیدہی
 اپر لکڑی وچہ نصیبے دے اسدے ناہیں ہوئی
 نصیب ہوئی جس اوس دا ناواں سمجھ لیوے ہر کوئی
 نواب خان جو کہڑی والا نمردار پہچانی
 اوہ لکڑی قبضے اوس دے اندر ہوئی اے دلجانی
 خودیا اونویں خالی رہیا ہک سکڑا سٹھ نہ آیا
 پر منحوساں دیاں مندیاں چالیں رکھیں شرم خدایا

نواب خانے فر نال قیمت دے لکڑی اوہ جو دتی
 کراڑ پکے نون سمجھ عزیز پر اندرون متی مٹی
 نون (۹) روپے قیمت اوس دی نفع وصولی پایا
 نواب خانے جو کھڑی والے بھو جین من بہایا

جان نکلیا آرہ بر لکڑی دے ترکھاناں زور چلایا
 نال ہتھابی دو کیتو نے دیکھو کیا کچھ پایا
 شکم لکڑی دا نال ریتو دے بھریا ہویا سارا
 دیکھ کر اڑ متخیر ہویا فر کردا شور ککارا
 کراڑ خالی تے موچی خالی کچھ نفع حصول نہ ہویا
 پر اوس لکڑی دے شکمے اندر بر فقیر کہلویا

وچوں لکڑی ریتو وانکن غیرت نال فقیراں
 ہوئے پلن وچ دیکھدیاں لوک ہوئے دلگیراں

پر ایہ نواب علی تھیں ظاہر خاص کرامت ہوئی
 لوکان جہلاں خمر نہ مولے سجن والا کوئی

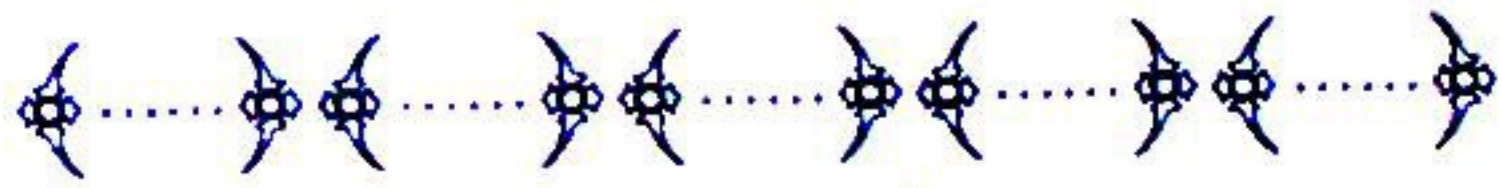


حضرت شاہ ولی کے باقی

صاحبزادگان کا بیان

کریم بخش تے فیض بخش فصل دین جو نالے
 محسن علی بھی نال انہاندے سب اوچے درجے والے

ایہ اندر دین نہی علیؑ دے محکم جانجان تیک حیاتی
 عیساں موجاں خوشیاں سیتی پائی فیر مواتی
 ایہ سارے شاہ ولی دے پیٹے عالی بزرگواراں
 فضل الہی سہناں اوتے بے حد بے شماراں
 حضرت فیض بخش دے دونویں پیٹے ظاہر آکھ سنائی
 ہک فقیر تے دوجا فضل دل تیرے تے لائی
 محسن علی دے دوئے پیٹے سمجھو ناں قیاس
 قاسم جی تے محمد علی ایہو نکتہ راس
 قاسم لا ولد ہے پیتے جان بحق تسلیمان
 محمد علی جیوں گل گلباسی وچ شوکت شان عظیمیاں



حضرت کلیم اللہ اور حضرت عزیز

اللہ کی اولاد کا بیان

ذکر اولاد کلیم اللہ دی سن توں کراں بیان
 نور حسن تے رحم علی ایہ دو اس تہیں جان
 انہاں عمر ساری وچ ذکر الہی خرچ کیتی اے یار
 فر اینویں طرف بقا دے واصل ہوئے جان شمار
 نور حسن لا ولد ہی ایہائی چھوڑی دنیا فانی
 اتے رحم علی با فضل الہی صاحب اولاد پہچانی

رحم علی دا بیٹا ہکا الہی بخش جو خاصا
 وچہ زہد ریاضت پکا آہا صاحب عین خلاصا
 وفات الہی بخش صاحب دی ہوئی ماہ رجب دے
 چہار شنبہ دا روز مقرہ وچ دفتر ازل دے
 باران سے چھہتر (۱۲۷۶) ہجری مقرہ جانی
 چلیا چھوڑ جہان فانی نوں اندر ملک ابدانی
 الہی بخش دا بیٹا پچھے محبوب شاہ نوں جانے
 صاحب فیض تجربے والا عالی ہمت شانے
 عزیز اللہ دا ہکا بیٹا محمد علی جو اوسدا نام
 صاحب زہد تے ظاہر باطن، خیراں لوک عوام
 ﴿.....﴾

حضرت شیخ محمد کی اولاد کا بیان

اٹھے بس تمام حقیقت دیکھو فصل ربّانی
 ذکر اولاد ہن شیخ محمد کرساں با دل جانی
 شیخ محمد دے دوئے پیٹے ہر ہک عظمت والا
 محمد شفیع تے محمد بقاء عالیشان اوجالا
 محمد شفیع مصلے اوتے ہویا جان نشینان
 اتے محمد بقاء وچ سلک طریقت ہویا محو یقینان

صاحب کشف کرامت والا عالیشان حضوری
 پہتے لوک مرید تنہاندے پان مرادان پوری
 فر اوڑک گیا وطن اپنے نون نال ارادے باری
 دو پیٹے تس پچھے جانی صاحب عزت کاری
 صالح محمد جیون نور درخشان نوریدے چمکارے
 اتے دوست محمد اوتسی وانکن جیونکر پھلن گلدارے
 ہر دو سیف زبان پہچانی تے نفس امارہ دوری
 جو شریعت جو حقیقت وچ جو طریقت نوری
 مئے حُب خاص وصال والا وچ ہر دو کامل اکمل
 نظر اکسیر تے عالی رتبہ فی خاص الخاص تجمل
 مارے عشق تنہاندا ٹہانٹاں جیونکر ٹہانٹہ سمندر
 ظاہر دنیا نال آمیزہ تے باطن چال قلندر
 آکھ ہن الہی بخش فقیرا کس نوں کہن قلندر
 قلندر ٹھہریا نور الہی یعنی حال قلندر
 قلندر مطع نور شامی دا مقام بلندہ قلندر
 قلندر ہے جو بحر آشنائی قلندر موج قلندر
 قلندر موج بہین لایزالی کدے نہ دور قلندر
 قلندر نور شمع دے وانکن پر لگوں رمز قلندر
 قلندر رمز بازو الجلالی دیکھو حال قلندر
 قلندر قطرہ شہ دریائی عشقون جاں قلندر

قلندر ذرہ بچے صحرائی عشقون عشق قلندر
 قلندر سر بے خوفی آیا از بیرون حرص قلندر
 قلندر سایہ لایزالی تے بے زوال قلندر
 قلندر محض جو ذات الہی ذات با ذات قلندر
 قلندر با تمثیل کہنری جبار ہے عکس قلندر
 قلندر نہ ایمان تے کفر واہ ہادی ذات قلندر
 قلندر کم روزگار نہ کوئی نہ ابتداء قلندر
 قلندر کل بیزاری اندر نہ انتہاء قلندر
 قلندر محزن سر اسرارے وچ دائم ذوق قلندر
 قلندر دائم شوق بشوقی قلندر شوق قلندر
 قلندر دائم ہے مشتاقی ، مایہ عشق قلندر
 قلندر ربی مکان پہچانے تے بے زبان قلندر
 قلندر ربی نشان ایہائی تے بے نشان قلندر
 قلندر ہے دریاء مرقت صحرا قنوت قلندر
 قلندر ہے دریاء معانی تے لامکان قلندر
 قلندر قلموم جان توحیدی چشمہ تفرید قلندر
 قلندر کل مذہب تہمین باہر تے سمجھ نہ حال قلندر
 قلندر تائین دین نہ کوئی نہ کینہ حرص قلندر
 قلندر کل بیزار خودی تہمین خودے خود قلندر
 قلندر غرق دریا مذکورہ بے خود غرق قلندر

قلندر جامہ عشقون سیوے ہو رہے ہوش قلندر
قلندر خرقة دوہان جہانان ساڑیا جان قلندر
قلندر تائیں علم نہ عشقون پر قدم از صدق قلندر
قلندر اول آخر آیا ہے مثل تمثیل قلندر

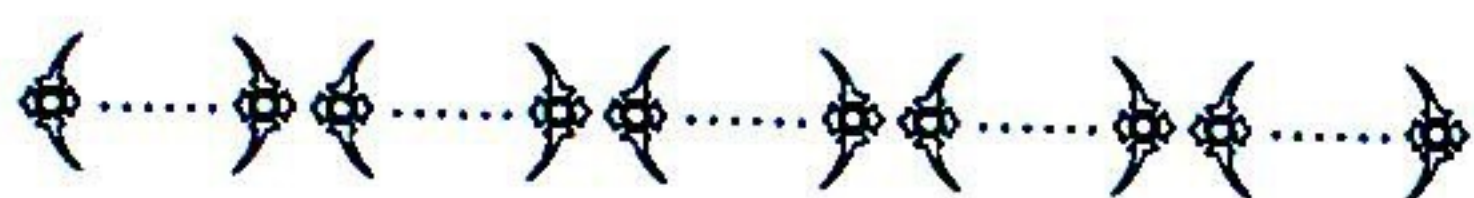
ایہ سب اوصاف تے نعت پہچانے ہر دوہاں دے تائیں
"صالح محمد تے دوست محمد جلوہ روپ سنائیں
وہ صالح محمد دے دوئے پیٹے عالی صدق صفاء
عبدالوہاب حبیب اللہ صاحب عین تقاء

فر حبیب اللہ دا ہنگا پینا مصطفیٰ جو اسدا نام
وچ سلک طریقت پکا محکم صاحب فیض انجام
دوست محمد دے ترائے پیٹے سمجھو اے ولی اللہ
ہدایت اللہ تے حیات اللہ دونوں تریجا عظمت اللہ

ایہ ترائے صاحب زہد ریاضت جام عرفانی پچا
وچ خاص تجربہ نور الہی روشن جلوہ کچا
اندر دم آخر دے ترائے محکم دلوں زبانوں
شریعت حقیقت جو طریقت ہوئے دلوں پہچانوں

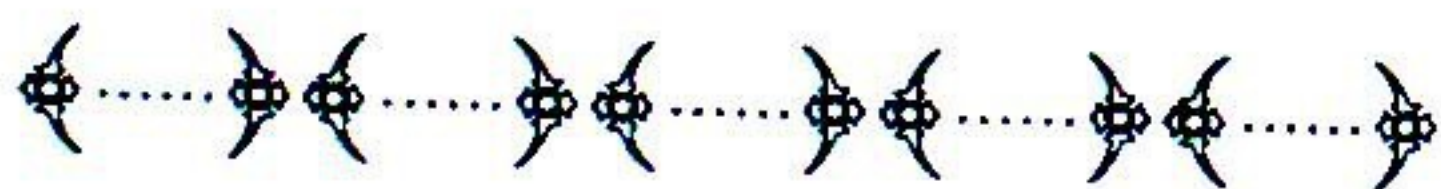
فر اوڑک چلناں سہناں تائیں وجیا کوس رحیل
یعنے کوچ نقارہ واصل طرفوں ذوالجلیل
ہدایت اللہ دے دوئے پیٹے کران حقیقت ظاہر
فیض بخش تے بہاول بخش از سلک طریقت ماہر

حیات اللہ دے دو فرزند جیونکر ماہ آسمانی
 روشن اندر دار فنا دے صاحب فیض رسانی
 حیات بخش جو اول بیبا عالی عظمت والا
 فقیر محمد دو جا جانی صاحب فیض نرالا
 حیات بخش لا ولد جو گیا با تقدیر الہی
 فقیر محمد تہیں محمد بخش صاحب سر آگاہی



حضرت محمد شفیع کی اولاد کا بیان

شیخ محمد تہیں محمد شفیع صاحب خوب خصالاں
 مسند نشیں مصلا اوتے سویا سمجھ مثالاں
 حکمے نال پدر دے اسوں ملی وراحت کٹی
 آیا ماہ ویسا کھ بہاری واو رحمت دی چہٹی
 وڈا مشائخ عالی رتبہ صاحب فیض حضوری...
 جو نکروا وڈا درج بدرجہ پان مرادان پوری
 صائم الذہر تے قائم التیل تس ساری عمر گذاری
 خاص قلندر عالی جلوہ نہ کچھ حدّ شماری

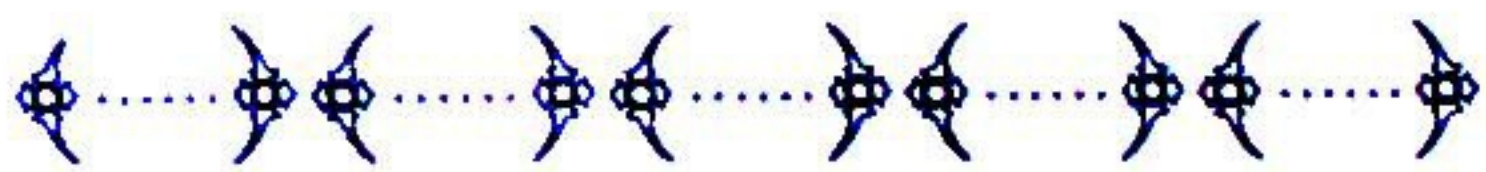


کرامت حضرت محمد شفیع

سلطان دلاور خان دے قاضی ہک مسئلہ مشکل ہويا
 راز نہ گھلے سمجھ نہ آوے تخیر حال کہلویا
 رل میل عرض جو قاضیاں کیتی سلطان دلاور اگے
 اسانوں سمجھ نہ ہر گز آوے تے مسئلہ ہتھ نہ لگے
 اچ ات زمانے اندر فاضل کامل تے مکمل
 محمد شفیع ہے ظاہر باطن اسدا خاص تجمل
 مت کچھ نظر کشف تہیں اوسنوں معلم ہوسی جانی
 کرسی حل ایہ مسئلہ سارا صاحب دَرِ معانی
 اوہ مسند اوتے بیٹھا ہويا بشندور شہر دا والی
 کہیں ہزاراں پاں مراداں اوسدے پیش سواہی
 اوہ خاص اولاد دیوان صاحب دی صاحب فیض رسائی
 سُن کے گھکڑ خوش دل ہويا آیا ثرت پہچانی
 پیش جناب محمد شفیع دے نال شتابی پوہتا
 السلام علیکم کہیں اول ہتھ بنھ پیش کہلوتا
 پد عرض گزاری کہیں ناہیں ہی حضرت سخن کریندا
 اپنے آپون کشف دے تہیں اونہاں نوں سمجھیندا
 ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ بدل دل اونہاندے لاند
 صاحب دل صفائی والا مسئلہ وہ سمجھاند

مشکل مسئلہ پل وچ حاصل ذرہ دیر نہ ہوئی
 باہون پہنچن مسئلہ حل پہنچن ہار نہ کوئی
 ایسی اوس تشریح مسئلہ دی کیتی خوب بیان
 قاضی ملاں سننے والے حیران اتے پریشان
 جے کر کدے دلاور خانے پیش مہم کوئی آوے
 فر نال شتابی پیش حضرت دے آوے مقصد پاوے
 پیٹے چار محمد شفیع دے عالی بزرگ نامی
 محمد سعی محمد رفیع محمد ضیاء شاہ نواز گرامی
 ایہ چارے صاحب فیض ایہائی پر ہک سہناں اعلا
 محمد ضیاء جو علم تصوف عالیشان اوجالا
 ہور شفقت پداری بہت زیادہ اسدے اتے آہے
 اتے پند نصیحت باپ دی کولوں سُنیا عاشق راہے
 اوّل نصیحت بدی نہ کرنی تے دوجا طمع ریائی
 استہیں لنگھ عبادت اندر رہناں خوش دل لائی
 بدی کسیدی نیکی عوض ظاہر کرنی جانی
 ہور غصہ کینہ بخل کرناں دول پہچانی
 علم عمل وچ پکا رہنا غفلت کرنی دوری
 گوشہ من عبادت کارن تے کرنا صر صوری
 ہور خیر وجودی محکم رکھیں کہڑی چیز پسندی
 اتے کہڑی چیز وجودے اندر پاوے بہتی گندی

پسند مراد نیکی دے جانے تے گندی ہے بریائی
 جان جانان جینویں قابو ہووے کریو نیک کمائی
 چھوٹھ نہ کہناں ہر گز ذرہ کیونجے وچ قرآن
 منع کیتا خود رب تعالیٰ رہویں امن امان
 ہور روزی طرف اللہ تہین جانی روزی دیون ہارا
 اتے دنیاں ترک دے وچ پکڑویں کر کے ہمت سارا
 دوست دشمن ہکو جہا سہناں دوست رکھیں
 نال بیزاری ہور کسے نون غضبوں غضب نہ چکھیں
 محمد شفیع دی ہوئی تیاری دتیس جان پیاری
 یاراں سے چھتالیہ (۱۱۳۶) ہجری سنہ میلا آخر واری
 محمد ضیاء جو مسند اوتے آہا بیٹھا جانی
 صاحب فیض بلندی والا صاحب دین ایمانی



ذکر اولاد حضرات محمد سعی،

محمد رفیع، شاہنواز

محمد سعی تے محمد رفیع دونویں جو طریقت
 صاحب علم تواضع سیتی ہور شیر زبان حقیقت
 پر جو اولاد دیوان صاحب دی سہا اہل حلیمی
 راح دم تے ثابت قدم اندر مہر کریمی

محمد سعی تے محمد رفیع دا بچے رہیا نہ کوئی
 کیونجے ایہ لاولدی دونویں اولاد نہ ہرگز ہوئی
 شاہ نواز اولاد معین فصل ہویا یزدانی
 نور احمد صاحب جو بیٹا ظاہر گہر اُسدے وچ جانی
 وانگ آفتاب دے جلوہ تسدا لڈہا بھید نہانی
 بے طمع تے بے ریا تے حارص ذرہ نہ جانی
 جیکر کچھ شکرانہ کوئی پیش انہاندے رکھے
 دیندا ونڈ غریباں تائیں اوستہیں ذرہ نہ چکھے
 اوڑک فیر نور احمد صاحب گیا چھوڑ جہان
 صاحب عالی ہمت والا ء جلوہ نور عیان
 دو پیٹے تِس پچھتے جانی وڈے عالی شان
 اکبر علی تے قاسم علی صاحب فیض رسان
 اکبر علی وچ سلک طریقت کامل زہد آھا
 ہور بہت کرامت اوستہیں ظاہر جہیا فصل الہا
 ﴿.....﴾

کرامات حضرت اکبر علی

وزیر چند برہمن عرفوں سُدہن بیٹا والا من
 رہندا وچ بشندور شہر دے نوکر سگہاں آجلن

اوس کول گرانویس مشرق طرفہ کھوہ کہٹایا جانی

بہت عمیق تے پانی ناہیں قطرہ آب پہچانی

دک ہويا فر آیا جلدی اکبر علی دے پاس

کہندا حضرت پانی ناہیں مہر کرو تاں راس

فقیراں دل رحیمی والا مہر دے وچ آئی

ہتھ اوٹھا دعا جو کیتس نال دے دے رائی

اوہ مستجاب الدعوات جو آہا ہوئی قبول دعا

دوہے دن اوس کھوہ دے اندر آب ہويا برپاء

قدم یوسی اوس حضرت والی کیتی دلوں بجانو

نذراں تے نذرانے دتیس دل تمہیں خوب سیانو

ہن توڑیس اوہ اونویس ایہ قائم کھوہ پہچانی

سہناں لوکاں خمر جو اوسدے کل حقیقت جانی

☆☆☆

اتفاق ہک وار میں موضع ہن اکبر علی صاحب جو گیا

اتے پیٹا نکرہا نالو نالے پوچھے ویندا پیٹا

کیا دیکھن خروڑہ سوہنی نظری اندر آ

فر پیٹا دیکھ پیو دے اتھے عرض احوال سُنائے

خروڑیاں والا مالک حاضر اوتھے آہا جانی

وڈا دوس مرٹلا جٹ صورتہ وانگ حیوانی

اکبر علی فر اوسدے تائین کہیا جلدی حال
 خریوزہ ہک اس پیٹے میرے دیہ شتابی نال
 کہندا جٹ مریلا آگوں خریوزہ دینواں ناہیں
 باج مزہ ری کیکن دینواں فیر نہ سخن ناہیں
 ہک خادم نال انہاندے آہا فیر اوسنے آکھ سنایا
 ایہ خاص اولاد دیوان صاحب دی کیوں توں پاس فیر آیا
 پیش فقیراں منکر ہونان جائز ناہیں آیا
 لائق تینوں دیہ خریوزہ پانویں قرب سوایا
 فرسُن کے ایہ گل جٹ مریلا کہندا نعرے مار
 مین انہان جئے فقیر ہزاران ڈٹھے بے شمار
 اساڈا مرشد کامل اکمل میہی بھی مرشد والا
 خریوزہ ہر گز دینواں ناہیں کرو زبان سمہالا
 اکبر علی فر نال غضب دے سرنگ وٹایا
 فر اوسے جائی وچ مسیتی قدم مبارک پایا
 کر کے وضو کرے دعائیں یارب جبار قہارا
 میں بندہ تیرا وچ رسوائی ہویا بہت لاچارا
 ہک جٹ مریلا جھگڑے کردا میں عاجز دے نال
 فصل کرم کجھ اسدے اوتے یا قادر ذوالجلال
 کیا ویکھن جو وچ آسمانے ہویا ابر ظہور
 دعاء ولی دی اوسی ویلے ہو گئی منظور

بارش بدل پہتے نازل تے گولی پون ہوائیں

یعنی ڈالہ نازل ہویا پیا شور کہائیں

فر غضب الہی برق آسمانی بجلی نال ہوئی

مع فرزندوں رن جو اُسدی نال بجلی دی موئی

ہور کھکھڑیاں خریوزے اوس دے وُسن کدے نائیں

نال مٹی دے مٹی ہوئے پُجُو یار سنائیں

دعا فقیران مہر خدا دی تے بددعا تہیں ڈرناں

پر رہناں اندر حکم تنہاندے گھر در صدقہ کرناں

☆☆☆

حکم چند بیٹا رام کشن دا دروغہ پدر خطاب

رہندا موضع جنڈ تے مہلو سمجھو اے اجباب

خالی روگہ حیاتی والا میویون خالی رہیا

پر جسدے گھر اولاد نہ ہووے جیون اوسدا کہیا

ایہ ہر ہر جائی پاس فقیراں پھر دا رہیا ہمیش

آرزو دے دی پوری ناہیں ہوئی حاجت خویش

اوڑک پاس جو اکبر علی دے آبا وچ دربار

نال بیزاری زاری کیتس تے کہندا نعرہ مار

یا حضرت میں فرزند نہ کوئی ہویا بہت لاچاری

فصل کرو یا حضرت مینوں ہووے دور خواری

فر نال جلالت اکبر علی نے کہیا اوسدے تائیں
گھر تیرے وچ بیٹا ہوسی فصل کریسی آ سائیں

ہور نام پسر دا کرم چندر کہناں تده ضروری
مدت بعد جو نون (۹) مہینے آس تیری ٹکن پوری
فر چلیاء ہندو نال خوشی دے گھر دے اندر پوہتا
دے مبارک رن آہنی نون اونویس کہلا کہلوتا

پھنڈی رن مبارک سن کے وانگ خمیریماں ناناں
میوے ناہین کپڑیاں اندر واہ واہ بہاگ سوہاناں
ہر دن دن خوشی زیادہ پاوے جیونجیوں شکم وڈیرا
واہ واہ دعا فقیر صاحب دی گھلا فصل کہنیرا

جان پورے نون (۹) مہینے ہوئے تے بیٹا جمیا جانی
کرم چند جو نانواں تسدا رکھیا دلون بجانی
جاں اوتھے رن اوس حد معین سمیت نہم دے آئی
تے بیٹا گچھڑ اندر چایا ہور نالے نذر لیائی
پیش جناب اکبر علی دے رکھیس جو کچھ آندا
فر اندر حق اوس بیٹے اپنے شتاب دعا کراندا
بعد دعا دے رن تے نہم دونویس وداع ہوئے
لیکے بچہ نال خوشی دے گھر وچ ونج کھلوئے



دربیان دیگر کرامت و اوصاف جناب اکبر علی صاحب

اک دن فوت ہويا ايه حضرت با تقدیر ربانی
ہک پہر دی قدر موینا رہینا عاشق دل تہیں جانی
فر حکم الہی زندہ ہويا تے لگا کرن جواب
اٹھ دیہاڑے ہور حیاتی دتی پاک جناب
حلقہ ايه زیارت کارن کیا نیڑیوں کیا دور
اکبر علی جیوں بدر ہلالی چمکے چہرا نور
جد اٹھواں روز آ پورا ہويا ہوئی فیر تیاری
باران سوتے سنہ ترہیٹھ (۱۲۶۳) ہن میلا آخر واری
ہک پچھے اس دا بیٹا رہیا فتح علی جو اس دا نام
صاحب عین صفائی والا صاحب فیض انجام
اپر ايه لاولدی گیا اولاد نہ ہوئی ظاہر
ايه پکت روایت شک نہ ذرہ سبہ کوئی استہیں باہر
قاسم دا ہک بیٹا صاحب اہل حقیقت
فقیر بخش جو ناواں تسدا اندر مو طریقت
﴿.....﴾

سجادہ نشین حضرت محمد ضیاء کی اولاد کا بیان

محمد ضیاء جو مسند اوتے پٹا صاحب راز
موجب حکم محمد شفیع دے صاحب فیض دراز
محمد ضیاء وچہ محکم طاعت صابر اہل قناعت
کنیں ہزاران طالب اوستہیں پایا شوق ہدایت
وچہ شریعت محو طریقت صاحب فیض حضوری
ہر قلب عزیز تے صیقل نظر چمکے چہرہ نوری
ست زمیںاں روشن اوستہیں تے روشن ست آسمان
یعنی غوثی رتبہ اوسدا اندر دوجہان
محمد ضیاء زبدۃ الاولیاء کامل آہا جانی
قدوۃ الاصفیاء محمد ضیاء مکمل خاص پہچانی
ہن ہوئی تیاری کوچ نقارہ تے پیا گن آواز
یاران سو بونجہ (۱۱۵۲) ہجری رحلت تس پرواز
محمد ضیاء دے پیٹے ترانے عالی بزرگوارے
محمد فضل تے محمد ناصر صاحب تقویدارے
ترجما جناب محمد خالق وچ محکم خاص شریعت
صاحب خلق حلیمی والا اندر محو طریقت
پر خالی روکھ حیاتی والا ثمرہ ناہیں پایا
پر اوڑک باد خزاندے تسوں عقیقی ساتھ رلایا

ہنچون شہروں طرف چہ دے نکا اوہا جائی

زیارت گاہ اوہ عالمیان دی صاحب فیض رسانی

محمد فضل نہ وکے پنجشنبہ روز پہچانی

از کشفون راز معلم ہو وچہ پسندیدہ جانی

محمد فضل با فضل الہی عالی مسند پاک

تے بیٹھا یاد الہی اندر اوہ صاحب ادراک

کنین ہزاران طالب اسدے صاحب جب عیان

کرے نصیحت سبہناں تائین دل دے نال تران

جو کچھ امر شریعت ظاہر تس سبہناں آکھ سنایا

بھی ذاتی اسم جناب الہی قلب تنہاندے لایا

ایہ اندر زہد ریاضت پکا خانجان تیک حیاتی

دم پورے جد ہو گئے پائی فیر مواتی

یاران سوتے نوے (۱۱۹۰) ہجری پائی تس وفات

روز جمعہ دے بچہ توں ٹریا عالی ذات

دو بیٹے تس چکھے باقی صاحب صدق صفا

علی محمد نور محمد ہادی اہل اتقا

نور محمد اولاد نہ کوئی خالی رحلت پائی

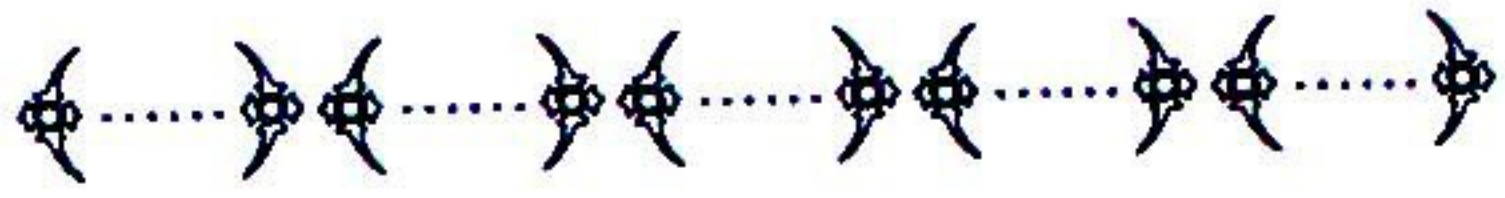
اتے علی محمد بگو بیٹا کرم بخش نام جو ایہائی

محمد میل دا خورد برادر مسند بیٹھا جان

صاحب فیض ہدایت والا موجاں خوشیاں مان

حضرت پاک محمد ناصر اسم گرامی جانی
 صاحب تجمل والا عالی ہمت شانی
 تس ہایوں ذاتی اسم الہی خالی دم نہ کیا
 ہور نفس محاسب فکر تجربہ مثبت ثبوتی رہیا
 آء ہن ویلا نیڑے آیا یعنی موت قریبی
 باران سوتے چوہتر (۱۲۷۴) سنہ گیا جا بکت عجیبی
 دو پیٹے تس کچھے باقی صاحب اہل ہدایت
 احمد علی الہی بخش وچ ثابت حال قناعت
 فرمان وصیت پدري جانے الہی بخش دے تائیں
 احمد علی نون حکم نہ ہويا مسند بیٹھا ناہیں
 الہی بخش مصلے اوتے بیٹھا کرے عبادت
 صاحب عین صفائی والا اندر زہد ریاضت
 وچہ راز حقیقت اندر محکم عالی جلوے والا
 وچ شوکت جان طریقت قائم عالی نور نرالا
 لاولد رہیا کوئی بیٹا ناہیں اس نون دتا اللہ
 فر عہد معین نیڑے ڈہکا حکمے نال الا اللہ
 باران سو انتالی (۱۲۳۹) ہجری پائی تس وفات
 لاله الا اللہ محمد رسول اللہ پھر فریا نیک صفات
 فر وڈا برادر اُسدا جہڑا مسند بیٹھا جانی
 احمد علی جو نانوان اوسدا دتہین خوب پہچانی

وڈا عالی رتبہ اسدا کچھ صفت نہ کیتی جاوے
مسترق اندر ذکر الہی دم دم خوشیاں پاوے



حکایت احمد علی

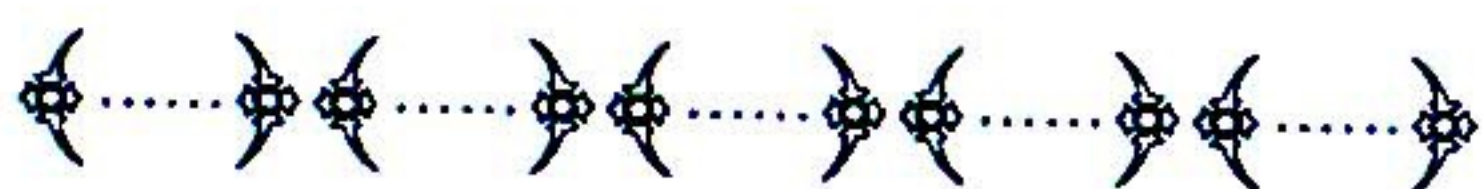
ہک واری حضرت احمد علی فریا کسے گرانوں
ایہ گلن حقیقت قصہ سارا تینوں کھول سناؤں
روغن زرد ڈولی وچ پا کے فریا ویندا راہی
نیت آنوں شہر متور بشندور دے دی خواہی
کیا دیکھے ہک کھوہ دے وچوں کڈہن لوک جو پانی
ایہ پانی پیون اوس کھوہ تے حاضر ہویا جانی
ڈولی ہک درختے سیتی اسنے چا لمکائی
لگا پانی پیون اوتھوں نال دے دی رائی
کیا دیکھن ہک گرد غبارے اچن چیت جو آئی
ڈولی لیکے رنھت ہوئی پر ہک بات آلائی
جے توں ڈولی لوڑ مقررہ تان جاء اندر گرمہالہ
پوچھیں لبھسی اوتھوں تینوں سمجھیں حال احوالہ
فر پانی پیکے فریا اوتھوں عالی ہمت والا
نال ہتابی فردا فردا پوہتا آ گرمہالا

کیا دیکھے ہکت نال درختے ڈولی لہکی ہوئی
 چک لئی اس نال شتابی تے نظر نہ آیا کوئی
 صحیح سلامت روغن زرد جمیا ہویا جانی
 پر ہکت انگلی اندر روغن لگی خوب پہچانی
 کون آہا جس روغن زرد اوتھوں چک لے آیا
 جن خبیث وچ گردو غبارے جس ایہ شور بنایا
 پر اصلی اوس ہمراہی کیتی احمد علی دے تائیں
 چک کے پہار لے آیا آگیرے پھتو یار سنائیں
 پر اہے نہ پیٹھا مسند اوتے احمد علی پہچانو
 ایہ پیش کرامت اوسدے ظاہر ہوئی دلوں سیانو
 اک دن اس حضرت دے گولوں چھپیا کسے یار
 کہوا سخن جو دنیا داراں کردا ضبط قرار
 کہیا حضرت دنیا داراں کرنا ایہ فرمان
 کیونجے عارف کامل پاسوں روایت ایہ بیان
 دنیا داراں لائق ایہی کرن زبان بندی
 دروغ کوئی تہیں سمجھ عزیزا سچ حضور پسندی
 سلیم طبع تے رحم دلی ہوتوں ہر دم حال
 ہور موافق قدر کشاد پشانی مسکیناں کرن سہماں
 اتے بندگی وچ جناب الہی ہونون قدم شہوتی
 تان روز قیامت عیشان موجاں پانون ہیرے موتی

حضرت احمد علی کی وفات کا بیان

ہن ہوئی تیاری احمد علی دی پوہتا وقت مواتی
اس دارِ فانی تہیں سمجھ عزیزا ہوئی تم حیاتی
اپر صلی اولاد نہ ہوئی گہر اس دے وچ جانی
نال لاچاری مسند اوتے کیتس فکر پہچانی
باہوں پکڑ غلام شاہ نون مسند خاص بہایا
ایہ بیٹا قطب الدین دا ایہے عالی ہمت پایا
اتے قطب الدین از نسل پہچانی صاحب محمد امین
محمد امین جو شاہ رحمت اللہ بیٹا حق یقین
اتے شاہ رحمت اللہ بیٹا جانی پاک دیوان حضوری
جناب حاجی عبداللہ نانواں آس کریندا پوری
باران سے چہتر (۱۲۷۵) ہجری رحلت خاص جو ہوئی
حضرت احمد علی صاحب دی شک نہ ہرگز کوئی
تری (۳۰) ماہ شعبان دی روز بدھوار پہچانی
عرس انہاندا اسدن ہوندا شک شک نہ آنی جانی
شاہ غلام ہن مسند اوتے صاحب صدق صفاء
کردا یاد اللہ دے تائیں عالی اہل ہداء
غلام شاہ نون ہک نصیحت کرساں با دل جانی
جس تہیں پاوے فیض شتابی صاحب درِ معانی

اوّل وچ شریعت قائم رہناں مثبت ثبوتی
 ہور رمز حقیقت پہیلیاں سیتی رہناں توں مضبوطی
 کوئی ایسی کار نہ کرنی تسان جس تھیں توبہ آوے
 ہور حُب لطافت کُل دے اوتے کرنی جیوں دل بہاوے
 عاقل نون ہک نکتہ بس ہے کون قصبے گالے
 پر جیکو اس مسد تے بہی آپناں آپ سمہالے
 مین قربان سہناں دے اوتوں جان فدائی کردا
 کچھ نام خدا دے مدد کریو مین نت مداحیں پڑہدا



نواب علی صاحب مہلو والہ کا بیان **اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں**

ہک واری نواب علی نے آکھیا میرے تائیں
 ہک نسخہ نعت دیوان حضور تیری تہوں بنوائیں
 مین اگوں کہیا سند جی پکی حاضر کرو موجودی
 تاں مین نعت کریساں جلدی مدد نال معبودی
 دیساں سند مین پکی تینوں نواب علی فرمایا
 مین فر کہیا انشاء اللہ کران بیان ہو لایا
 کوئی تھوڑی مدت گذرن چکھے سند میرے ہتھ پائی
 فر لے کے قلم دوات سیاہی مین دل تہیں قلم چلائی

اپر سندا اوہ فارسی اندر ہندی آسان بنائی
 سمجھن کارن عوامان تائیں مشکل رہیا نہ کوئی
 نواب علی بفضل الہی صاحب عین صفائی
 خاص الخاٹھ شریعت سیتی تار توحید بجائی
 نواب علی دا عالی رتبہ کچھ سمجھ وچہ نہ آوے
 صاحب شرم تے تقویٰ اندر صاحب اہل سخائی
 ہور علم تصوف سنی اندر روشن تسدا سیناں
 خاص اولاد دیوان حضوری صاحب اہل یقیناں
 نواب علی دا دوم برادر عالی عظمت والا
 شہت علی ہے نام تسدا عالی جلوے والا
 مین ہنگا واری دیکھیا اوسنوں سمجھا اندر پایا
 فر دوچی (۲) واریں شجرے اندر اوسدا نام جو آیا
 واہ واہ عالی رتبہ اوس دا صاحب اہل سخائی
 وانگن ماہ بدر جیوں روشن دنیاں اندر سائی
 صاحب فیض حضوری رتبہ اوس دا خوب پہچاناں
 وچ سلک طریقت جو طریقت عالی قرب سیاناں
 یا حضرت ہک مرض اسانوں سخت جو طاری ہوئی
 کوئی داڑو و رمل راس نہ آوے دیکھ رہیا سب کوئی
 تسیں دوئے برادر کریو حیلہ حق اساڈے اندر
 ہووے خیر تے کراں دعائیں جسکے نہ سمندر

دیوان حاجی عبداللہ صاحب پوریاں پانون والا
 دیوے آس بے آسان تائیں صاحب فیض نرالا
 حضرت عبدالعزیز صاحب جو فضل کتدہ والی
 حضرت شاہ رحمت اللہ صاحب کردا مہر سمہالی
 عنایت اللہ تے عبدالسلام کرسن مہر گہنیری
 محمد امین تے شیخ محمد خیر کریسن میری
 عارف صاحب تے قائم صاحب عالیشان بلندی
 معصوم مراد خیر محمد عالی ذات پسندی
 محمد جعفر تے محمد بقا محمد شفیع جو نال
 فتح محمد اتے دل محمد کرسن مہر سمہالی
 عبد نہی فقیر محمد روشن جلوہ عالی
 محمد فقیر محمد روشن صاحب خوب نھالی
 شرف الدین محمد غلام جان محمد جاناں
 دین محمد محمد عظیم کرسن فضل سیاناں
 کلیم اللہ سلطان محمد کرموں نظر کریسی
 عزیز اللہ تے صالح محمد درواں دہک چلیسی
 دوست محمد عالی رتبہ صاحب فیض حضوری
 ولی اللہ حفیظ اللہ صاحب آس کریسی پوری
 غلام علی تے محمد وارث محمد لطف کمال
 سلطان علی قاسم علی جو وحدت درج خیال

فیض بخش تے کرم بخش غلام محی الدین
 ناصر دین تے فضل الدین ہور چراغ الدین
 شاکر دین بہاؤ الدین محمد علی آمین
 صاحب عین صفائی سہائے جلوہ حق یقین
 شرف شاہ اتے جان محمد محمد حیات سعید
 محمد علی تے شاہ ولی جو عالی قدر مجید
 نور حسن رحم علی صاحب جو محمد علی نون جانان
 عبدالوہاب حبیب اللہ نون دل تہیں خوب پہچانان
 ہدایت حیات اللہ صاحب نالے عظمت اللہ
 طفیل انہاندے میں عاجز تے کرسی فضل جو اللہ
 غلام محمد شیر صاحب جو قادر بخش سمہالاں
 پیر بخش تے ہاشم علی جو صاحب نیک نصالاں
 حسین علی مدد علی یہی حضرت شیر قبولاں
 خدا بخش بفضل الہی وچ درگاہ مقبولاں
 محمد شاہ اتے احمد شاہ رستم علی دلیر
 پیر بخش اتے الہی بخش فضل جناب چو فر
 محمد علی مردان علی جو سید علی ہمراہی
 الہی بخش اتے قطب الدین کرسی دو تباہی
 چراغ الدین تے قادر بخش یا رب انہاں طفیل
 حیات بخش اتے کرم بخش جو کڈھو دل دے میل

فیض بخش تے فضل الدین محسن علی جناب
 الہی بخش اتے مصطفیٰ صاحب وانگ درخش آفتاب
 فیض بخش تے بہاول بخش عالی صدق صفائی
 حیات بخش اتے فقیر محمد کامل اکمل ایہائی
 حسین علی بافضل الہی مہر کتدہ والی
 ایہ بیٹا خاص غلام محمد چچے دیکھ سہالی
 کرم شاہ محبوب شاہ نالے بہادر شاہ امیر
 جیوں شاہ امیر علی جو عباس علی بالخیر
 فیض علی تے شرف علی بھی محمد شاہ دلدار
 محمود شاہ اتے شہمت علی جو صاحب فیض قرار
 نواب علی تے فقیر صاحب نون دل دے وچ پہچاناں
 فضل صاحب اتے قاسم علی نون نال عقیدت جاناں
 محمد علی محبوب شاہ نالے صاحب قطب زمان
 محمد ضیاء تے محمد سعی جو عالی ہمت شان
 محمد رفیع تے شاہ نواز روشن بدر ہلال
 محمد فضیل تے ناصر محمد صاحب عین کمال
 خالق محمد نور احمد بھی علی محمد جاناں
 نور محمد احمد علی نون دلبر خوب پہچاناں
 الہی بخش اتے اکبر علی جو صاحب فیض ہدایت
 فتح علی اتے قاسم علی بہین صاحب اہل کفایت

فقیر بخش با فضل الہی صاحب عین تے عین
 صاحب عین بعین معین مار لئے رتس غین
 طفیل انہان دے یا رب صاحب کرنی مہر گنہیری
 دردان ڈکھان اکایا مینوں رحمت پانواں تیری
 ایہ درد اولاً لگا مینوں یا رب بارِ خدایا
 تیرے باہجوں کوئی نہ میرا تین دروازے آیا
 ایہ جتنی اوتے بیان میں کیتی یا رب بے پرواہ
 طفیل انہاندے فضل کرم تہیں کر توں ہک نگاہ
 اول کتاب تاں آخر توڑیں جتنے اسم ایہ پائے
 نال یقین دے دے کر کے وچہ کتاب ٹکائے
 طفیل انہاندے بارِ خدایا کر توں فضل عنایت
 میں عاجز مند غریب و پچارا یا رب دیہ ہدایت
 جے توں پکڑیسیں یا سڑیسیں میں عاصی بندہ تیرا
 ڈہٹھا آء دروازے تیرے کر رحمت فضل بیڑا
 ﴿.....﴾ ﴿.....﴾ ﴿.....﴾ ﴿.....﴾ ﴿.....﴾

کتاب مذکورہ کا نام اور سال تکمیل

میں نام کتاب دیوان عرفانی سمجھا اندر آیا
 ہور دوجا صیقل عرفانی بھو جین دل پایا
 تریجا دیوان العارفین اسدا سمجھو پہائی
 اتے چوتھا صیقل العارفین رکھیا حُب ٹکائی

انہاں چوہاں (۴) ناواں وچوں بڑا نام بولاسو
 تا انشاء اللہ نال محمد مٹھے میوے کھاسو
 ایہ اصل کتاب ہے سلک طریقت نور جو نحر توحیدے
 نور علی نور جانی اس ٹوں نال تاکیدے
 جیکو پڑھی اُسدے تائیں کچھ فاتحہ خیر دعائیں
 آکھو مین عاصی دے حق دل دے نال رضائیں
 پچھے ہجرت مصطفیٰ علیہ السلام باران سو (۱۲۰۰) سال
 سنہ چورانوے (۹۴) سمجھ عزیزا مٹھی کتاب سمہال



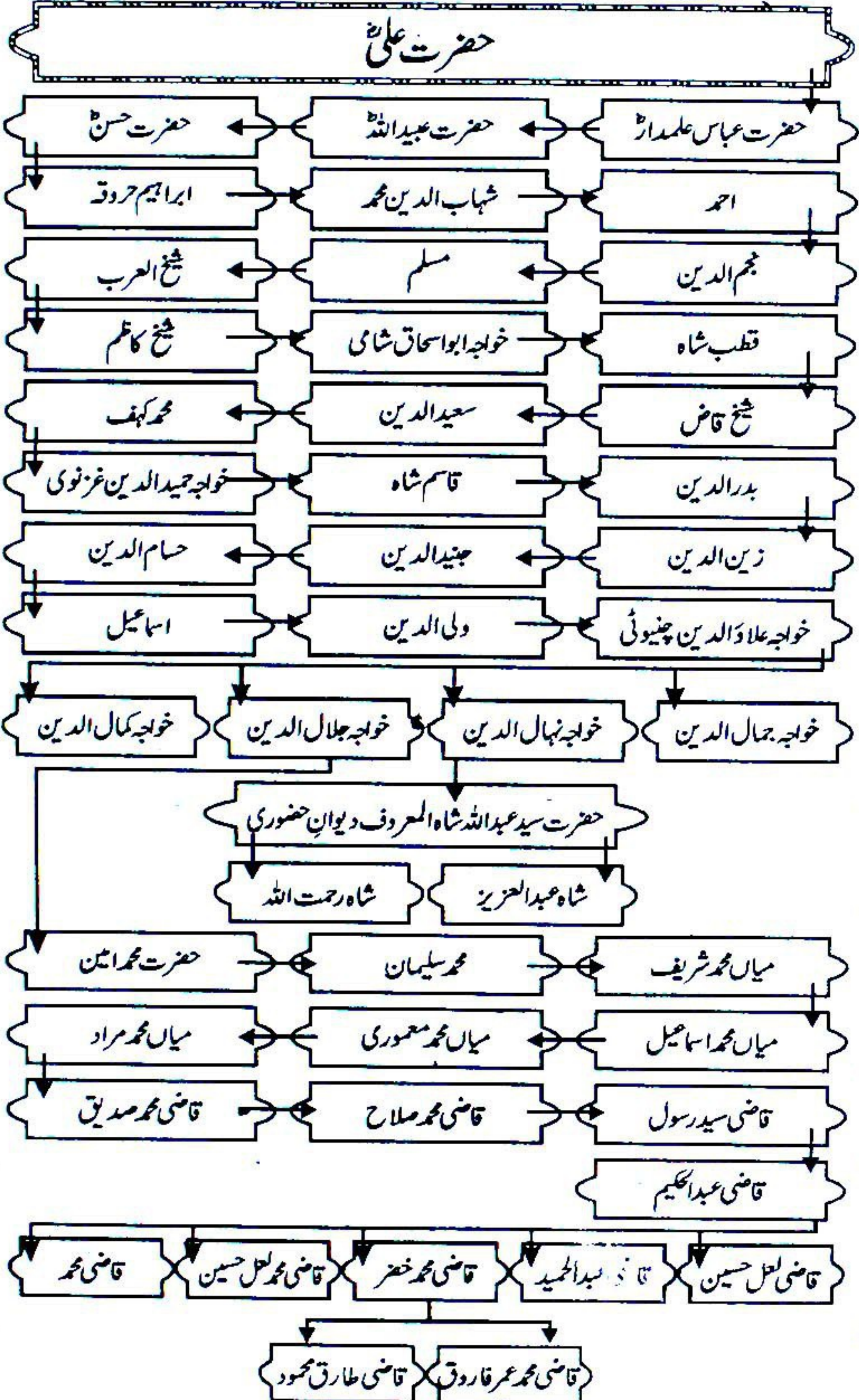
کتاب مذکورہ کے مصنف کا نام اور تصنیف کا وقت دن اور مہینہ

مصنف اس کتاب دا الہی بخش فقیر
 رہندا وچ بگہام دے عاجز مند فقیر
 وقت عصر دے جان تون روز جو منگل وار
 چن ہنا لا دوجی گذری ہوئی تم شمار
 مین ناچیز آہے تے عاصی بد کردار
 اٹکل ناہیں شعر دی نہ گج عقل نہ سار
 نالے مرض بدن دے اندر ڈاہڈی سخت جو دہائی
 پر وچ بیماری ایہ کتاب دل تمہیں آسان بنائی

یا ربّ اس کتاب نوں کرناں تہہ مشہور
 اندر فرقے عارفان کیا نیڑے کیا دور
 یا ربّ الہ خالق کلّ میرے بخش گناہ
 ہور والدین استاد تے کرتوں فصل الہ
 ہور ہادی راہنما جو صاحب فیض حضوری
 یا ربّ الہ خالق کرتوں اوس مغفوری
 پیر اساڈا خاص ہے روپڑ شہر سچ واسا
 احمد صاحب نام تس متکّر جانو ہاسا
 پچھے تس فرزند ہے فقیر محمد نام
 صاحب عین صفائی والا عالی ہمت کام
 نقشبند طریق اے زبده الاولیاء
 کئی ہزاران طالب اس دے عاشق دل تے لیا
 صاحب عین صفائی والا ہادی نیڑے دور
 جو کچھ وچہ آسماناں زمیناں اس دے وچ حضور
 ہوئی ختم کتاب فصل الہی نال
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ رکھ یقین سمجھاں

☆☆☆

شجرہ نسب الحاج سافظ عبداللہ شاہ قادری المعروف دیوانِ حضورؐ

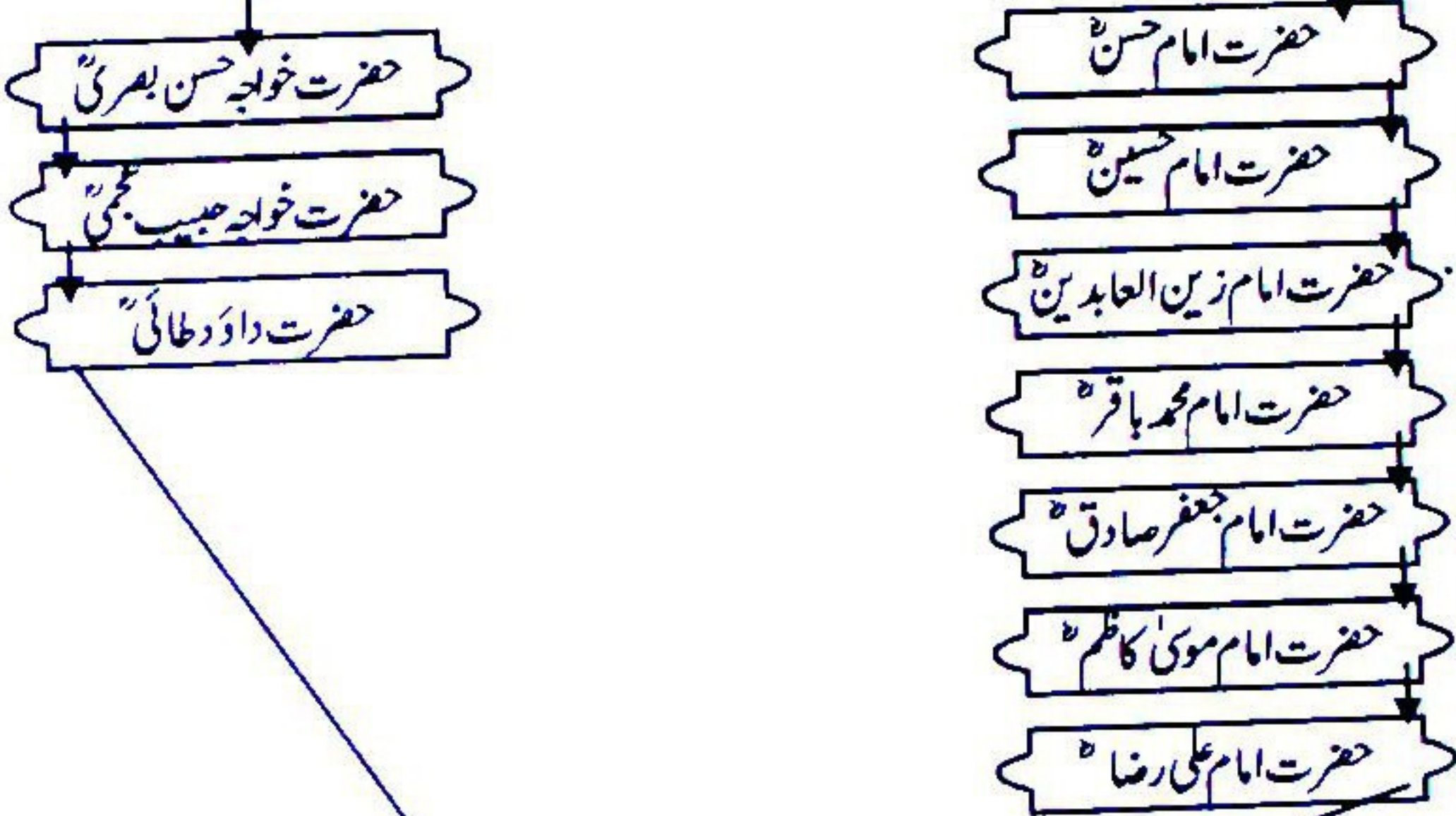


نوٹ:- حضرت قاضی عبدالکیمؒ کی بہن حضرت قاضی احمدؒ کی چشتی نظامیؒ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔
جب کہ آپ کی صاحبزادی صاحبہ حضرت قاضی محمد حسنؒ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔

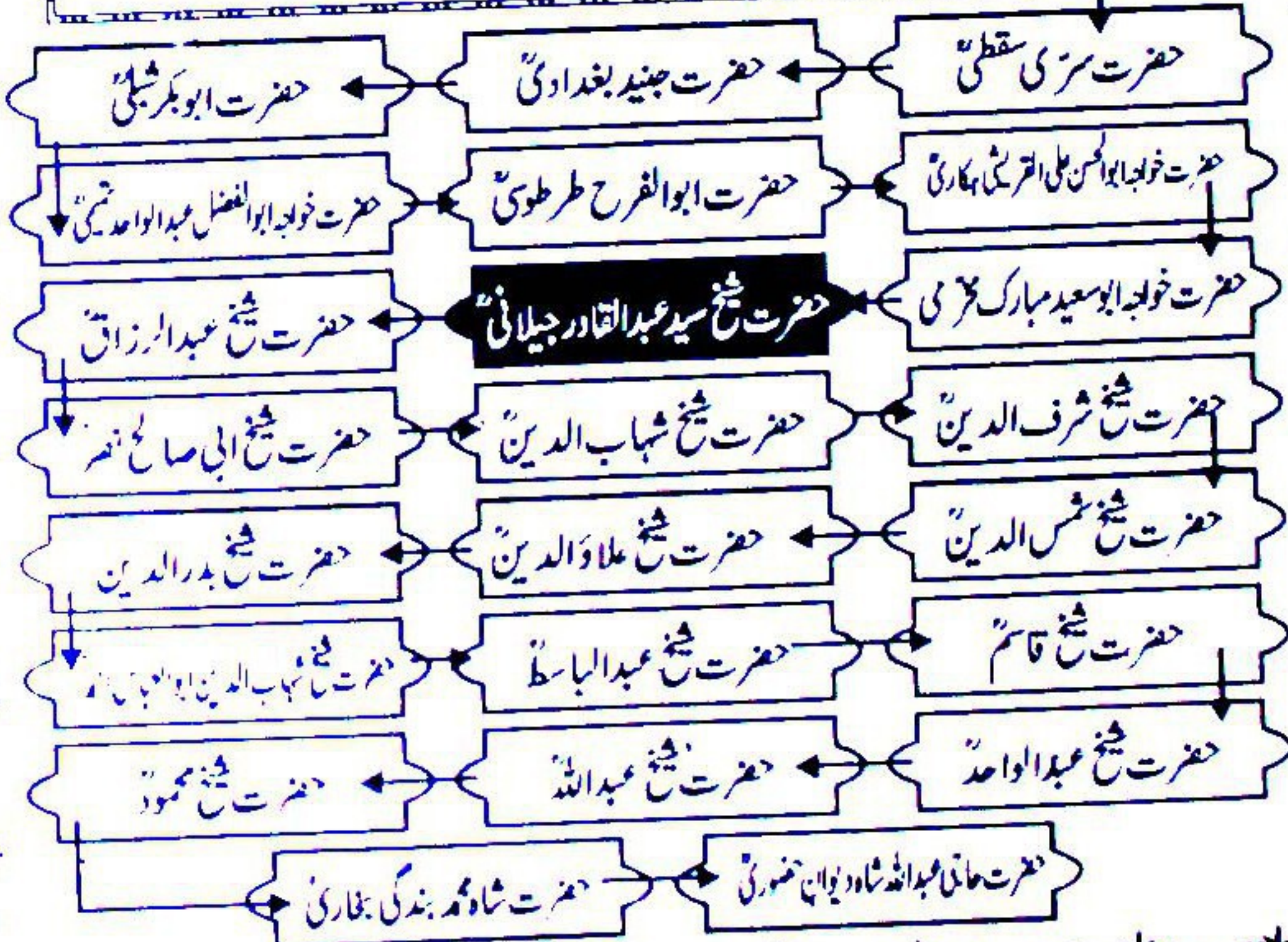
شجرہ طریقت حضرت دیوان حضوریؒ

حضرت سیدنا محمد ﷺ

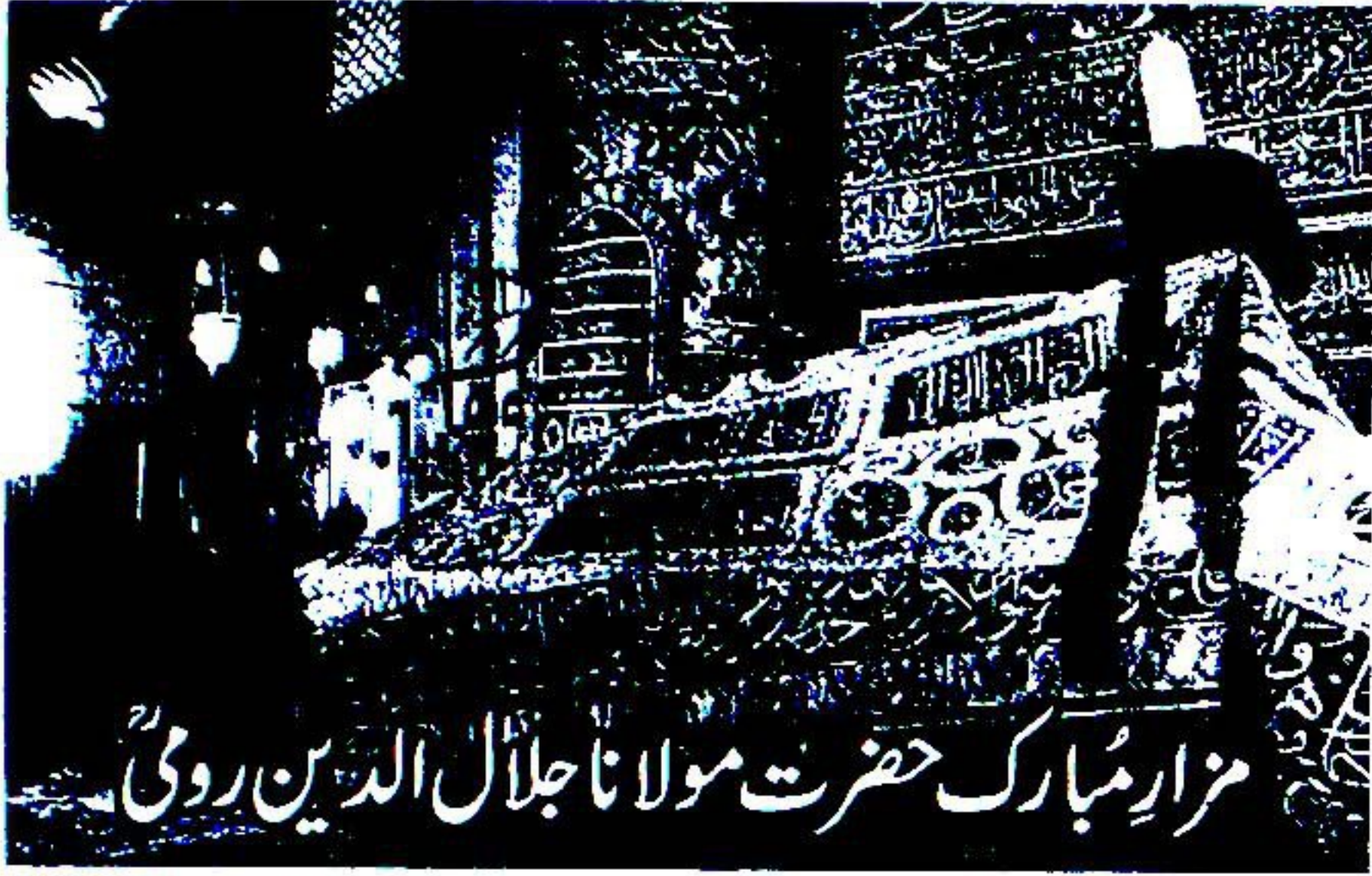
حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ



حضرت معروف کرخیؒ

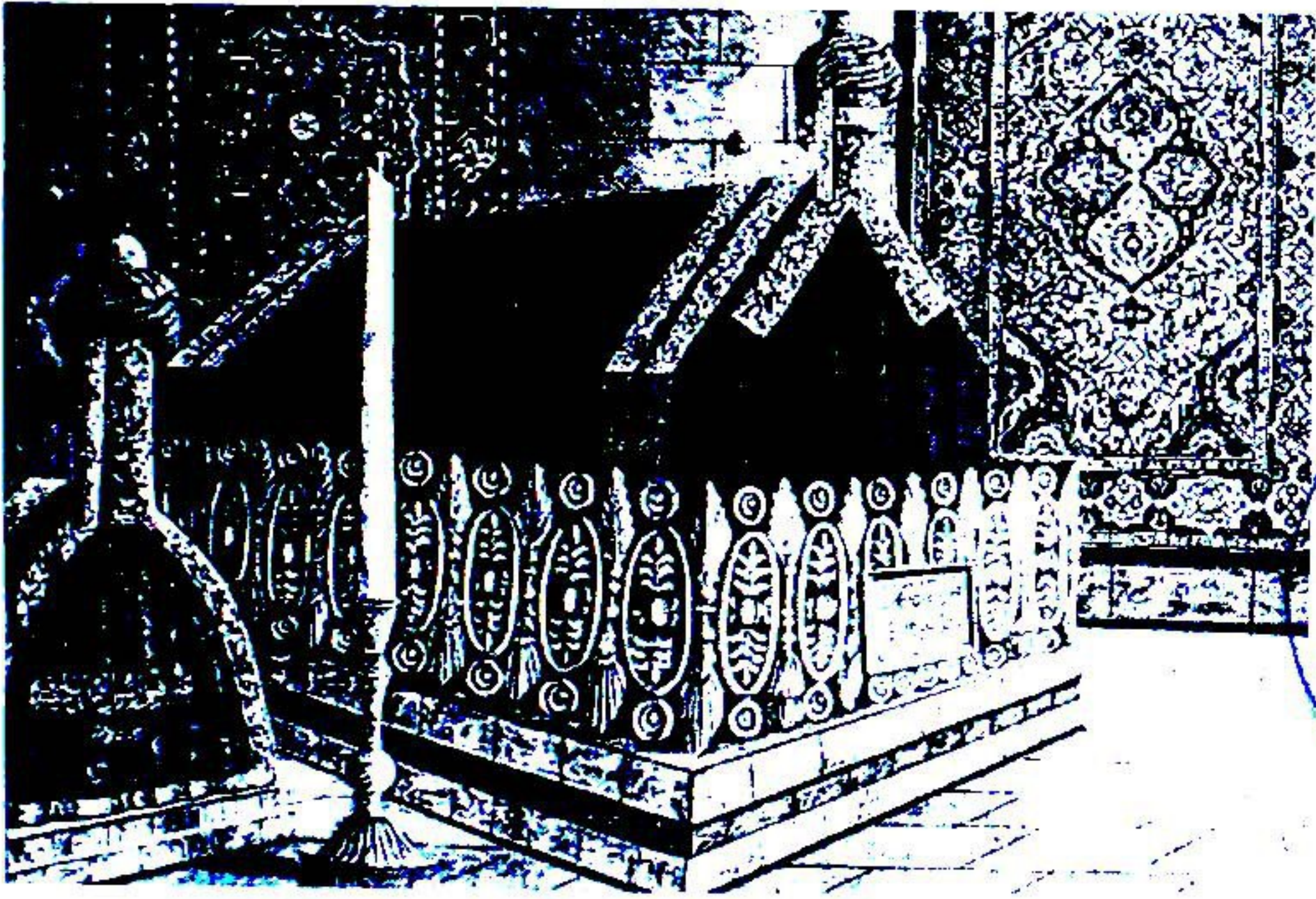


اہم پیغام



مزار مبارک حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ

ایک بلند اور طویل چبوترے پر یہ مقام حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کا مزار مبارک ہے جو ترکی کے ایک خوبصورت شہر ”قونیہ شریف“ میں واقع ہے۔ تصویر میں آپؒ کی پائنتی آپ کے والد محترم کی قبر مبارک اور فانوسوں کے نیچے تین اور قبور کے بھی کچھ حصے نظر آ رہے ہیں۔
الحمد للہ اس بندۂ ناچیز کو نومبر 95 میں اس عظیم مقام پر حاضری کا شرف اور مثنوی پڑھنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ بغیر تحقیق کے آج کل اوپر والی اور نیچے والی تصویر کو



نبی پاک ﷺ کی قبر مبارک سے منسوب کر کے مختلف انداز میں استعمال کیا جا رہا ہے جو کسی طور پر بھی ایک گناہ سے کم نہیں کیونکہ 881 ہجری کے بعد حجرہ مبارکہ کے اصل مقام تک کسی ظاہری آنکھ کی بھی رسائی ممکن نہیں ہوئی تو اتنی جدید تصاویر کا حصول کس طرح ہوا؟ خدا را اس بات کی تصحیح کر لیں اور باقی لوگوں تک بھی یہ اہم پیغام ضرور پہنچائیں یہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔

افتخار احمد حافظ قادری

پیکرِ فقر و تسلیم و رضا

حضرت قاضی محمد حسن قادری

(سال وصال) 1983ء



مردِ حق، جس کی ہے بجد ذوق بخش
نجمِ حق، جس سے منیر و مفتح
آفتابِ فیض، جس سے مستنیر
گوہرِ دریائے صدق و راستی
آشکارا اس کے روئے خوب سے
اُس کی شانِ معرفت کے معترف
وہ کلامِ پاک کا اسرارِ فہم
جس قدر اس پر کرے ناز، ہے بجا

داستانِ فقر و تسلیم و رضا
کہکشانِ فقر و تسلیم و رضا
اک جہانِ فقر و تسلیم و رضا
دُرِّ کانِ فقر و تسلیم و رضا
ہر نشانِ فقر و تسلیم و رضا
کاملانِ فقر و تسلیم و رضا
نکتہ دانِ فقر و تسلیم و رضا
کاروانِ فقر و تسلیم و رضا

طارق سلطانپوری